ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے خطوط ڈاکٹر عقیل کے نام

ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (۱۴ر نومبر ۱۹۲۲ء، پٹنہ۔ ۳۰ر جون ۲۰۱۰ء علی گڑھ) نے ابتدائی تعلیم پٹنہ میں حاصل کی۔ مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۴۳ء کو آپ بہ غرض تعلیم علی گڑھ پہنچے۔ علی گڑھ سے آپ نے ۱۹۴۵ء میں انٹر اور ۱۹۴۷ء میں بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد علامہ عبدالعزیز میمن کے مشورے پر ایم۔اے عربی میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۹ء میں یوری یونیورسٹی میں اوّل آئے۔ اسی زمانے میں آپ نے "علی گڑھ میگزین" کی بڑی محنت اور سلیقے سے ادارت بھی کی اور ۱۹۴۹ء ہی میں "غالب نمبر" شائع کیا۔ آپ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۲ء تک لٹن لائبریری، علی گڑھ میں شعبۂ مخطوطات کے ناظم رہے اور اس دوران علامہ میمن کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کے لیے تحقیقی مقالہ بھی لکھتے رہے، آپ کے مقالے کا موضوع "صدرالدین علی بن ابی الفرج البصری (م ۶۵۶ھ) کی کتاب "الحماسۃ البصر" سے متعلق تھا جس پر ۱۹۵۲ء میں پی ایچ ڈی (عربی) کی ڈگری تفویض کی گئی۔

ڈاکٹر صاحب نے جنوری ۱۹۵۳ء میں بہ حیثیت لیکچرر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ملازمت کا آغاز کیا اس کے بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے آکسفورڈ تشریف لے گئے اور ۱۹۵۶ء میں پروفیسر ہیملٹن گپ (م ۱۹۷۶ء) کی نگرانی میں ڈی فل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں آپ ادارۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ میں ریڈر اور ۱۹۶۸ء میں اسی ادارے کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یہاں سے آپ نے اعلیٰ پائے کا علمی و تحقیقی رسالہ "مجلہ علوم اسلامیہ" کا اجرا کیا اور دس سال تک اس کی ادارت کی۔ اسی سال آپ شعبۂ عربی، علی گڑھ یونیورسٹی کی صدارت پر فائز ہوئے اور اسی عہدے سے ۱۴ر نومبر ۱۹۸۴ء کو ریٹائر ہوئے۔ لیکن ملکی و غیر ملکی یونیورسٹیز سے بھی وابستہ رہے آپ کی اردو تصانیف و تالیفات میں خطوطِ اکبر، احوالِ غالب، نقدِ غالب، سیر دہلی، کربل کتھا، مکتوباتِ مشفق خواجہ بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد وغیرہ نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنی عمر کے آخری دور میں اردو مکتوبات کے دو اہم منصوبوں پر کام کر رہے تھے جن میں سے ایک "کلیاتِ مکاتیبِ سرسید" اور دوسرا "کلیاتِ مکاتیبِ اکبر" تھا۔[۱] انھوں نے متعدد بار اپنے اس منصوبے اور شوق کے متعلق اپنے خطوط میں بھی اشارہ فرمایا ہے وہ ایک خط میں رقم طراز ہیں کہ: "٭٭٭ میں سرسید کے خطوط پندرہ بیس سال سے جمع کر رہا ہوں"[۲] ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب ڈاکٹر آرزو کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> "٭٭٭ اردو تحقیق میں ہمہ جہت اور ہمہ گیر خدمات انجام دیں مخطوطات کی دریافت اور معیاری تدوین ۔۔۔ لے کر تاریخ ادب کی گم شدہ کڑیوں کی تلاش، نثر، شاعری، تذکرہ، مکاتیب، سفرنامے، علما و صوفیائے کے حالات، غالبیات اور دیگر ادبی شخصیات کے مطالعے اور جائزے تک، ادبی تحقیق کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو آرزو صاحب کے دائرہ تحقیق سے باہر رہ گیا ہو ہر گوشے میں ان کی خدمات کے نقوش نہایت واضح اور روشن ہیں۔"[۳]

ڈاکٹر ثاقب کے بیان کی تصدیق اُن خطوط سے بھی ہوتی ہے جو اگلے صفحات میں پیش کیے گئے ہیں۔ انھی خطوط میں آپ کی شخصیت کے متعدد علمی اور سوانحی پہلو بھی اُجاگر ہوئے ہیں یعنی یہ خطوط ڈاکٹر آرزو کے شوق، اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے محبت، طبیعت کی تنظیم اور شبانہ روز مصروفیات کے آئینہ دار ہیں تو دوسری جانب ایک ایسا محقق بھی جلوہ نما ہے جو تاریخ کی گم شدہ کڑیوں کو تلاش کر کے تحقیق کی روشنی سے ثابت کرتا ہے۔ یہ خطوط ایک محقق کی متجسس طبیعت کی آئینہ داری بھی کرتے ہیں اور ان کی علم دوستی اور علم پروری کو نمایاں بھی کرتے ہیں۔ آپ اہم عہدے پر فائز ہونے اور اپنے فرائض منصبی، احسن وخوبی ادا کرنے، تصنیف وتالیفات میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں کے ہر خط کا جواب نہایت تفصیل سے دیا کرتے تھے اور اگر اُن کی جانب سے خط کے جواب میں تاخیر ہو جاتی تو اس پر برہمی کا اظہار بھی کرتے تھے۔

ڈاکٹر آرزو مختلف کانفرنسوں اور سیمناروں میں شرکت کے لیے پاکستان آتے رہتے تھے، اس دوران علمی نوعیت کی میٹنگوں، عزیزوں اور دوستوں سے میل ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کی آپ سے پہلی ملاقات مشفق خواجہ کے گھر پر ہوئی تھی۔ پھر جب جب ڈاکٹر آرزو پاکستان تشریف لاتے آپ ان سے ضرور ملاقات کرتے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ ڈاکٹر معین الدین عقیل آپ سے ملاقات کے لیے آئے لیکن ملاقات نہ ہو سکی جس پر ڈاکٹر آرزو، نے معذرت کا خط تحریر کیا۔

> ''آپ۔۔۔ ملنے آئے اور مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی اس اطلاع سے مجھے بہت افسوس ہوا خاص طور پر اس بات سے کہ آپ کی بیگم صاحبہ نے بھی زحمت فرمائی تھی''۵

ڈاکٹر آرزو کی عقیل صاحب سے ۷۰ء کی دہائی سے مستقل ملاقاتیں اور خط وکتابت رہی۔ آپ نے ایک بار عقیل صاحب کے ساتھ حیدرآباد سندھ کا سفر بھی کیا۔ جس کی ایک مختصر رُوداد آپ کے ایک خط میں بھی ملتی ہے۔ اس سفر کی بابت عقیل صاحب نے بتایا تھا کہ:

> ''ڈاکٹر مختار الدین احمد کسی سیمنار میں شرکت کے لیے کراچی آئے تھے۔ سیمنار ختم ہونے کے بعد انھوں نے ہمارے ساتھ حیدرآباد سندھ کا ایک سفر کیا اس سفر میں مشفق خواجہ اور حمزہ فاروقی بھی ساتھ تھے۔ حیدرآباد میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں اور ڈاکٹر عبدالعزیز میمن کے صاحب زادے سے ملاقات کی اور تاریخی مقامات کی سیر بھی۔ یہ ایک یادگار سفر تھا۔''۶

ڈاکٹر صاحب کی ڈاکٹر معین الدین عقیل سے آخری ملاقات علی گڑھ میں جنوری ۲۰۰۸ء کو ہوئی جہاں ڈاکٹر آرزو نے آپ کے لیے اپنے گھر پر نہایت شان دار ضیافت کا اہتمام کیا تھا اس ملاقات کے موقعے پر عقیل صاحب کو آپ کا نادر و نایاب کتب خانہ دیکھنے کا موقع بھی ملا۔ عقیل صاحب اس ملاقات کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ:

> ''ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا کہ میں اپنے لیے ان کے کتب خانے سے کوئی بھی کتاب پسند کروں۔ میں نے ''شیروانی نامہ'' پسند کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے اسی وقت وہ کتاب تحفے میں دے دی وہ کتاب آج بھی میرے پاس موجود ہے۔''۷

اس دعوت کے موقعے پر علی گڑھ کے ممتاز اہل علم لوگوں کو بھی مدعو کیا تھا عقیل صاحب نے علی گڑھ میں ڈاکٹر آرزو کے ساتھ چار، چھے گھنٹے صرف کیے جو آپ کی زندگی کے یادگار لمحات ہیں۔

ڈاکٹر عقیل کے نام ڈاکٹر آرزو کے ۷۹ خطوط حاصل ہوئے ہیں۔ جن میں انھوں نے آپ کو ''محبی'' اور ''مکرمی'' کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ ڈاکٹر آرزو کے یہ خطوط ان کی علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ زندگی کے دیگر متعدد پہلوؤں کو بھی اُجاگر کرتے ہیں تو دوسری جانب ڈاکٹر عقیل صاحب کے علمی ذوق وشوق اور مصروفیات پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ خطوط نادر ماخذات کا اہم ذخیرہ ہے جو دونوں اسکالرز کے تحقیقی طریقۂ کار، مآخذات کے حصول کی جستجو، علمی معاملات میں پرخلوص تعاون کو اُجاگر کرتے ہیں غرض یہ کہ یہ خطوط دونوں حضرات کی علمی زندگی کے رپورتاژ ہیں۔

ڈاکٹر مختار الدین صاحب کے پیش کیے جانے والے یہ خطوط راقم الحروف کو مدیر ''تحقیق'' نے فراہم کیے تھے۔ جوانھوں نے ڈاکٹر تنظیم الفردوس (پروفیسر شعبۂ اُردو، کراچی یونیورسٹی) سے حاصل کیے تھے۔ جس کے لیے میں ان کی بے حد ممنون ہوں۔

یہ خطوط ڈاکٹر آرزو صاحب کے رسم الخط میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ مقالے میں تمہید کے بعد ۷۹ خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ ضروری حواشی تمام خطوط کے آخر میں اور کتابیات بالکل آخر میں ہے۔ اس موقعے پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کچھ اہم معلومات، تلاش کے باوجود حاصل نہیں ہوسکیں۔ ان شاء اللہ اشاعت ثانی تک مل جانے کی اُمید ہے۔ چنانچہ شامل کردی جائیں گی۔

اب ڈاکٹر معین الدین عقیل کے نام ڈاکٹر مختار الدین احمد کے خطوط ملاحظہ کیجیے۔ جو کہ مختلف لیٹر پیڈ پر لکھے گئے ہیں۔

(۱)

باسمہ

ناظمہ منزل   **British**

علی گڑھ / Flying between   airways

۸۳/۸/۱۳ء / and

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب   السلام علیکم ورحمۃ

تاخیر سے خط لکھنے کی معذرت اور ''اخبار اردو'' بھیجتے رہنے کا شکریہ۔ اس اخبار کی اشاعت ''مقتدرہ قومی زبان'' کا اہم کارنامہ ہے اور اسے شائع ہوتے رہنا چاہیے اس کے متعدد شمارے پہلے ملے پھر مئی، جون، جولائی، اگست کے شمارے اب پہنچے ہیں۔ مضامین مختصر ہوتے ہیں لیکن بیشتر مفید ہیں مختصر شذرات بھی معلومات کے حامل نظر آئے۔

اشتہارات کا ترجمہ (عرفان علی یوسف صاحب۲) اردو زبان سے نراجیت (ہلال احمد زبیری صاحب۳) تحقیقی لفظ (بابر علی سید صاحب) سرائیکی اور اردو (نور احمد خاں زیدی) اور زبان میں اصطلاحی انتشار (وارث سرہندی۴) خاص طور پر پسند آئے، ان مضمون نگاروں کی بعض زاویوں سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن ان مضامین کی افادیت میں کلام نہیں۔

تحقیقی مضامین کی اشاعت کی آپ کے ماہنامے میں گنجائش نہیں ہوگی لیکن مختصر پر معلومات مضامین کبھی کبھی شائع کرتے رہیے۔ آپ نے اچھا کیا کہ ماہ رواں کے شمارے میں ڈاکٹر محمد ایوب قادری صاحب۵ کا مضمون ''اردو کے چند قدیم اور نادر رسالے'' منہ کا مزا بدلنے کے لیے شائع کرایا۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس اس قسم کے معلومات کا اچھا ذخیرہ ہے، کبھی کبھی ان سے لکھواتے رہیے۔ رشید حسن خاں صاحب۶ کی رموز واوقاف اور ایسے موضوعات پر بہت اچھی نظر ہے ان سے تفصیلی مضمون لکھوایئے۔

''معروضیات'' غالباً میجر آفتاب حسن صاحب۷ لکھتے ہوں گے۔ ہر ماہ اردو زبان کے کسی نہ کسی اہم مسئلے پر ضرور شائع ہونا چاہیے۔ پنجاب کے اصحاب ''میں نے جانا ہے'' بولتے ہیں یہاں بھی اور آپ کے یہاں بھی کچھ شعرا اور اہل قلم اسے صحیح بھی سمجھتے ہوں گے لیکن اسے درست منوانے کی کوشش کرنے والے بھی خاصی تعداد میں ہوں مجھے اس کا یقین نہیں۔ ویسے آج سے کوئی پینتیس سال پہلے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے جشن سیمیں کے موقع پر ڈاکٹر محمد دین تاثیر صاحب۸ سے ملاقات ہوئی تھی۔ رسالہ ''نیرنگ خیال'' میں ان کی ایک غزل شائع ہوئی تھی اور خاصی مشہور ہوئی تھی اس کا ایک مصراع تھا:

تو نے الفت مجھ سے کرنی ہے تو کر میرے لیے

میں نے عرض کیا ڈاکٹر صاحب اس مصرع کو تو آپ بہت آسانی سے زبان کے مروجہ قاعدے کے مطابق اس طرح کر سکتے ہیں:

تجھ کو الفت مجھ سے کرنی ہے تو کر میرے لیے

فرمانے لگے میں نے تو قصداً اس طرح لکھا ہے اور زبان کے قاعدے کے مطابق تو یہی ہونا چاہیے جو میں نے لکھا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ مروج نہیں، اسی کو تو میں رائج کرنا چاہتا ہوں۔

مشکل یہ ہے کہ آپ لکھتے ہیں کہ اس طرح لکھنا ''زبان کے مسلم اصول وقواعد سے انحراف'' ہے لیکن ''میں نے جانا ہے'' لکھنے والے اصحاب کے خیال میں یہی صحیح ہے۔ بہر حال اس پر اصرار نہ کیجیے، پاکستان میں بیشتر لکھنے والے اسے غلط سمجھتے ہیں تو اس طرح لکھنے کا رواج کچھ دنوں کے بعد کم ہو جائے گا یا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ زیادہ اصرار کچھ مفید نہ ہوگا اس طرح ''اسٹیشن کو ''سٹیشن'' لکھنے اور بولنے والے بھی کم ہوں گے اور ''اسکرو'' کو سکرو تلفظ تو ان میں سے بھی بیشتر کو پسند نہیں ہوگا ویسے وہ اصولی طور پر جتنے بھی دلائل چاہیں دیں۔

''اخبار اردو'' میں تبصرے ضرور ہوں گو مختصر سہی اس سے بہت سوں کو نئی مطبوعات کا پتا چلتا رہتا ہے ''وفیات'' کا عنوان بھی ضروری ہے پاکستان میں کتنے ادیبوں اور شاعروں کی وفات کی خبر ہمیں ھندستان میں عرصے کے بعد ملتی ہے، پیر حسام الدین راشدی۹ کی وفات کی خبر (اخبار اردو مئی، ۸۳) ھندستان میں بہت افسوس سے پڑھی گئی اور یہاں کے اہل علم کو بڑا صدمہ ہوا۔ مرحوم بڑے ممتاز عالم اور اعلیٰ درجے کے محقق تھے ان کی وفات سے پاکستان کو نہیں علم وادب کو نقصان پہنچا ہے۔ ایسے علماء آپ کے یہاں اور ہمارے یہاں بھی خال خال ہیں خدا مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور علمی اداروں کو توفیق کہ ان کی مکمل کتابوں کو شائع کرے [کریں] اور غیر مکمل تصانیف کی اہل علم سے تکمیل کرادے [کرادیں]۔ میں نے سنا ہے کہ ان کی وصیت کے مطابق، ان کی تصانیف اور مسودات جناب مشفق خواجہ صاحب۱۰ کے حوالہ کر دیے جائیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خواجہ صاحب سے بڑھ کر ان کی قیمتی تحریرات کا کوئی اچھا امین ملنا مشکل ہے، خدا کرے وہ اس کام کی طرف جلد متوجہ ہو سکیں اور پیر صاحب کی تصانیف اور متفرق تحریرات جلد شائع ہو جائیں،

اس شمارے میں آپ نے ڈاکٹر جمیل جالبی [11] کے مضمون کا بہت قیمتی اور اہم اقتباس شائع کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں: انگریزی زبان کو،، اوڑھنا اور بچھونا بنا کر،، ایک طرف ہم نے معنی کے تصور کو گم کر دیا ہے اور دوسری طرف تخیل کو شدید طور پر مجروح کیا ہے، اس لیے ہمارا تخلیقی جذبہ افسردہ، ذہنی قوتیں ضعیف اور تخیل کمزور ہے۔ جالبی صاحب کو اپنی بات مختصر ترین لفظوں میں دل نشین پرائے ہیں کہنے پر بڑی قدرت حاصل ہے ان سے کچھ ضرور لکھواتے رہیے

ہاں یہ آپ کی کرامت اور علی گڑھ کے ڈاک گھر والوں کا حسن سلوک ہے کہ اخبار اردو کے بیشتر شمارے مجھے ملتے رہے اخبار شعبہ اسلامیات کے پتے پر آتا ہے بھئی میں تو مئی ۶۸ء سے ادارہ علوم اسلامیہ کی ڈائرکٹر شپ چھوڑ کہ شعبہ عربی میں پروفیسر ہوں اور شعبے کی صدارت کے فرائض انجام دے رہا ہوں، بہتر ہو خطوط اور ''اخبار اردو'' میری ذاتی کوٹھی کے پتے پر روانہ فرمائیں: ناظمہ منزل، ۴/۱۲۸۶ امیر نشاں روڈ، سول لائنز، علی گڑھ

خط کی طوالت کی معذرت چاہتا ہوں۔ طوالت کی وجہ جواز صرف یہ ہے کہ آپ عرصے سے اخبار اردو بھیج رہے ہیں اور میں نے آپ کو رسید کی دو سطریں بھی کبھی نہیں لکھیں۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

ڈاکٹر معین الدین عقیل
B-۵۱/۴۸۳ کورنگی
کراچی-۳۱

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Prof. M.D. Ahmed
HEAD

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGRAH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGAHR
Dated ۸۳/۱۰/۱۵ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب

السلام علیکم ورحمتہ

گرامی نامہ مورخہ ۱۰/۵ اکل ملا، مسرور ہوا، حیرت ہے کہ میرا خط ۸/۱۳ کا لکھا ہوا آپ کو اس قدر تاخیر سے ملا۔ میں نے محبی مشفق خواجہ صاحب کو آپ کا خط ۱۳/اگست کو رجسٹری سے بھیجا تھا خیال تھا ۲۰/تک آپ کو مل جائے گا۔ اصل میں خواجہ صاحب کے پاس اتنے کام ہیں کہ انھیں سر کھجانے کی فرصت نہیں اس پر ایسی کالم نویسی کی مصیبت مستزاد، یہ بھی کچھ نا کچھ وقت تو ان کا نچوڑ ہی لیتی ہوگی۔ میں نے ان کی مصروفیت کا حال خود دیکھا ہے اس لیے عرض کر رہا ہوں۔ وہ تو چونکہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اس لیے وہ کوشش کرتے تھے کہ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کے یہاں میرے قیام کے دوران دن میں ایک بار وہ مجھ سے ضرور مل آئیں، ورنہ میں تو ان کی ملاقات سے تقریباً محروم ہی رہتا، اور اب بھی تشنہ کام آیا ہوں۔

اس تاریخ کے مرسلہ خطوں میں صرف کرار نوری صاحب۱ کا جواب آیا ہے، مرزا اظفرالحسن۲، حمزہ فاروقی۳، پروفیسر صغیر حسن معصومی۴، پر. فیسر ہالے پوتا۵، پروفیسر معین الرحمٰن۶ کے جواب ابھی نہیں آئے ہیں۔ آجائیں گے، ابھی تو مشفق خواجہ صاحب نے بھی جواب نہیں لکھا ہے۔ اور آپ کے تاخیر سے خط ملنے کی وجہ تو بہت ظاہر ہے، آپ خواجہ صاحب کے دوست ٹھہرے، میرا خط ڈاک سے بھیجنا محبت اور مروت کے خلاف معلوم ہوا ہوگا، سوچتے ہوں گے فرصت کے وقت میرا خط خود آپ کے یہاں پہنچادیں گے اس طرح آپ سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ لیکن برا ہو مصروفیات کا کہ ۱۳/اگست کا خط آپ کو اب اکتوبر میں نہ سہی ستمبر میں تو ملا ہی ہوگا۔

یہ مزاج المومنین کا سلسلہ تو چلتا رہے گا، آیئے اب کچھ کام کی باتیں کریں۔ آپ کا مرتبہ ''ایک نادر سفرنامہ'' کے مل گیا تھا او. میں نے ایک سفر ہی کے دوران میں اسے پڑھا بھی، لطف آگیا۔ یہ چیز ایوب قادری صاحب نے خوب نکالی اور آپ نے خوب شائع کی۔ مقدمہ جامع اور بہت اچھا، ترتیب قابل قدر، حواشی مفید اور کتابت طباعت نہایت خوبصورت سرورق دیدہ زیب، اب اور کیا چاہیے۔ آپ نے مرحوم حیدرآباد کی بھولی بسری یادیں پھر تازہ کردیں۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو، میں نے بھی اردو کا ایک سفرنامہ شائد ۱۲۷۷ کا لکھا ہوا یا اس سال کا چھپا ہوا (احوال غالب دیکھ لیجئے) دریافت کیا تھا، اسے ایک رسالہ ''صبح'' میں چھپوایا بھی تھا لیکن اس رسالے کی اشاعت بہت محدود تھی اور لوگ بہت کم اس سے واقف تھے، چنانچہ یہ سفرنامہ مجہول کا مجہول ہے، ریاض الدین امجد اسکے مصنف ہیں انھوں نے آگرے سے دہلی کا سفر کیا تھا یہ اسی کی روئداد ہے۔ وہ مرزا غالب سے بھی ملے تھے، جنھوں نے مرثیے کے اپنے تین بند انھیں سنائے تھے۔ اس سفرنامے کی کچھ نہ کچھ اہمیت ضرور ہے، یہ یاد رکھیے کہ مرزا کے اردو مرثیے کے ان تین بندوں کا اولین راوی یہی ریاض الدین امجد ہے، مجھے یقین ہے۔ اور شائد محبی مشفق خواجہ صاحب مجھ سے اتفاق کریں کہ صفیر نے یہ مرثیہ جلوۂ خضر میں اسی سفرنامے سے لیا ہے۔ مجھے تو صفیر کا پورا بیان مشتبہ معلوم ہوتا ہے اور اس میں بھی شبہہ ہے کہ صفیر بلگرامی۸ کبھی دہلی جا کر مرزا سے ملے ہوں۔ بہرحال آپ چاہیں تو یہ سفرنامہ، میں ایک نظر ڈال کر، آپکو اشاعت کے لیے بھیج دوں لیکن چھپے وہیں سے جہاں سے آپ کا سفرنامہ چھپا ہے۔ مشفق خواجہ صاحب اس معاملے میں آپ کی مدد کریں گے، بلکہ ابھی خیال آیا یہ تو وہی ادارہ ہے جہاں سے ان کی کتابیں چھپتی ہیں۔

تخلیقی ادب۹ یا تحقیقی ادب۱۰ کا کوئی شمارہ چھپا یا نہیں؟۔ آپ آج کل کیا لکھ رہے ہیں کوئی کتاب زیر ترتیب ضرور ہوگی، ممکن ہے کوئی مطبع میں بھی ہو۔

کبھی کبھی خط لکھتے رہیے اور ادبی علمی خبریں سناتے رہیے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

ڈاکٹر سید معین الدین عقیل
B-۵۱/۲۸۳ کورنگی،
کراچی۔۳۱

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
Chairman
Department of Aribic
Aligrah Muslim University
Aligarh

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Civil Lines, Aligarh- 202001

۸۴۔۱۲۔۱۲

مجی عقیل صاحب

السلام علیکم

کرم نامہ مورخہ ۳؍نومبر ملا، یادفرمائی کے لئے ممنون ہوا معذرت خواہ ہوں کہ گزشتہ اپریل کو دودن کے لیے کراچی ٹھہرا اور آپ سے نہ مل سکا، آپ تک پہنچنا کسی راہ بر کے بغیر میرے لیے کراچی جیسے بڑے شہر میں ممکن نہ تھا، آپ کا ٹیلی فون نمبر معلوم نہ تھا ورنہ میں ''نیپا'' میں ٹھہرا تھا وہیں آپ کو آنے کی زحمت دیتا۔

اس سال اگر اردن جانا ہوا کانفرنس میں تو واپسی پر کراچی آنے کی کوشش کروں گا اور آپ سے ضرور ملوں گا۔

آپ نے ذاتی پریشانیوں کا ذکر کیا ہے خدا آپ کو ان سے نجات دے نامناسب نہو تو لکھیے گا۔ کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں تقرری مبارک ہو، پہلے تو آپ کسی کالج میں تھے شائد۔ غالباً یہ تقرری آپ کی اپریل ۸۴ء کے بعد ہوئی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے یونیورسٹی میں ایک دن بلایا تھا اور عربی فارسی اور اردو کے شعبوں کے اساتذہ سے ملایا تھا، ان کے رجسٹرار صاحب سے تو دیر تک ملاقات رہی، آپ وہاں ہوتے تو ضرور ملاقات ہو جاتی۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب اور شعبہ کے دوسرے اصحاب ''نیپا'' آگئے تھے۔ تیسرے دن میری اسلام آباد کے لیے فلائٹ تھی ورنہ آپ کا ضرور پتا چلاتا۔ بہرحال یار زندہ صحبت باقی۔ شبیر علی کاظمی صاحب کی علالت سے تردد ہوا۔ خدا انھیں شفائے عاجلہ وکاملہ عطا فرمائے آمین

کتاب ''عبدالحق'' آپ کو بہت تاخیر سے ملی لیکن شکر ہے مل گئی، آپ کو پسند آئی اس سے خوشی ہوئی۔ انجمن اسے شائع کردے تو وہاں کے لوگ بھی اسے پڑھ لیں، ارباب حل وعقد کو موقع ہو تو متوجہ کیجیے۔ اسے آفسٹ سے چھاپ سکتے ہیں۔

''پاکستان میں اردو تحقیق'' ۲ کا انتظار رہے گا، بہت اہم موضوع ہے اور یقین ہے آپ نے حسبِ معمول موضوع کا حق ادا کردیا ہوگا۔

انجمن میں اس طرف کیا کتابیں شائع ہوئی ہیں، لکھیے گا، اگر آپ کا انجمن سے کچھ تعلق ہے تو خود آپ ورنہ علی حیدر ملک صاحب سے کہہ کر سال بھر کا رسالہ اردو اور قومی زبان کے شمارے بھجوایئے۔ گیان چند صاحب ۳ کی کتاب انجمن چھاپنے والی تھی چھپی یا نہیں؟

یہاں کی مطبوعات میں کسی کتاب کی ضرورت ہو تو لکھیے گا۔

امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

باسمہ

Prof. M.D. Ahmed
HEAD

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGAHR

Dated ۸۵/۱/۱۸ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب   السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ یکم جنوری ملا، مسرور ہوا۔

ڈاکٹر فرمان صاحب کا خط ابھی نہیں ملا ہے مصروف ہوں گے شائد اطمینان سے خط لکھنا چاہتے ہوں گے۔

پچھلے سفر کراچی کے موقع پر آپ بہت یاد آئے، آپ سے ملاقات کی کوئی سبیل نہیں نکلی۔ آس پاس کے کسی گھر کا کسی خط میں ٹیلی فون نمبر لکھ بھیجئے گا کہ آپ سے رابطہ قائم کرسکوں۔ میں آپ کے ہاں ضرور چلوں گا، اور آپ کا کتب خانہ دیکھ کر مسرور ہوں گا۔

انجمن کے حالات میں اور نظم میں کیا تبدیلی ہوئی ہے موقع ہو تو لکھیے گا کہ انجمن سے دلی تعلق رکھتا ہوں۔ افسوس ہے کہ قومی زبان اور رسالہ اردو اب نہیں آتا ہے پہلے مشفق خواجہ صاحب بھجوادیا کرتے تھے، ڈاکٹر ابوسلمان۱ کو یاددہانی کرادیجئے گا "فکر ونظر"۲ اس زمانے میں بالکل بدل گیا ہے سائنس اور ٹیکنالوجی کے سلسلے کے مضامین چھپنے لگے ہیں اور طب وغیرہ کے بھی۔ اسے عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور ایسا رسالہ کہ عام لوگ دلچسپی سے پڑھ سکیں، ایک شمارے میں سرطان پر مضمون چھپا تھا گویا اس زمانے کے معیار سے اب اس کا معیار مختلف ہے۔

لیکن جنوری سے انتظامات بدلے ہیں اور علی گڑھ کے سلسلے کے چار نمبر لگانے کا خیال ہے۔ آپ کو پسند آئیں گے۔ پہلا شمارہ اس سلسلے کا ایک ماہ میں چھپ جائے گا آپ کو بھجواؤں گا۔

کوئی اور کتاب آپ کے مفید مطلب شائع ہو تو آپ کو اطلاع دوں گا، اطمینان رکھیے۔

اسکا امکان ہے کہ مئی کے وسط میں کراچی ٹھہرتا ہوا علی گڑھ آوں لیکن قیام مختصر ہوگا لیکن اتنا مختصر نہیں کہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکے آپ کے رجسٹرار صاحب۳ خواجہ صاحب کے عرس میں دہلی آئے تھے، ریڈیو سے اطلاع ملی اور ان کے کچھ شعر بھی سنے غالباً وفد کے سربراہ ہو کر آئے ہوں گے بہر حال علی گڑھ میں آنے کا موقع انھیں نہیں مل سکا ہوگا۔ پچھلی ملاقات میں جو ڈاکٹر جمیل جالبی کے دفتر میں ہوئی تھی میں نے کہا تھا دہلی اب آئیں تو علی گڑھ ضرور آئیں، شائد اسکا موقع نہ مل سکا۔

اختر رائے پوری صاحب۴ کی سوانح عمری۵ پڑھی پسند آئی، ان کا پتہ لکھیے گا، مجھے خطوط کے مجموعوں، خودنوشت سوانح حیات اور سفرناموں سے خاص دلچسپی ہے ان موضوعات پر کوئی کتاب چھپے تو ضرور میرے لیے ایک نسخہ حاصل کر لیجئے قیمتاً ملے جب بھی، میں رقم ادا کردوں گا۔

شان الحق حقی صاحب۶ کہتے تھے ان کی سوانح حیات شائع ہونے والی ہے۔ ان کی یا کسی اور ادیب کی افکار نے شائع کی تھی، کسی ایک کی کسی اخبار میں مسلسل شائع ہو رہی تھی۔

خواجہ صاحب اپنے کالم کہاں لکھ رہے ہیں۔ تکبیر جاری ہے؟

رات زیادہ ہوگئی ہے، ____ سردی اب کی برس ہے اتنی شدید   صبح نکلے ہے کانپتا خورشید ____ میں بستر میں لیٹا ہوا، لحاف میں لپٹا ہوا آپ کو یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔   والسلام

مختار الدین احمد

(۵)

باسمہ

Tel. : 234

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH

Dated ۸۵/۴/۱۶ء

مکرمی عقیل صاحب   السلام علیکم

مکرمت نامہ ۲۸ جنوری مل گیا تھا، صحیح اور غلط دونوں قسم کی مصروفیات رہیں اور آپ کے طویل خط کا مختصر جواب بھی نہ لکھ سکا، معذرت خواہ ہوں

فکر و نظر میں سائنس اور سوشل سائنس کے معمولی مضامین چھپنے لگے تھے اور محفوظ رکھنا کیا معنی، پڑھنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ اب ادارات کے ساتھ پالیسی بھی تبدیل ہوئی ہے چنانچہ ۴ شمارے اب صرف سرسید، ان کے عہد اور موجودہ علی گڑھ کے متعلق شائع ہوں گے۔ اسکے متعلق پہلے بھی آپ کو لکھ چکا ہوں، پہلے شمارے کی کتابت مکمل ہوگئی ہے اگر دو تین ہفتے میں چھپ گیا تو بھجواؤں گا یا اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔

''تاریخ ادب اردو'' کی جلد اول شائع ہوئی تھی اور اتنے اعتراضات ہوئے کہ اسکی فروخت روک دی گئی اور طے ہوا کہ اب غلط نامے کے ساتھ شائع کی جائے، یہ کام مجنوں گورکھپوری صاحب۲ کے ذمے، جہاں تک مجھے یاد آتا ہے، کیا گیا تھا۔ وہ اسے انجام نہ دے سکے اور یہ اچھا ہوا ورنہ اتنی ہی ضخامت کا ایک اور غلط نامہ شائع کرنا پڑتا۔ صحیح کام کے لیے غلط لوگوں کا انتخاب ہو تو یہی ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے انتخاب ڈاکٹر نذیر احمد صاحب۳ کا ہوا تھا اور بالکل صحیح ہوا تھا۔ پھر وہ شعبہ فارسی میں چلے گئے اور مجنوں صاحب ان کی جگہ تشریف لائے، شائد کچھ دنوں کے بعد۔ ان سے آپ بھی واقف ہیں۔ کہاں تاریخ ادب اردو اور کہاں مجنوں۔ مجنوں صاحب کی اہمیت میں [سے] کسے انکار ہے لیکن ان کا میدان کچھ اور ہے اور تاریخ ادب کی ترتیب و تصحیح کے مسائل کچھ اور۔ خیر وہ پاکستان تشریف لے گئے میرا خیال ہے غلط نامہ مرتب رمکمل نہیں ہوا اور جس طرح نامکمل رنا پسندیدہ فلمیں ڈبوں میں بند کر کے رکھ دی جاتی ہیں۔ اسی طرح تاریخ کے مسئلے کی گٹھڑی باندھ کر الگ رکھ دی گئی۔ پھر بھی کوشش کروں گا کہ کوئی نسخہ مل جائے تو آپ کو فراہم کر دوں ۴ لیکن یہ بتائیے ڈاکٹر جمیل جالبی کی ''تاریخ ادب اردو'' کی اشاعت کے بعد بھی آپ کو اس کتاب کی ضرورت ہے؟

ہاں اردو فکشن ۵ پر سرور صاحب کی مرتب کردہ کتاب آپ کو بھجوا دوں گا۔

محمود فاروقی صاحب۶ (میر حسن والے) امریکہ سے واپس آئیں تو اطلاع دیجئے گا، اور کراچی میں سرائے (بہار)

کے جناب عبدالغنی شمس ے(۱۸/۴ بہار کالونی، جمشید پور روڈ کراچی۔۵) کو خط لکھ کر مطلع کر دیجیے گا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کا پتا آپ نے بھیج دیا تھا، ان کی سوانح حیات پڑھ کر خط اس لیے نہیں لکھا کہ جواب میں شائد انھیں زحمت ہو۔ وقت رہا اور موقع ملا تو ان سے ملنے جاؤں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

اردو فکشن پر مسرور صاحب کی کتاب ڈاک سے بھجوا رہا ہوں۔
یونیورسٹی پبلیکیشنز کے ذمہ دار فرصت میں ہیں ان سے منگوانے میں دیر ہوگی۔
اپنا نسخہ بھیج رہا ہوں۔ رسید سے مطلع کیجئے گا۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل
۵۱/۴۸۳۔بی۔کورنگی
کراچی۔۳۱

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علی گڑھ
ناظمہ منزل
۴/۲۸۶ امیر نشان روڈ
دودھ پور
۸۵/۶/۲۵ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب

السلام علیکم

لے آپ ۵/۲۵ کی شام کو ملنے "نیپا" آئے اور مجھ سے ملاقات نہیں ہوئی اس اطلاع سے مجھے بہت افسوس ہوا خاص طور پر اس بات سے کہ آپ کی بیگم صاحبہ نے بھی زحمت فرمائی تھی۔ ہم لوگ ایک عزیز کے ہاں اس شام افطار پر تھے۔ پھر ڈاکٹر فرمان فتح پوری صاحب کے یہاں ڈنر تھا واپسی پر آپ کا رقعہ ملا،

اس مرتبہ آپ کو بہت زحمت ہوئی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور جس لطف و کرم سے آپ نے نوازا اس کے لیے ممنون۔

تین تین دن اسلام آباد اور لاہور میں قیام کرتا ہوا، ۲۱ رجون کی صبح کو علی گڑھ پہنچا۔ اب کی پہلی بار مری جانے کا بھی اتفاق ہوا۔

خوب جگہ ہے میں صبح گیا شام چلا آیا لیکن وہ جگہ تو ایسی پر فضا ہے کہ ایک آدھ ہفتہ وہاں قیام کیا جائے۔ اسلام آباد میں زیادہ وقت تو یونیورسٹی اور اس کے انسٹیٹیوٹ میں گزارا جہاں ڈاکٹر ہالے پوتا ہیں۔ ڈاکٹر نظیر صدیقی ۲ سے بھی ملاقات ہوئی نارنگ صاحب ۳ کے ایک لیکچر میں بھی شریک ہوا جو انھوں نے فیض احمد فیض پر دیا تھا۔ وہاں ضیا جالندھری صاحب ۴ کو پہلی بار

دیکھا اور بھی متعدد ادیبوں سے (پہلی) بار ملنے کا موقع ملا لیکن ڈاکٹر سفیر الدین، ممتاز مفتی۵ اور مختار مسعود۶ سے ملاقات کا وقت نہ مل سکا۔ لاہور میں خواجہ زکریا۷ ایئرپورٹ پر آ گئے تھے جنھیں ڈاکٹر وحید قریشی۸ نے اسلام آباد سے ٹیلیفون کر دیا تھا۔ مرزا منور، دکتر غلام حسین ذوالفقار، انتظار حسین۹، احمد ندیم قاسمی۱۰، ڈاکٹر عبادت بریلوی۱۱، ڈاکٹر اقتدا احسن (دیوان جرات کے مرتب) بہت سے احباب سے ملنا ہوا۔

ایک شام طفیل صاحب نے مدعو کیا تھا وہاں مرزا ادیب سے ملاقات ہوئی خوب آدمی ہیں بڑے شریف اور نیک نفس انسان اور ادیب جیسے ہیں وہ تو آپ کو معلوم ہے ایک شب ہم لوگوں کو شیخ منظور الٰہی صاحب۱۲ نے ڈنر پر مدعو کیا تھا وہاں بھی کچھ لوگوں سے ملا، طفیل صاحب۱۳ بھی موجود تھے شیخ صاحب اور ان کی بی بی دونوں بڑے منکسر المزاج اور خلیق ہیں جب آپ ان سے ملیں گے تو اندازہ ہوگا۔ ایرپورٹ پر طفیل صاحب چھوڑنے آئے اور بہت دیر تک ساتھ رہے۔ بڑے حوصلے کے آدمی ہیں اب دس پندرہ جلدوں میں قران نمبر مرتب کر کے شائع کرنا چاہتے ہیں۔

کراچی میں انجمن نہ جانے اور ڈاکٹر ابو سلمان شاجہان پوری اور دوسرے احباب سے عدم ملاقات کا افسوس رہا۔

امید ہے آپ لوگ بخیر ہوں گے بیگم صاحبہ کو ہم دونوں کا سلام پہنچایئے

مختار الدین احمد

(۷)

باسمہ

J O R N A L

OF THE

INDIAN ACADEMY OF ARBIC

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
SECRETARY GENERAL
&
CHIEF EDITOR

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Civil Lines, Aligarh- 202001
(India)

۸۵/۹/۳ء

محبی دکتر سید معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

رسالۂ تہذیب الاخلاق [کذا۔ فکر و نظر]، نے ناموران علی گڑھ۱ کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اس کی پہلی جلد شائع ہو گئی ہے اس کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں، اس موضوع سے آپ کی دلچسپی ہے اس لیے یقین ہے آپ اس تحفے کو قبول کریں گے اور شائد پسند بھی کریں سات دنوں میں اس مجموعے کے سب نسخے نکل گئے میں نے دو چار نسخے آپ لوگوں کے لیے پہلے ہی حاصل کر لیے تھے۔

یہ چار جلدوں میں شائع ہوگا، علی گڑھ کے کسی قدیم طالب علم پر آپ کوئی مضمون لکھ سکیں تو ضرور لکھیے، حیدر آباد کے مشاہیر میں ایسے لوگوں سے آپ ضرور واقف ہوں گے یا کراچی کے دوران قیام اگر کسی سے آپ کی ملاقات ہوئی ہو تو آپ ان پر لکھ سکتے ہیں۔ منشی نجم الدین۲ پر آپ میرا مضمون پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ مشاہیر کی بھی قید نہیں علی گڑھ سے اس کا گہرا تعلق ہونا چاہیے۔

میں ابھی شب کے دس بجے کشمیر سے واپس آیا ہوں جہاں یونیورسٹی کے ایک کام سے گیا ہوا تھا ڈاک دیکھتے دیکھتے ۱۲ بج گئے ابھی معلوم ہوا میرے ایک عزیز کل صبح چھ بجے دہلی جا رہے ہیں اور شائد پرسوں ۴ رکو کراچی پہنچیں۔ یہ بہار کالونی میں اسی مکان میں مقیم ہوں گے جہاں ایک مرتبہ آپ نے مجھے اپنی کار سے پہنچایا تھا۔ یہ کراچی سے زیادہ واقف نہیں ہیں اس لیے ان کا آپ تک پہنچنا مشکل ہے اس لیے وہ آپ کو ٹیلی فون کریں گے۔ آپ براہ کرم خود آ کر یا کسی کو بھیج کر یہ کتاب منگوا لیجیے۔

دو نسخے اور بھیج رہا ہوں آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن ایک سید نور الحسن جعفری صاحب۳ کو پہنچا دیں یا انجمن بھیج دیں دوسرا نسخہ آپ پیکٹ بنا کر پروفیسر وحید قریشی کو بھیج دیں۔ بہت ممنون ہوں گا۔

امید ہے مزاج بخیر و عافیت ہوگا   والسلام

مختار الدین احمد

پس نوشت: وہ عزیز تو جاتے رہے اب یہ شمارے ڈاک سے بھیج دوں گا یا کوئی مناسب آدمی ملا تو اس کے ہاتھ۔ والسلام

مختار الدین احمد

جناب دکتر سید معین الدین عقیل ۵۱/۴۸۳۔B
کورنگی   کراچی۔۳۱

(۸)

ڈاکٹر مختار الدین احمد

ابھی یاد آیا۔ پروفیسر نذیر احمد صاحب کو دیوان لطف اللہ مہندس۱ کے نسخۂ کتابخانہ عمومی خیر پور سندھ کے عکس کی ضرورت ہے۔ وہ اسے اڈٹ کر رہے ہیں۔ اسکا ذکر احمد منزوی نے فہرست مشترک پاکستان نسخہ ہائے خطی فارسی پاکستان ۷: ۸۹۷ میں کیا ہے جسے مرکز تحقیقات فارسی ایران پاکستان نے شائع کیا ہے۔

خیر پور، کراچی سے زیادہ دور نہوگا، اگر وہاں جانا ممکن نہو تو وہاں کسی دوست رواقف کار کو لکھ کر اسکا عکس بنوا دیجے۔

میں ایک دو اور صاحبوں کو بھی لکھ رہا ہوں لیکن توقع ہے کہ آپ اس کام کو جلد کرا دیں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

کراچی یونیورسٹی کا پن کوڈ 32 ہے یا 75270

چند خطوط بھیج رہا ہوں پوسٹ کرا دیجئے گا رسالہ ''غالب نامہ'' ڈاکٹر محمد اسلم صاحب۲ کو لاہور بھیج دیجئے پتا N/950 سمن آباد لاہور۔۲۵

پروفیسر غلام مصطفٰے صاحب۳ اور دکتر نجم الاسلام۴ کے خطوط ایک لفاف میں بھیج دینے میں مضائقہ نہیں۔ ہمارے دوست مشفق خواجہ صاحب آجکل کیا بہت مصروف ہیں، مہینوں سے انھوں نے کوئی خط نہیں لکھا ہے، خدا کرے بخیر ہوں۔

دکتر سید معین الدین عقیل صاحب
شعبۂ اردو، کراچی یونیورسٹی

ناظمہ منزل، ۴ / ۲۸۶ امیر نشان روڈ، علیگڑھ۔۲۰۲۰۰۱ ٹیلیفون: ۴۰۱۷

باسمہ

Tel. : 234
DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGAHR
Dated ۱۰/۱۰/۸۵ء

مکرمی جناب ڈاکٹر صاحب   سلام مسنون

مکرمت نامہ مورخہ ۲۴/۹ موصول ہوا، آپ نے ۲۸ر کو ڈاک میں ڈالا، یہاں ۵/۱۰ کو ملا اور نسبتاً تاخیر سے ملا۔ ناموران علی گڑھ کے ۵۰۰ نسخے چھپے تھے ایک ہفتے میں سب فروخت ہوگئے۔ میں نے احباب پاکستان کے لیے ۵ نسخے لیے تھے، دو نسخے جناب ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کو اور خواجہ صاحب کو ایک صاحب کے ذریعہ بھیجا اور تین نسخے آپ کو ڈاک سے، غنیمت ہے ڈاک سے بھیجے ہوئے نسخے بھی آپ تک بحفاظت تمام پہنچ گئے۔ ممنون ہوا کہ آپ نے ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو ان کا نسخہ رجسٹری سے بھیج دیا، نورالحسن جعفری صاحب کو بھی اب پہنچ گیا ہوگا۔

آپ کا خط جس دن مجھے ملا اسی دن اسلوب صاحب[1] کو بھی اور نورالحسن نقوی[2] کو بھی ملا۔ آپ نے تکلف کیا، یہ دونوں حضرات میرے مکان سے دو تین فٹ کے فاصلے پر رہتے ہیں کسی ایک لفافے میں آپ خط رکھ دیتے خطوط شائد اسی دن دوسروں کو مل جاتے، ڈاک میں پیسے لگانے کا کیا فائدہ؟ اس رقم کی تو کوئی چھوٹی سی کتاب آپ خرید کر کسی کو تحفتہً بھیج سکتے تھے ہاں ضروری خطوط ہوں تو بات اور ہے۔

آپ نے میرے لیے ''ارمغان مجنوں'' سے[3] حاصل کر لی خوب کیا، میرے برادر نسبتی ایک تقریب میں شرکت کے لیے کراچی گئے تھے آج ہی واپس آئے، آپ کا خط تاخیر سے ملا ورنہ ان کے ہاتھ کتاب آجاتی خیر کسی آدمی کی معرفت بھیجنا ہو تو آدمی معقول ہو اور با اصول۔ ایک بار ایک بے ہنگم سے واسطہ پڑا دو ماہ تک کتابیں دہلی میں پڑی رہیں پھر یاد دہانی پر مجھ تک پہنچیں۔

آپ نے میری دلچسپی کی کتابوں کے بارے میں استفسار کیا ہے، تذکرے، قدیم متون کی تحقیقی وتنقیدی اشاعتیں، سوانح حیات، خودنوشت سوانح عمریاں، مجموعہ مکاتیب، سفرنامے، روزنامچے اور ارمغان ونذر کے سلسلے کی کتابیں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی[4] کے سلسلے میں ایک یادگار کتاب[5] چھپنے والی تھی چھپی یا نہیں؟ صرف اطلاع مقصود ہے کتاب نہ خریدیے گا۔ اگر اس میں میرا مضمون شائع ہوا تو کتاب مجھے مل جائے گی۔

اختر حسین رائے پوری کی کتاب کی ضرورت نہیں، ایک دوست نے بھیج دی ہے۔

آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو بلا تکلف لکھیے گا۔

اپنے علمی کوائف سے کبھی کبھی مطلع کرتے رہیے۔ امید ہے آپ بخیروعافیت ہوں گے۔

بیگم صاحبہ کو دعا کہیے، وہ آپ کے ساتھ NIPA دوبار ملنے آئیں اور افسوس رہا کہ ہم لوگوں سے ملاقات نہ ہو سکی۔

آپ کبھی حیدرآباد نہیں آتے؟ مرزا ظفرالحسن مرحوم کی یادگار کے لیے آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ کچھ کرنا چاہیے۔

والسلام

مختارالدین احمد

دکتر معین الدین عقیل

استاد شعبۂ اردو، جامعۂ کراچی

۵۱/۴۸۳ بی کورنگی، کراچی۔۳۱

(۱۰)

باسمہ

Tel. : 234

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH

Dated ۸۵/۱۱/۱۹ء

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

۱۰/اکتوبر کا خط ملا ہوگا۔

دکتر یسین مظہر ریڈر شعبۂ اسلامیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، کل صبح اسلام آباد کے لیے روانہ ہو رہے ہیں وہاں وہ قرآن کانفرنس میں شرکت کرنے کے بعد لاہور اور کراچی جائیں گے۔

مجھے معلوم نہیں وہ کراچی میں کہاں مقیم ہوں گے میں ان سے کہوں گا کہ وہ آپ کو ٹیلی فون کریں۔ جو کتاب آپ نے میرے لیے محفوظ رکھی ہے آپ انہیں دے سکتے ہیں اور خط بلکہ خطوط بھی۔

موقع ہو تو ان سے ملیے آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے بہت اچھے استاد ہیں، بہت اچھے انسان اور بہت اچھے اسکالر۔

وہ کل صبح جا رہے ہیں۔ یہ خطوط لکھ کر انھیں بھیج رہا ہوں۔ زحمت ہوگی لیکن ان خطوط کو پوسٹ کر دیجیے گا۔

اپنے علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیے۔ خواجہ صاحب دہلی سے لکھنو گئے ہیں وہاں سے بھوپال اور بمبئی جائیں گے، اوائل دسمبر میں علی گڑھ اور آگرہ کا پروگرام ہے

امید ہے آپ بخیروعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۱۱)

باسمہ

Tel. : 234
DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGAHR
Dated ۸۶/۱/۹ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ جس پر تاریخ تحریر نہیں ،(ڈاکخانے کی مہر ۱۱/۲۸ کی ہے) دسمبر کے پہلے ہفتے میں موصول ہوا۔ ڈاکٹر یسین مظہر تو نہیں ان کے رفیق سفر اور میرے شعبے کے ایک رفیق ڈاکٹر جمیل احمد صاحب اسے ملنے گئے تھے۔ انھوں نے عربی کی ایک کتاب بھی انکی معرفت بھجوائی ہے غالباً ان پر زیادہ بار دینا مناسب معلوم نہیں ہوا اس لیے وہ آپکی کتابیں انھیں دے سکے۔ بہر حال کتابیں اپنے پاس محفوظ کر لیجیے۔ قاصد یہ نہ سہی کوئی اور سہی۔

آپ ھندستان آرہے ہیں بڑی خوشی کی بات لیکن پروگرام ایسا بنائیے کہ دھلی اور علی گڑھ آپ ضرور آئیں کم مدت کے لیے سہی لیکن آپکو آنا ضرور چاہیے۔ دہلی میں آپ مالک رام صاحب۲ اور انجمن کے سکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم۳ کو خط لکھدیں تو وہ کم از کم وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں سے آپ کو ملادیں گے، ایک شام انجمن میں گزاریے گا۔ اس کے بعد ایک دو دن کے لیے علی گڑھ آجائیے اور میرے ساتھ قیام کیجیے۔ اگر وقت بہت تنگ ہو تو شام کو یا شب کو واپس چلے جائیے، یا حیدر آباد کے سیمینار کے بعد آئیے۴۔ میں اپریل میں انشاءاللہ یہاں ہوں اواخر اپریل میں مملکت سعودیہ اور شرق اردن جانے کا خیال ہے۔ ہاں جب پروگرام بن جائے تو مجھے اطلاع ضرور دیجیے تا کہ میں ان تاریخوں کو علی گڑھ سے باہر نہ جاوں۔

اسلوب صاحب کا خط انھیں بھیج دیا تھا اور عبدالطیف اعظمی صاحب۵ کو آپ کا خط پوسٹ کرایا تھا۔ اس میں قطعاً زحمت نہیں اس کا خیال نہ فرمائیں اور جب بھی خطوط بھیجنے ہوں بلا تکلف بھیجیے۔

اب دیکھیے میں آپ کو کس قدر زحمت دیتا رہا ہوں اور پھر دے رہا ہوں۔

خطوط مکتوب الیہوں کو بھیج دیجیے۔

پیکٹ میں ''فکر و نظر'' کا شمارہ خاص آپ کے لیے ہے اس موضوع سے آپ کی دلچسپی ہے اس لیے آپ کو بھیجنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مرزا ادیب صاحب۶ کے لیے ''مٹی کا دیا'' پر ایک مضمون ہے وہ براہ کرم انھیں رجسٹری کر کے لاہور بھیج دیجیے شائد انھیں پسند آئے۔

میرے نام کے لفافے پر پتا آپ خود لکھا کیجیے اور پورا پتا، ٹائپ رائٹر کے حروف سے تو آپ کا انگریزی خط کہیں واضح اور اچھا ہے۔ خطوط پر تاریخ تحریر ضرور درج کیا کیجیے۔ کبھی خط Surface mail میں بھی بھیج کر دیکھے۔ ڈاکٹر اسلم کے اس طرح کے خط دو روپے کے ٹکٹ میں آجاتے ہیں اور کچھ زیادہ دیر بھی نہیں ہوتی۔ خواجہ صاحب کے نام کے سارے پیکٹ اسی طرح آتے ہیں لیکن سرفیس میل لفافے پر لکھنا ضرور ہے۔

مقریزی کی تحریر کا عکس جناب ہلال احمد زبیری صاحب کو دیجیے۔ اتفاق سے ان کا پتا اس وقت نہیں مل رہا ہے لیکن حاجی محمد زبیر صاحب ۸ سے حاصل ہو سکتا ہے ان کے یہاں ٹیلی فون ہے۔ اگر زبیری صاحب بتائیں کہ عکس اب بھی شائع ہو سکتا ہے تو انھیں دے دیجیے لیکن کتاب اگر چھپ گئی ہو تو اپنے پاس محفوظ رکھیے اگر کتاب کی جلد بندی نہیں ہوئی ہے تو عکس شائع ہو سکتا ہے لیکن یہ مرتب کے وسائل و حالات پر موقوف ہے۔ اس بار آپ کو بہت زحمت دے رہا ہوں لیکن متوقع ہوں کہ ارسال خطوط کا کام آپ فوراً کر دیں گے اور مجھے اطلاع دیں گے

غالب انعامات کا لٹریچر بھی بھیج رہا ہوں ایک مشفق خواجہ صاحب کے لیے دوسرا آپ کے لیے اگر یہ معلومات آپ کسی اخبار یا رسالے میں مختصر اور مناسب طور پر شائع کر دیں تو اچھا ہے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ رسید بھیجیے گا اور یہ کہ سارے خطوط آپ نے لوگوں کو بھیج دیے یا پہنچا دیے۔ زحمت دینے کے لیے عفو خواہ ہوں۔

والسلام

مختار الدین احمد

مرزا ادیب کا پتہ اس وقت مل نہیں رہا ہے ان کی کتاب پر شاید چھپا ہوا ہے دیکھ لیجیے گا۔ اسی [پر] رجسٹری سے بھیجے گا۔

(۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیۃ

مؤسسۃ آل البیت

علی گڑھ

۸۶/۶/۳

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

لیجیے میں نے آپ کی لائی ہوئی سیاہ روشنائی استعمال (کرنی) شروع کر دی۔ ہفتہ عشرہ بہت مضمحل رہا ابھی شب کے ۹ بجے ڈاکٹر کے پاس سے آیا ہوں، کہتے ہیں نہ جوائنڈس ہے نہ جگر خراب ہے جس کا میں نے شبہ کیا تھا، صرف کام کی زیادتی کی وجہ سے تکان ہے، یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ آتے ہی بیس پچیس دنوں کے پڑے ہوئے کاموں کے انبار سے واسطہ پڑا۔ ابھی تک عمان، سعودیہ عربیہ میں کسی کو خط نہیں لکھا ہے، آج خط لکھنا شروع کیا ہے۔ جالبی صاحب، خواجہ صاحب کو لکھ کر یہ تیسرا خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔

آپ کے خطوط لوگوں کو بھیج دیے گئے تھے۔ پرسوں اسلوب صاحب نے آپ کا پتا مجھ سے منگوایا تھا، میرا اسلام پہنچا ہوگا۔ خواجہ منظور حسین الیعنی اپنے استاد کو ایک کتاب وہ پیش کرنی چاہتے ہیں خواجہ صاحب میر یا اقبال یا غالب پر مضمون چاہتے تھے۔ میں نے آپ کا نام تجویز کیا تھا۔ کہا تھا کہ آپ کے ہاں بہت اچھے لکھنے والے موجود ہیں لیکن اکثر مصروف ہیں وہ مہینے دو مہینے میں کوئی مضمون نہیں لکھ سکیں گے۔ آپ کے بارے میں میں نے بتایا تھا کہ اگر انھوں نے وعدہ کر لیا تو وہ وقت پر مضمون آپ کو بھیج دیں گے۔

رسالہ ''اردو'' میں پاکستان کی تحقیق پر آپ کا گراں قدر مقالہ پڑھا۔ بہت توجہ سے آپ نے یہ مضمون لکھا ہے، کاش کوئی شخص ہندستان کے سلسلے میں بھی ایسا مضمون لکھتا۔ آپ مزید اضافہ کر کے کتابی شکل میں اسے شائع کر دیں اور وہاں کے حالات کے

لیے نامناسب نہ ہوتو مختصر طور پر سہی ہندستان کی کوششوں کا بھی ذکر کر دیجیے، یہ حصہ بیک گراونڈ کا کام آپ کے مضمون کے لیے کرے گا۔ھندستان کے تحقیقی کاموں سے آپ اس قدر واقف ہیں جس قدر کوئی ہندستان ادیب۔اس سے آپ کو کوئی زحمت نہ ہوگی۔

آپ اتنے سادہ مزاج آدمی ہیں کہ آپ نے ذکر نہیں کیا کہ آپ حیدر آباد ایک سیمینار میں گئے تھے، میں نے سمجھا آپ اپنے سابق وطن اعزا اور دوستوں سے ملنے گئے تھے۔میں نے اسلوب صاحب سے پوچھاڈاکٹر عقیل یہاں آئے تھے آپ نے یہاں کے ادیبوں سے انھیں ملایا؟ بولے وہ علی گڑھ نہیں حیدر آباد اقبال کے سیمینار پر آئے تھے

آپ کی مرسلہ کتابیں انھوں نے مجھے بھجوادیں آپ کا ممنون ہوا، سب کتابیں کام کی ہیں۔قومی زبان کے دو شمارے فروری اور مارچ کے نہیں ملے ہیں وہ بھجوا دیجیے۔تہذیب الاخلاق کے دو شمارے جلد ہی بھجوا رہا ہوں۔

آپ نے اور بیگم عقیل نے اس مرتبہ بھی بہت زحمت فرمائی حیدر آباد کا سفر کر کے آپ نے مزید زحمت اٹھائی میں ان عنایتوں کے لیے بہت ممنون ہوں بیگم عقیل کو میرا اور بیگم مختار کا سلام پہنچا دیجیے۔

مختار الدین احمد

دکتر سید معین الدین عقیل صاحب
B۵۱/۴۸۳، کورنگی، کراچی۔۳۱

(۱۳)

باسمہ

علی گڑھ
۸۶/۱۱/۲۹

محبی دکتر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا گرامی نامہ اسلوب صاحب کی معرفت مل گیا تھا،شکر گزار ہوں، اس طرف متعدد دور دور کے سفر کرنے پڑے اس لیے آپ کو خط لکھنے کا موقع نہ مل سکا۔

"دستگیر" سے آپ کے برادر گرامی کی وفات کی خبر ملی، بہت صدمہ ہوا، بھائی دایاں بازو ہوتا ہے ان کی جدائی سے جو کچھ آپ پر گزری ہوگی اس کا اندازہ میں کر سکتا ہوں لیکن بھائی صبر کے سوا کیا چارہ ہے۔دعا کیجئے کہ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔

آپ کا اخبار اب پابندی سے مل رہا ہے خواجہ صاحب سے میں نے پوچھا تھا کہ اخبار ادب کا کالم کون لکھتا ہے انھوں نے آپ کا نام لکھ بھیجا ہے خوشی ہوئی کہ اس بہانے آپ کی تحریر نظر سے گزرتی رہے گی۔لیکن یہ کالم بہت مختصر ہوتا ہے صرف کچھ خبریں آپ دے سکتے ہیں، اس میں کسی شخص یا کتاب پر لکھنے کا موقع نہیں یہ اخبار بہت اچھا ہے لیکن سیاسی اور مقامی مسائل پر زیادہ توجہ ہے ادب پر بہت کم ہے، اخبار کا شاید یہ مقصد بھی نہیں آپ کہیں اور لکھتے ہوں تو مطلع فرمائیے گا۔

تازہ شمارے میں آپ کا کالم دیکھا جس سے حیات شاداں بلگرامی ؒ کی اشاعت کی خبر ملی، شاداں مرحوم ہمارے استاد علامہ عبدالعزیز میمن ؒ کے استاد تھے اس لیے میری دلچسپی ظاہر ہے براہ کرم اس کا ایک نسخہ حاصل کر کے یا خرید کے بھیج

دیجیے۔ میں نے استاد مرحوم پر اپنے عربی رسالہ ''مجلۃ المجمع العلمی الھندی'' کے دو مخصوص شمارے مرتب کیے ہیں۔ ایک شمارہ شائع ہوگیا ہے دوسرا زیر ترتیب ہے ممکن ہے اس کتاب میں ان کے متعلق کچھ نیا مواد ملے۔

میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بلا تکلف لکھیے۔ بیگم صاحبہ کی خدمت میں میرا اور مسز احمد کا سلام پہنچایئے۔ آپ لوگ بہت یاد آتے ہیں افسوس اس بار ملاقات بہت مختصر رہی۔ اگر سفر حیدر آباد میں آپ کا ساتھ نہ ہوتا تو محرومی کا احساس اور بڑھ جاتا خدا آپ کو خوش وخرم رکھے اور صحت وشادمانی کی دولت سے سرفراز کرے۔ والسلام

مختار الدین احمد

دکتر سید معین الدین عقیل صاحب
شعبۂ اردو، کراچی یونیورسٹی

(۱۴)
باسمہ

ڈاکٹر مختار الدین احمد

استاذ شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ
ناظمہ منزل، امیر نشان روڈ، دودھ پور، علیگڑھ
ٹیلیفون: ۴۵۱۷
۸۸/۳/۱۰

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۹ر مجھے ۱۸ر کو مل گیا تھا۔ افسوس میں مختلف قسم کی اور صحیح وغلط قسم کی مصروفیات وجہ سے آپ کو جلد جواب نہ دے سکا معذرت خواہ ہوں۔

وطن کو واپسی مبارک ہو۔ آپ کا کوئی خط مجھے نہیں ملا ورنہ میں جواب ضرور لکھتا ویسے مجھے روم یونیورسٹی کی شعبۂ عربی کی پروفیسر ماریہ نلیتو کی ایک تصنیف ''دیوان نابغۃ الجعدی'' کی ضرورت تھی جو ۱۹۵۳ میں روم سے شائع ہوئی تھی۔ جعدی کے بہت سے شعر میں نے تلاش کرکے پروفیسر کرنیکو کی فرمائش بلکہ حکم پر میں نے (زائد) انھیں روانہ کیا تھا (کیے تھے)۔ یہ اشعار ان کے مرتبہ دیوان میں نہیں تھے دیوان چھپ چکا تھا انھوں نے میرے سارے مرسلہ اشعار اپنے مقدمے کے ضمن میں جو اس وقت کمپوز ہو رہا تھا انھوں نے (زائد) چھاپ دیے تھے۔ انھوں نے ایک نسخہ اسکا مجھے بھیجا تھا جو میں نے استاد مرحوم عبدالعزیز المیمنی کی نذر کیا تھا۔ خیال تھا آپ کو لکھ کر منگواؤں گا لیکن آپ کو خط لکھنے کی مسرت سے محروم رہا۔

جس زمانے میں آپ اطالیہ میں مقیم تھے جناب مالک رام صاحب نے ایک ضروری خط آپ کو لکھا تھا اس کا امکان ہے کہ پتا صحیح نہ ہو اور خط آپ کو نہ مل سکا ہو۔ کیا وہاں خطوط سنسر ہوتے ہیں، آپ کے بھی دونوں خط مجھے نہیں ملے اس لیے شبہ ہوتا ہے۔

وہ ایک مجموعہ مضامین بنام ''نذر مختار'' شائع ۲ کر رہے ہیں مجھ سے کچھ احباب کے نام پوچھے تھے میں نے آپ کا نام بھی لکھ دیا تھا۔ انھیں آپ کا مضمون اب تک نہیں ملا ہے جب کہ کام آخری منزلوں میں ہے، آپ کا مضمون اس مجموعے میں نہیں ہوا تو ایک کمی رہ جائے گی۔ اب اس وقت بڑا مضمون لکھ کر بھیجنا نہ آپ کے لیے ممکن ہے نہ ان کے لیے اس کی اشاعت اس منزل میں آسان ہے، اس لیے آپ کوئی چھوٹا سا مضمون آٹھ دس ۱۰ صفحے کا انھیں فوراً رجسٹری سے بھیج دیجیے۔ (مالک رام صاحب C-504 Defence Colony نئی دہلی 110 024) اور تاخیر کی معذرت کرلیجیے۔ خدا کرے اس مجموعے کے لائق کوئی اچھا مضمون آپ کے پاس لکھا ہوا (ہو) یا آپ جلد لکھ دیں۔

آپ سے سفر اطالیہ کی کم از کم مختصر داستان ضرور سننا چاہتا ہوں۔ سفر نامہ آپ لکھیں تو کیا کہنا! وہاں تدریس کے علاوہ عملی مشاغل کیا رہے؟ کچھ ریسرچ کا کام بھی ہوا، کچھ نئے مخطوطات دیکھے؟ ان میں سے بعض اہم مخطوطات پر کچھ ضرور لکھ کر شائع کیجیے کہ ہم لوگ بھی مستفید ہوں۔ پاکستان میں تحقیق والی کتاب انجمن سے شائع ہونے والی تھی وہ اب کس منزل میں ہے۔ سہیل ادیب صاحب کو انجمن ٹیلی فون کر دیجیے گا کہ ۹ مارچ تک قومی زبان کا فروری نمبر (کا شمارہ) موصول نہیں ہوا ہے۔

بیگم صاحبہ کو ہم لوگوں کا سلام کہیے، کیا وہ بھی آپ کے ساتھ اطالیہ گئی تھیں میں سمجھتا ہوں ضرور گئی ہوں گی۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

(۱۵)

باسمہ

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

DEPARTMENT OF ARBIC
MUSLIM UNIVERSITY ALIGAHR

۲۰/رمضان المبارک ۱۴۰۸

۷/مئی/۱۹۸۸

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ یکم مارچ، ۱۸/اپریل ملا یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ افسوس ہے کہ جو دو خط آپ نے نیپلز (اطالیہ) سے لکھے تھے وہ مجھے نہیں ملے۔ خوشی ہوئی کہ یورپ کا سفر علمی لحاظ سے آپ کے لیے مفید رہا۔ مخطوطات کے جو عکس آپ ساتھ لائے ہیں مجمل طور پر ہی ان سے مجھے اطلاع دیجیے۔ آپ پر رشک آیا کہ آپ اسپین، سویڈن، ڈنمارک، ناروے اور یونان بھی دیکھ آئے، میں ان ممالک کو نہ دیکھ سکا، آپ سفر نامہ ضرور لکھیے کچھ تو تلافی ہو ہی جائے گی۔ سفر نامہ لکھنا ہو تو جلد لکھیے بعد کو بہت سی تفاصیل یاد نہیں رہتیں۔

''پاکستان میں اردو تحقیق'' کی رسید میں نے بھیج دی تھی۔ مضمون پڑھ کر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ بعد نظر ثانی کتابی شکل میں ضرور شائع کیجیے۔ کاش کہ اسکی دوسری جلد ''ھندستان میں اردو تحقیق'' بھی آپ مرتب کر دیں تو ایک مفید کام ہو جائے۔

مالک رام صاحب کو آپکا مضمون اسوقت ملا جب کتاب مکمل ہو چکی تھی۔ انھوں نے آپکا مضمون پسند کیا اور اشاعت کے لیے غالباً معارف کو بھیج دیا ہے۔

ناموران علیگڑھ کی دوسری جلد ابھی مکتبہ جامعہ سے منگوائی ہے، تیسری جلد مطبع میں ہے، کسقدر افسوس کی بات ہے کہ Aligarh Univ Journal علی گڑھ کے کتابخانے میں موجود نہیں بہت تلاش کی خود جا کر لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ خلیق احمد نظامی صاحب کے ذاتی ذخیرے میں یہ جرنل ملا، کل لایا، آج زیروکس بنوا کر لایا ہوں، شنبہ کو وجہ سے اب رجسٹری نہیں جا سکتی اس لیے ان شاءاللہ سوموار کو ڈاک کی سپرد کروں گا۔

جن مضمون نگار اشرف علی کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ کنور محمد اشرف ہیں۔ آپ نے صرف صفحات (۱۶۹-۷۳) کے عکس طلب کیے تھے لیکن جرنل کے دوسرے شمارے میں اس کی دوسری قسط چھپی ہے، ممکن ہے اسکی آپ کو ضرورت نہ ہو لیکن احتیاطاً میں نے ان اوراق کے بھی عکس بنوا لیے ہیں اور آپ کو بھیج رہا ہوں۔

کنور محمد اشرف نے اپنا لندن کا پورا علمی مقالہ جرنل ''ایشاٹک سوسائٹی آف بنگال'' ۱۹۳۵ء جلد اول میں چھپوادیا تھا غالباً آپ کی نظر سے نہیں گزرا۔ کراچی میں نہیں تو لاہور میں ضرور ہوگا۔ ڈاکٹر محمد اسلم کو لکھیے (N950 سمن آباد لاہور)

ہاں دوسطریں شکریے کے (کی) آپ پروفیسر خلیق احمد نظامی (نظامی ولاز سرسید نگر علی گڑھ) کو ضرور لکھ دیجیے اور فوراً اسطرح اُن سے علمی تعلقات بھی قائم ہوں گے اور جرنل مرحمت فرما کر جوانھوں نے کرم فرمایا ہے اسکا شکریہ بھی ادا ہو جائے گا۔

پارسل میں ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ کی فہرست مطبوعات بھی رکھ دی ہے، کسی کتاب کی ضرورت ہو تو بلا تکلف لکھیے۔

ادیب سہیل صاحب[۳] نے توجہ نہیں فرمائی پھر یاد دہانی کیجیے۔ فروری سے ''قومی زبان'' نہیں پہنچا ہے اور کوئی دو سال سے رسالہ ''اردو'' نہیں موصول ہوا ہے۔

اس سال تو کراچی آنے کا ارادہ نہیں لیکن بشرط زندگی ان شاء اللہ اگلے سال اپریل رمئی میں ملاقات ہوگی۔

آپ نے اچھا کیا کہ سفر یورپ میں بیگم صاحبہ کو اپنے ساتھ رکھا، انھیں میرا اور مسز احمد کا سلام پہنچائیے ان کا لطف و کرم بہت یاد آتا ہے۔ عید سعید کی تہنیت قبول فرمائیے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

''تکبیر'' ۲۸ راپریل ابھی ملا، اب کی خواجہ صاحب کا کالم نہیں ہے نہ آپکا ادبی کالم چھپا ہے، لکھتے رہیے اور کم از کم ایک صفحہ تو ہونا ہی چاہیے۔

میں جامعۂ اردو علی گڑھ کا نائب شیخ الجامعہ مقرر ہوا ہوں۔ آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل وغیرہ کے امتحانات میں پندرہ ہزار طلباء پورے ھندوستان سے شریک ہوتے ہیں۔ اسکا رسالہ ''ادیب'' ھندستان کا سب سے زیادہ کثیر الاشاعت رسالہ ہے۔ یہ پندرہ ہزار سے زائد چھپتا ہے۔ جامعہ اردو کے امتحانات کے ۱۳۰ امراکز ہیں جو اتر پردیش، آندھرا، بنگال، بہار، راجھستان، تمل ناڈ، جموں کشمیر، دہلی، مدھیہ پردیش، ہریانہ، پنجاب، منی پور، مہاراشٹر، گجرات اور ماریشش (افریقہ) میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل

۵۱/۴۸۳ بی، کورنگی کراچی۔۷۴۹۰۰

(۱۶)

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

DEPARTMENT OF ARBIC
MUSLIM UNIVERSITY ALIGAHR

۸۸/۶/۲۴

مکرمی دکتر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

۹ رمئی کو رجسٹری سے ناموران علی گڑھ ج م اور کنور محمد اشرف کے مضمون کی دو قسطوں کی زیروکس کاپی بھجوائی۔ اس کی رسید نہیں آئی، پھر ۱۶ رمئی کو آپ کے نام ایک خط دکتر شہاب الدین صاحب المغنی (B-89 بلاک L، نورتھ ناظم آباد کراچی)

کو رجسٹری سے بھیجا اس کا بھی کچھ پتا نہ چلا کہ آپ کو وہ خط مغنی صاحب نے بھجوایا یا نہیں۔ مغنی صاحب تو تقریباً روزانہ اورنگی آتے ہیں جہاں وہ حمید اختر صاحب[۲] کے ادارے میں مشیر کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔

کل بھی انھیں ایک ہوائی خط لکھا ہے اور آپ کے نام پیغام کہ وہ آپ کو ٹیلی فون پر سنا دیں۔ کل صبح اتفاق سے ایک لڑکی کراچی جا رہی ہے اس کے ذریعہ آپ کو خط بھیج رہا ہوں۔ خدا کرے یہ آپ کو مل جائے اور میرے سابق خط کا جواب آپ تفصیل سے دیں۔

ادیب سھیل صاحب نے تو توجہ نہیں فرمائی۔ نہ ''قومی زبان'' کے شمارے (فروری، مارچ، اپریل) بھجوائے نہ رسالہ ''اردو'' کے پچھلے ۶ شمارے۔ انہیں ٹیلی فون کیجئے اور موقع ہو تو دفتر انجمن جا کر اپنے سامنے رسالے بھجوایئے۔ آپ کے خط نہ آنے سے پہلے [ہی] تردد ہے فوراً لکھیے گھر کے پتے پر۔ بیگم صاحبہ کو سلام و دعاء کہیے میرا بھی اور بیگم صاحبہ کا بھی۔

یہ خطوط روانہ کرائیے۔ والسلام

مخلص

مختارالدین احمد

(۱۷)

باسمہ

علی گڑھ **ڈاکٹر مختارالدین احمد**

۸۸/۸/۳

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ ۱۸ر جولائی سید محبوب شاہ صاحب[۱] کے ذریعہ ملا۔ افسوس ہوا کہ انھوں نے پہلے آپ کو اطلاع نہیں دی۔ یہ پہلا خط ہے آپ کا جس سے معلوم ہوا کہ فکر و نظر، ناموران علی گڑھ اور کنور محمد اشرف کے مقالے کا عکس آپ تک پہنچ گیا بہت تردد تھا، آپ نے خط براہ راست لکھا تھا یا کسی کے ذریعہ آپ نے بھجوایا تھا؟ اگر دوسری بات صحیح ہے تو آپ کا قاصد سخت غیر ذمہ دار شخص ہے، آیندہ احتیاط۔

اب آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کو سید اشرف علی صاحب کی تحریر کی نقل چاہیے خط ملتے ہی کل اس مضمون کا عکس لائبریری ہی میں بنوالیا، اگر چہ بہت واضح نہیں لیکن آپ کا کام چل جائے گا۔ پچھلی مرتبہ لائبریری والے علی گڑھ جرنل تلاش نہیں کر سکے تھے اور مجھے نظامی صاحب کے یہاں سے جا کر بازار میں عکس بنوانا پڑا تھا، لیکن یہ شمارہ لائبریری میں مل گیا اس لیے عکس برداری میں زحمت نہیں ہوئی۔

میں سرسید کے خطوط پندرہ بیس سال سے جمع کر رہا[۲] ہوں، یہ خط اسی زمانے میں دیکھا تھا قدیم خط ہونے کی وجہ سے اس کی اہمیت بھی ہے لیکن عکس واضح نہیں اس لیے لندن خط لکھا تھا ایک دوست کو کہ برٹش میوزیم سے اس کی دوسری صاف کاپی بنوا دیں۔ اگر انھوں نے بنوا کر بھیجا تو مجھے ملا نہیں۔ آپ اگر اسے شائع کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مثبت عکس برٹش میوزیم سے بنوا لیجیے، یہ منفی عکس ہے یعنی سیاہ کاغذ پر سفید حروف ابھرے ہوئے ہیں۔ میں نے مرحوم اسمٰعیل پانی پتی[۳] کو سینکڑوں خطوط کی نقل بھیجی تھی

جو میں نے جمع کیے تھے تعجب نہیں کہ موجودہ خط کا عکس (اسی مضمون سے لے کر) بھیجا ہو لیکن وہ دوسری جلد میں تو شائع نہیں ہوا۔

اشرف علی خاں کو تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ یہ آرکیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے کتبہ جات کے شعبے میں آفیسر تھے اور بہت ہی لائق و خالق آدمی تھے۔ عابد احمد علی سے مراد ڈاکٹر عابد احمد علی ام اے، ڈی فل آکسن ہیں جو سرسید کے عزیزوں میں تھے اور میرے استاد۔ شعبۂ عربی میں ریڈر تھے پروفیسر مار گولیتھ۵ کی نگرانی میں انھوں نے اصلاح المنطق لابن السکیت اڈٹ کر کے آکسفورڈ سے ڈی فل کی ڈگری انھوں نے [کذا] حاصل کی تھی۔

تقسیم ھند کے بعد وہ لاہور چلے گئے تھے حکومت پاکستان نے قرآن پاک کا ایک میوزیم لاہور میں بنایا تھا اس کے ڈائرکٹر تھے۔ اور ادارۂ معارف اسلامیہ سے ان کا گہرا تعلق تھا۔

مخزن افغانی شائع۶ ہوگئی ہے

چنی لال پر نوٹ لکھیے، حافظ برکت اللہ کا بھی پتا چلائیے

جام جم سرسید کی تصنیف سے آپ واقف ہیں، خاتمہ دیکھ لیجیے

تاریخ فیروز شاہی آخر سرسید نے خود اڈٹ کر کے ایشیاٹک سوسائٹی سے شائع کرایا اور کتابوں کے لیے اسٹوری کی کتاب دیکھیے

جی ہاں آپ کا مضمون معارف (جون) میں شائع ہو گیا ہے، بہت اچھا مضمون ہے کاش یہ اس مجموعے میں شائع ہوتا لیکن معارف کی علمی اہمیت بھی بہت ہے اور منتخب لوگ اسے پڑھتے ہیں۔ میں اپنا نسخہ آپ کو بھیج رہا ہوں اگر آپ کے پاس اعظم گڑھ سے آجائے تو مجھے واپس کر دیجیے گا کہ میری فائل مکمل رہے۔ میں نے اصلاحی صاحب کو لکھ دیا ہے آج ہی لیکن یقین نہیں کہ ان کا دفتر جلد بھیج سکے۔ ڈاک کے اخراجات کی وجہ سے وہاں بھیجنے میں ویسے بھی ان احباب کو تامل ہوتا ہے۔ آپ انتظار کریں اس سے بہتر یہ معلوم ہوا کہ میں معارف کا اپنا نسخہ آپ کو بھیج دوں۔

غالب نامہ (جنوری ۱۹۸۸) کا ایک نسخہ ڈاکٹر محمد اسلم کے لیے بھیج رہا ہوں براہ کرم بحفاظت تمام انھیں بھجوا دیجیے، چھ سات ماہ میں انھوں نے متعدد خطوط لکھے مجھ کو، میں نے دیوان غالب کے (لیے) متعدد احباب کو لکھا، ڈاکٹر نذیر احمد سے تین چار بار کہا، اب بھی یقین نہیں کہ ان لوگوں نے رسالہ انھیں بھجوایا ہو حالانکہ اسلم صاحب کا نام میلنگ لسٹ میں موجود ہے۔

''اردو'' اور ''قومی زبان'' کا کوئی شمارہ آج ۳راگست تک تو نہیں پہنچا۔ میں نے اب جمیل الدین عالی صاحب کو لکھا ہے وہ مجلس نظماء میں ہیں ان کا دفتر والے خیال کریں گے۔

کچھ خطوط بھجوا رہا ہوں ٹکٹ چسپاں کر کے فوراً ارسال کر دیجیے گا۔ ایک ٹکٹ اتفاق سے موجود ہے وہ ایک لفافہ پر چسپاں کر رہا ہوں۔ موقع ہو تو کچھ وہاں کے ٹکٹ لفاف پر چسپاں کرنے کے لیے بھیج دیجیے، میرے پاس تھے اب ختم ہوگئے۔ آپ جیسے احباب کو سادہ لفاف بھیجنے میں تکلف نہیں کرتا لیکن کبھی کبھی بعض طلباء یا خواتین یہاں سے جاتی ہیں انھیں ڈاک گھر جا کر ٹکٹ خرید کر چسپاں کرنے کی زحمت دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ سفر نامہ ضرور لکھ کر شائع کیجیے بڑا نہیں تو مختصر، کسی رسالے میں سہی۔ آج کل آپ کیا لکھ رہے ہیں مطلع کیجیے گا۔ ھندستان آنے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں؟ دو تین ماہ میں ممکن (ہے) لاہور راسلام آباد آنا ہو، بیگم عقیل کو ہم دونوں کا سلام پہنچائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۸)

باسمہ

علی گڑھ **ڈاکٹر مختار الدین احمد**

۱۷/۱۰/۸۸ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا قاصد تو بہت سست رفتار نکلا یعنی ۸ر جون کا لکھا ہوا خط مجھے کل موصول ہوا۔ یہ تو حد ہو گئی سستی اور سست رفتاری دونوں کی۔

اس خط میں کنور محمد اشرف کے مضمون کی زیروکس کاپی پہنچنے کی اطلاع کے ساتھ سر سید کے مطبوعہ خط کی فرمایش ہے۔ بھئی یہ خط اور اس کی تمہید دونوں آپ کو رجسٹری سے مہینوں پہلے بھیج چکا ہوں جس کی رسید مجھے اب تک نہیں ملی۔ کوئی کتاب پہنچے یا کسی مضمون کی زیروکس کاپی ملے تو ایک کارڈ براہ راست بھیج دیا کیجیے ورنہ تردد رہتا ہے۔ ممکن ہے آپ نے رسید بالواسطہ بھیجی ہو اور متوسط نے اب تک میرے پاس روانہ نہ کی ہو۔ بہر حال زیروکس کرا کے سرسید کے خط اور تمھید کا دوسرا نسخہ بھیج رہا ہوں۔

ابوسفیان تو ابوسفیان ہی ہیں نہ آج تک مجھ سے ملے کراچی سے آکر، نہ آپ کا کوئی خط یا کتاب دے گئے، ممکن ہے پھر آپ سے ملے ہی نہ ہوں۔

''فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات'' یہاں نہیں ملی اب دھلی سے منگوائی ہے، آتے ہی آپ کو بھیج دوں گا ان شاء اللہ مطمئن رہیں۔ یہ کتاب تو مل جائے گی لیکن تاریخ ادب اردو طبع علی گڑھ کا ملنا بہت مشکل ہے۔ لیکن کوشش اس کے حصول کی بھی کروں گا۔ مشفق خواجہ صاحب کے لیے ایک نسخہ ڈاکٹر نور الحسن نقوی نے کہیں سے =/۲۵۰ میں حاصل کیا تھا انھی سے کہا ہے مل گیا تو بھجواؤں گا۔

مکرمت نامہ مورخہ ۶ر اکتوبر ملا۔ ''تحریریں چند'' ۲ مل گئی اور ''آئینہ ایام'' کے کچھ شمارے اور دوسری تحریرات بھی، شکریہ قبول فرمایئے۔ 'اردو' کا شمارہ تو عرصے سے نہیں دیکھا تھا۔ ''غالب نامہ'' جی ہاں ''معارف'' ۳ کا شمارہ میں نے اسلم صاحب کو بھیج دیا تھا کہ آپ کو روانہ کر دیں۔ ایک رسالہ ان کے لیے تھا اور ''معارف'' آپ کے لیے۔ مجھے تو یاد آتا ہے کہ ''معارف'' پر آپ کا نام لکھ دیا تھا میں نے۔ بہر حال خوشی ہوئی کہ پہنچ گیا رسالہ ''غالب نامہ'' ۴ میں ان کی کتاب پر میرا تبصرہ چھپا تھا جو ان کے پاس ایوان غالب والوں نے نہیں بھیجا تھا اس لیے انھیں ایک نسخہ روانہ کیا تھا۔ نظامی صاحب کو نظامی ولا سر سید نگر، علی گڑھ۔ 202001 کے پتے پر خط لکھ سکتے ہیں۔ دیوان ''منہدس'' ۵ کے دو دو عکس آ گئے، اب آپ زحمت نہ فرمائیں۔

پروفیسر سید محمد سلیم ۶ اچھرہ، لاہور کو خط لکھوں گا اور مولانا عبدالعزیز میمن ۷ کا خط منگواؤں گا آپ نے ان کا خوب پتا چلایا، جزاک اللہ۔

قاضی صاحب اور رشید احمد صدیقی ے کے خطوط ۸ کسی کے پاس ملیں تو حاصل کرنے کی کوشش کیجیے، اصل کی ضرورت نہیں عکس کا حصول کافی ہوگا

کچھ خطوط لکھ رکھے ہیں بھیج رہا ہوں، آپ کو بہت زحمت دے رہا ہوں لیکن آپ کے اخلاق و کرم سے یقین ہے کہ سابق

کی طرح جلد انھیں مکتوب الیہوں تک پہنچادیں گے۔صرف آپ اور ڈاکٹر محمد اسلم (لاہور) ایسے اصحاب ہیں جو امین ہیں اور فرض شناس ورنہ بعض احباب غفلت برتتے ہیں اور بہت تاخیر سے خطوط روانہ کرتے ہیں۔آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ لاہور کے سارے خطوط اسلم صاحب کو بھیج دیں وہ ڈاک کے سپرد کر دیں گے اور اگر پتے لکھ کر آپ خود روانہ کر دیں تو مزید کرم ہو۔حیدر آباد کے تینوں خط ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو بھیج سکتے ہیں۔ناظمہ، آپ کی اور بیگم عقیل کی خدمت میں سلام بھجواتی ہیں امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔والسلام

مختارالدین احمد

براہ کرم ان سب خطوط پر ایک نظر ڈال لیجیے کہ ان کے مطالب سے آپ بھی آگاہ ہو جائیں۔

۱۱/۳

ابھی یہ خطوط پوسٹ نہیں ہوئے تھے خیال تھا کہ ناموران علی گڑھ کا نسخہ آجائے تو وہ بھی ایک ساتھ آپ کو بھیج دوں، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اورینٹل کالج لاہور نے بھی منگوایا تھا آج دوپہر کو معلوم ہوا کہ آج شام کو محمد سلامت اللہ خاں صاحب ۹ کراچی واپس جارہے ہیں ان سے جا کر ملا اور وہ کتابیں بھی لے جانے کو آمادہ ہوئے۔اب خطوط کے ساتھ ''ناموران علی گڑھ'' جلد سوم کے دو نسخے بھیج رہا ہوں ایک آپ کے لیے دوسرا ہاشمی صاحب کے لیے براہ کرم انھیں بہ حفاظت تمام بھجوا دیجیے گا۔

ایک صاحب کو شمشاد مارکیٹ اس کی خریداری کے لیے بھجوایا، معلوم ہوا ابھی دفتری نے جلد بندی رجز بندی کر کے نہیں دیا ہے، ناچار جو نسخہ مجھے کل ملا تھا وہ بھجوا رہا ہوں۔ٹیلی فون کر کے اسلوب احمد انصاری صاحب کا ذاتی نسخہ منگوایا جو انھیں بھیجا گیا تھا۔ہفتہ عشرہ میں دو نسخے بازار سے منگوالوں گا خوشی یہ ہے کہ اس وقت یہ نسخے آپ کو پہنچ رہے ہیں جب شائد پاکستان یا کہیں کوئی نسخہ اب تک نہیں بھیجا گیا ہے۔خطوط اور رسالے کی رسید بھیجے گا۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۱۹)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
NAZIMA MANZIL
4/286, AMIR NISHAN ROAD
D0DHPUR ALIGARH-202001

۸۸/۱۱/۲۴ء

محبی سلام مسنون

آپ کا خط مجھے مل گیا تھا جس میں آپ نے تحریر کیا تھا کہ سرسید احمد خاں کا مکتوب فارسی مورخہ ۱۸۴۷ء اور اس پر مشتمل انگریزی مضمون کا عکس آپ کو موصول نہیں ہوا۔بہت افسوس ہوا، ۳ نومبر کو میں نے پھر اس کا عکس، ناموران علی گڑھ ج ۳ کے دو نسخے (ایک آپ کے لیے دوسرا ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اورینٹل کالج لاہور کے لیے) اور احباب کے نام ۱۲ خطوط محمد سلامت اللہ خاں صاحب سابق وائس پریسیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان (F69-B نارتھ ناظم آباد، کراچی) کی معرفت آپ کو بھجوائے تھے جو دوسری صبح یہاں سے کراچی کے لیے روانہ ہونے والے تھے آج ۲۲ تاریخ ہو گئی آپ کا کوئی خط ان کتب

تحریرات کی وصول یابی کا نہیں آیا اس لیے سخت تردد ہوا اور عجلت میں یہ سطور آج کی ڈاک دیکھنے کے بعد بھیج رہا ہوں۔ میں نے سلامت اللہ خاں صاحب سے کہہ دیا تھا کہ آپ صرف عقیل صاحب (کے) دیے ہوئے ٹیلی فون نمبر پر اطلاع دے دیں وہ خود آ کر پیکٹ لے جائیں گے یا کسی کو بھیج کر منگوالیں گے۔

''ناموران'' کے دونوں نسخے اور خطوط ایک پیکٹ میں میں نے رکھ دیے تھے، آپ کے خط نہ آنے سے خیال آیا کہ کہیں یہ شمارے ان کے احباب نہ پڑھ رہے ہوں اور آپ کو اطلاع دینے میں اسی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہو۔ آپ نے یہ پیکٹ اب تک وصول نہ کیا ہو تو براہ کرم دیے ہوئے پتے پر ان سے رجوع کیجیے، افسوس ہے کہ ان کا ٹیلی فون نمبر کاغذات میں نہیں ملا اب یا تو گھر پر ان سے ملنا ہوگا یا نیشنل بینک کے مرکزی دفتر یا کسی شاخ سے ان کے گھر کا ٹیلی فون نمبر آپ کو لینا ہوگا۔

لیکن ممکن ہے آپ کو یہ سب کچھ نہ کرنا پڑے اور پیکٹ آپ کو موصول ہو گیا ہوگا اور آپ کا خط میرے نام راستے میں ہو۔ خدا چنیں کند۔ لاہور کے خطوط (کا پیکٹ) تو آپ نے اسلم صاحب کو بھیج دیا ہوگا اور انھوں نے مکتوب الیہوں کو ارسال کر دیا ہوگا۔ ناموران کا نسخہ یقین ہے آپ نے رجسٹری سے ہاشمی صاحب کو بھیجا ہوگا۔

پروفیسر مسعود حسین خاں۲ کی بیگم صاحبہ کراچی گئی ہوئی ہیں ابھی معلوم ہوا وہ ۳۰ر نومبر کو (یا زیادہ سے زیادہ ۷ر دسمبر تک) علی گڑھ واپس آ رہی ہیں خدا کرے یہ خط آپ کو ۳۰ سے پہلے مل جائے آپ خطوط یا کتابیں ان کے ہمراہ کر سکتے ہیں لیکن زیادہ بھاری پیکٹ نہ ہو کہ انھیں لانے میں تکلف اور تکلیف ہو۔ ظفر اقبال صاحب کو بھی اطلاع دے دیجیے ممکن ہے وہ جواب بھیجیں۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ کسی طرح ابو سعادت جلیلی صاحب C-1 سلیمان پلازہ بلاک 10 گلشن اقبال کراچی۔ ۴۷ سے رابطہ قائم کریں۔ انھوں نے جنوری میں مجھے لکھا تھا کہ ''قاضی عبدالودود صاحب۳ کے خطوط کچھ مل گئے ہیں اور ان کی نقول تیار کی جا رہی ہیں، توقع ہے کہ اندریں اثناء اور کارڈ برآمد ہو جائیں گے اور تمام مکاتیب کی فلمیں و عکسی نقول یک جا حاضر خدمت کی جا سکیں گی''۔ اس کے بعد وہ خاموش ہیں متعدد خطوط لکھے کسی کا جواب نہیں آیا، آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن آپ کے پاس کار ہے اور ممکن ہے آپ ان سے واقف ہوں۔ براہ کرم ان سے مل کر جتنے خطوط بھی قاضی صاحب کے مل سکیں وہ ان سے لے لیجیے اور بیگم مسعود حسین کے ہاتھ بھیج دیجیے۔ ان کا پتا یہ ہے: بیگم مسعود حسین معرفت افسر اے۔ کے۔ آفریدی D!215/ 2 K.D.A Scheme Extention No 1 karachi-12 پہلے انھیں ٹیلی فون کر لیجیے نمبر یہ ہے: 432354 امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

نیچے کی سطریں تراش کر آپ عبدالغنی شمس ۱۸ر۴ بہار کالونی جمشید روڈ کراچی۔ ۵ کو ڈاک سے بھیج دیجیے۔ ممنون ہوں گا۔ وہ میرے جواب کے انتظار میں ہوں گے۔ ۳ر کو میں انھیں خط نہیں لکھ سکا تھا۔ ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی صاحب سے ملاقات ہو تو ان کی خدمت میں سلام کے بعد میری طرف سے عرض کیجیے کہ مرسلہ کتاب ''وطن سے وطن تک'' موصول ہوئی دلی شکریہ قبول فرمائیں۔ پڑھ کر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں خوش رکھے اور بار بار دیار مدینہ کی حاضری انھیں نصیب ہو۔ ''بازدید'' کا کوئی نسخہ ان سے مل جائے تو بھیج دیجیے۔

(۲۰)

باسمہ

علی گڑھ ڈاکٹر مختار الدین احمد

۸۸/۱۲/۲۷ء

مجی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۵را کتوبر حیدر آباد سے کل پہنچا، ظاہراً آپ کے حیدر آبادی دوست آپ کا خط رکھ کر کہیں بھول گئے اور اس ہفتہ انھیں پوسٹ کرنا یاد آیا۔

اس میں آپ نے مرسلہ پیکٹ کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ وہ ۲۲؍۱۰ کو مل گیا تھا۔ اس میں ''تحریریں چند''، ''یادگار ایوب قادری''[۱]، ''بیاد غالب وفیض''، ''تین شاعر''[۲]، ''رسالہ اردو'' (جنوری ۸۸)، ''تذکرہ ناموران سہسوان'' اور ''آئینہ ایام'' کے شمارے تھے۔ جسکی رسید میں نے ۳رنومبر کو دے دی تھی اور مکتوب سر سید احمد خاں کا عکس اور ''ناموران علی گڑھ'' ج ۳ کے دو نسخے سلامت اللہ خاں کے ذریعہ آپ کو بھیج دیے تھے۔

آپ نے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کو ان کا نسخہ بھیج دیا ہوگا اگر چہ اس کی رسید ان کی طرف سے نہیں آئی۔

انھیں براہ کرم ایک کارڈ ڈال دیجیے کہ مجھے اورینٹل کالج میگزین کے پچھلے دو شمارے (ایک سید عبداللہ نمبر ہے) اور تحقیق کے پچھلے دو شمارے بھی حاصل کر کے بھیج دیں۔ میں نے انھیں لکھا تھا آپ یاد دہانی کر دیں تو ممنون ہوں گا۔

خطوط تو آپ نے فوراً روانہ کر دیے تھے ڈاکٹر غلام مصطفی خاں اور ڈاکٹر نجم الاسلام کو خطوط مل گئے تھے ڈاکٹر یحیٰ احمد ہاشمی[۳] کو بھی، بقیہ مکتوب الیہم پروفیسر سید محمد سلیم، لطیف الزماں خاں[۴]، ادیب سہیل، پروفیسر مسعود احمد شیخ، منظور الٰہی کے جوابات آج تک موصول نہیں ہوئے، مل تو گئے ہونگے انھیں۔

ذرا پتا چلایئے کہ پروفیسر سید محمد سلیم سابق استاد شعبۂ تاریخ کراچی یونیورسٹی کا پتا وہی ہے جو میں نے لکھا تھا یا بدل گیا ہے۔ یہ ہمارے تاریخ کے استاد تھے اور تقسیم ھند سے پہلے یہاں شعبۂ تاریخ میں لیکچرار۔ پروفیسر محمد حبیب[۵] کی نگرانی میں انھوں نے ڈاکٹریٹ لی تھی۔ ڈاکٹر محمود احمد (شعبۂ فلسفہ) اور پروفیسر ابوبکر احمد حلیم مرحوم[۶] سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کراچی میں مقیم ہیں۔

میں نے صدیق سالک مرحوم[۷] کی بعض کتابوں کے لیے آپ کو لکھا تھا:

تا دم تحریر، میں نے ڈھاکا ڈوبتے دیکھا[۸]، Emergancy[۹]

اور ''مندر میں محراب'' از اجمل نیازی

اطلاع ملی تھی کہ صدیق سالک کی دو کتابیں ضمیر جعفری صاحب شائع کرنے والے ہیں

salute[۱۰] اور تیسری دنیا۔ جب شائع ہو تو خیال رکھیے گا۔

آپ کے خط کے ساتھ جو لطیفہ آپ کے دوست نے کیا وہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ۱۵را کتوبر کا خط انھوں نے اب دسمبر کے آخری ہفتہ میں روانہ کیا ہے۔

میں نے جو خط ۲۲/نومبر کو آپ کو لکھا تھا اس کے ساتھ لطیفہ کراچی کے ڈاک گھر والوں نے کیا کہ انھوں نے واپس کر دیا اور مجھے ایک ماہ کے بعد ملا۔ پتے میں شائد یہ غلطی ہوگئی کہ B/51 کی جگہ B 51 لکھ دیا تھا، لیکن کورنگی صاف لکھا ہوا ہے اور مکان نمبر 483 بھی، بہر حال اسے پھر بھیج رہا ہوں۔

لاہور سے ایوان غالب کے جلسے میں شرکت کے لیے منیر احمد شیخ ۱۱ اور ڈاکٹر سلیم اختر ۱۲ آئے ہوئے ہیں سلیم اختر صاحب ہم لوگوں کے اصرار پر علی گڑھ بھی آئے، ان ہی کی معرفت یہ خط بھیج رہا ہوں۔ یہ علی گڑھ آج آئے، مجھ سے ملنے آئے تھے، ابھی واپس گئے ہیں، ہمارے وائس چانسلر صاحب سید ہاشم علی اختر صاحب سے دہلی کے ایک سمینار میں ان کی ملاقات ہوئی انھوں نے یونیورسٹی کا انھیں مہمان بنالیا اور وہ ابھی گیسٹ ہاؤس گئے ہیں۔ کل ۱۱ بجے شعبۂ اردو میں وہ مدعو ہیں اور پرسوں صبح روانہ ہوجائیں گے۔ دو دن دہلی ٹھہر کر لاہور پہنچیں گے، یہ لکھنو بھی جانے والے تھے لیکن ان کے پاس اب وقت نہیں رہا۔ ان دونوں اصحاب کی وجہ سے جلسے کی رونق بڑھ گئی۔

عبیدہ بیگم کی کتاب ''فورٹ ولیم کالج'' کے لیے میں نے محمد حبیب خاں صاحب انجمن ترقی اردو کو لکھ دیا تھا کہ میری طرف سے خرید کر رجسٹری سے آپ کو بھیج دیں۔ بھیج دی ہوگی، کئی ہفتوں کے بعد اس اتوار کو وہ تھوڑی دیر کے لیے ملنے آئے تھے میں ان سے پوچھنا بھول گیا۔ یقین ہے اب تک آپ کو مل گئی ہوگی نہ ملی ہو تو فوراً لکھیے اور ممکن ہو تو براہ راست۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام خیر طلب

مختار الدین احمد

ناظمہ منزل، ٤/٢٨٦ امیر نشان روڈ، علیگڑھ۔۲۰۲۰۰۱

ٹیلیفون: ٤٥١٧

(۲۱)

باسمہ

علی گڑھ **ڈاکٹر مختار الدین احمد**

۸۹/۲/۷

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

دو خط لکھ چکا ہوں کسی کا جواب نہ آیا۔ آپ کا آخری خط مجھے ۱۵/اکتوبر کا لکھا ہوا ملا ہے آپ کو ایک ایر لیٹر ۲۲/نومبر کو لکھا تھا جو ۲۳/دسمبر کو واپس آیا، اس پر کراچی GPO کی مہر ۳/دسمبر کی تھی، وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آئی اسے بعد کو ایک لفافہ میں رکھ کر آپ کو بھیجا اور ایک اور خط لکھا، کچھ نہ معلوم ہوا کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ آپ کا پتا تو وہی ہے جس پر ہمیشہ خط لکھتا ہوں۔

اس وقت صرف یہ پوچھنا ہے کہ فورٹ ولیم کالج والی کتاب آپ کو کسی اور ذریعہ سے ملی یا نہیں۔ ممکن ہے آپ نے حیدر آباد یا کہیں اور سے حاصل کرلی ہو۔ حبیب خاں صاحب (انجمن ترقی اردو دہلی) سے اس یکشنبہ کو بھی میں نے تاکید کی ہے انھیں اب تک دستیاب نہیں ہوئی ہے، کتاب غالباً کسی مشہور پبلشر نے شائع نہیں کی ہے میرا خیال ہے انہیں کسی اکادمی سے

طباعت کے لئے رقم ملی ہے اور کتاب انھوں نے چھاپ دی ہے اور اس کی فروخت کا مصنفہ کوئی معقول انتظام نہیں کرسکی ہیں۔ بہرحال یہ خط آپ کو اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میرا اپنا نسخہ جو ہزاروں بے ترتیب کتابوں میں کہیں گم تھا مل گیا ہے اگر آپ نے کتاب اب تک حاصل نہیں کی ہے تو فوراً لکھیے کہ میں اپنا نسخہ آپکی نذر کردوں۔ جواب براہ کرم فوراً دیجیے۔ ایر لیٹر میں چند سطریں عبدالغنی شمس (کراچی) کے لئے تھیں آپ نے انھیں وہ حصہ بھیج دیا ہوگا۔ ان کا کوئی جواب نہیں آیا اس لئے لکھ رہا ہوں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

خیر طلب

مختارالدین احمد

ڈاکٹر معین الدین عقیل ۴۸۳/B51 کورنگی، کراچی۔ ۷۴۹۰۰

آسانی سے ممکن ہو تو کچھ ٹکٹ لفاف کے لئے بھیج دیجیے گا۔

ناظمہ منزل، ٤/٢٨٦ امیر نشان روڈ، علیگڑھ۔ ۲۰۲۰۰۱

ٹیلیفون: ٤٥١٧

(۲۲)

باسمہ

علی گڑھ

ڈاکٹر مختارالدین احمد

۸۹/۲/۸

محبی سلام مسنون

کل رات ایک خط لکھ کر اندرون شہر بھیجا ہے ایک صاحب کراچی جانے والے تھے۔ صبح کو آپ کا خط ملا۔ معلوم ہوا کہ کتاب کسی اور ذریعہ سے بھی آپ کو نہیں ملی ہے۔

دوپہر کو شمشاد مارکیٹ آدمی بھیجا، معلوم ہوا کتاب ان لوگوں نے ہمارے لیے لکھنو سے منگوالی ہے، کل صبح ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب دھلی جارہے ہیں جہاں جمیل الدین عالی صاحب اور دوسرے حضرات آرہے ہیں۔ اب سہ پہر کو کتاب مسعود صاحب کو بھیج رہا ہوں۔

رسید سے مطلع کیجئے گا۔ والسلام

مختارالدین احمد

عبدالغنی شمس صاحب کو اگر نہ بھیجا ہو تو میرے ایر لیٹر سے وہ سطریں تراش کر بھیج دیجئے، بہت دنوں سے ان کا خط نہیں آیا ہے اس لیے تردد ہے۔ ہاشمی صاحب کو ایک کارڈ لکھ دیجئے، نہ ان کی رسید آئی نہ میگزین اور تحقیق کا شمارہ موصول ہوا، ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم پر ایک نمبر نکلا ہے اسے خاص طور پر بھجوائیں۔

دکتر ظفر اقبال صاحب کو سلام کہیے

ناظمہ منزل، ٤/٢٨٦ امیر نشان روڈ، علیگڑھ۔ ۲۰۲۰۰۱

ٹیلیفون: ٤٥١٧

باسمہ

علی گڑھ ڈاکٹر مختار الدین احمد

۸۹/۲/۱۶

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مؤرخہ ۲۳ جنوری کا شکریہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ میرا خط مورخہ ۲۷ دسمبر آپ کو مل گیا۔

''ناموران علی گڑھ'' (۳) کی رسید ابھی ملی کوئی تین ماہ کے بعد۔ لیکن نہ رسالہ ''تحقیق'' پہنچا اور نہ اورینٹل کالج میگزین۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ رسالے بھیج دیے گئے تھے نہ ملے ہوں تو پھر بھجوادوں، لکھدیا ہے کہ نہیں ملے، بھیج دیجیے۔ یہ ہوئے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب۔

آپ کا خط مجھے ۸ فروری کو ملا عبیدہ بیگم کی کتاب ''فورٹ ولیم کالج'' بار بار کے اصرار اور یاددہانی کے بعد ایجوکیشنل بک ڈپو شمشاد مارکیٹ علی گڑھ نے لکھنو سے منگوائی میں نے ڈاکٹر مسعود حسین خان صاحب کے حوالے کی جو عالمی اردو کانفرنس میں شرکت کے لیے دہلی جارہے تھے کہ کراچی سے آئے ہوئے کسی مستعد اور معتبر آدمی کو دیں جو آپ تک پہنچادے یا محمد حبیب خاں صاحب کے حوالے کردیں۔ موخرالذکر نے آج بتایا کہ انھوں نے جمیل الدین عالی صاحب کو دے دی ہے جو جناب مشفق خواجہ صاحب کی مطلوبہ کتابیں بھی اپنے ساتھ لیے جارہے ہیں۔ آپ کی کتاب بھی انھیں کے پیکٹ میں رکھ دی گئی ہے، عالی صاحب فی الحال نارنگ صاحب کے ساتھ دہلی میں مقیم ہیں اور میرٹھ، جے پور کی سیر کر رہے ہیں جب پہنچیں تو انھیں احتیاطاً ٹیلیفون کرادیجیے۔

مجھے افسوس ہے کہ ہندوستان پاکستان میں اب تک کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہوسکا ہے جس کی بنا پر ایک ملک کی کتابیں دوسرے ملک میں کتب فروش کو جائیں۔ آپ لوگوں کو مفید مطلب کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے اور وقت پر نہ ملنے سے جو تکلیف ہوتی ہوگی اس کا مجھے اندازہ ہے، لیکن کیا کیا جائے؟ رموز مملکت خویش خسروان دانند، خدا کرے کتاب آپ کو جلدی مل جائے مقالہ مکمل ہونے سے پہلے۔ سرسید کے مکتوب فارسی اور اشرف علی صاحب کے انگریزی مضمون کا عکس میں نے بھیجا تھا وہ تو آپ کو مل گیا لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ مکتوب سرسید کا صاف ستھرا عکس (زیروکس کاپی نہیں بلکہ روٹوگراف) آپ برٹش میوزیم سے منگوا سکیں تو بہتر ہوگا۔

صدیق سالک شہید کی salute اور دوسری کتابیں ضرور بھیجیے لیکن اس کا خیال رہے کہ سقوط بنگال پر ان کی انگریزی کتاب "Witness to surrender"، ''پریشر ککر''، ''ہمہ یاراں دوزخ'' انھوں نے خود مجھے اسلام آباد میں پیش کی تھیں انھیں بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ''میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا'' اور'' تا دم تحریر'' میرے پاس نہیں۔ ''ملاقاتیں'' (انتظار حسین) ''ابن انشا'' (ریاض احمد) ''روایت'' (۳) اسلم صاحب لاہور سے بھیج چکے ہیں یہ بھی نہ بھیجے۔ مشفق خواجہ صاحب نے حسب ذیل کتابیں بھیجی ہیں اب ان کی بھی ضرورت نہیں

حیات اقبال۵	حمزہ فاروقی	رسالہ غالب	ا۔۲		
یاران رفتہ۶	یوسف بخاری	نذیر احمد	زیبا		
خطوط رشید	لطیف الزماں	شاخ ہری	عالیہ امام		
خاکستر پروانہ ۷	جلیل قدوائی	حیات مستعار۸	جلیل قدوائی		
ایک صوفی شاعر۹	سہیل بخاری	غایۃ الامکان	متن القضاۃ ہمدانی		
خیر کثیر	قیصر تمکین	شائد ایک آدھ کتاب اور بھی ہو جو طارق مختار کے قبضے میں چلی گئی ہو			

معارف کا وہ شمارہ میں نے آپ کو بھیج دیا تھا جس میں آپ کا مضمون شائع ہوا تھا۔ بہت اچھا مضمون ہے اسے وہاں کہیں چھپوا دیجیے معارف کے بہت محدود نسخے وہاں پہنچتے ہوں گے۔ بریلوی صاحب کا رسالہ العلم۱۰ اب بھی شائع ہوتا ہے تو انھیں ٹیلی فون کر کے پوچھیے ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم پر میں نے ایک مضمون لکھا ہے تھا جو یہاں کے ایک مقامی رسالے تہذیب الاخلاق۱۱ میں چھپا تھا وہاں کتنوں کی نظر سے گزرا ہوگا؟

چند ہی نسخے وہاں بھیجے جاتے ہیں اگر وہ شائع کرنا چاہیں تو لکھیے تو میں اس کی عکسی نقل بھیج دوں۔ مرحوم کا ایک طویل اردو خط بھی میں نے شائع کر دیا ہے۔ وہ اردو میں بہت کم لکھتے تھے اس لیے بھی اس کی اہمیت ہے۔

خواجہ صاحب کی عنایت وتوجہ سے "تکبیر" برابر مل رہا ہے آپ اس میں ادبی خبریں شائع کرتے تھے اگر چہ بہت مختصر ہوتی تھیں لیکن ادیبوں مصنفوں اور ان کی تصانیف کے بارے میں کچھ اطلاعیں مل جاتی تھیں وہ سلسلہ آپ نے یا تکبیر نے کیوں بند کر دیا؟ اگر میرے لکھنے کا کوئی اثر ہو تو صلاح الدین صاحب کو لکھوں۔ شہاب ثاقب۱۲ کہہ رہے تھے کہ سعید اختر خاں صاحب۱۳ صدر شعبہء اردو ہو گئے ہیں؟ کیا وہ پروفیسر بھی ہو گئے ہیں؟ ایسا ہو تو لکھیے گا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے والسلام خیر طلب

مختار الدین احمد

عقیل صاحب! آپ کو، لطف اللہ خاں صاحب اور ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کو خط لکھتے ہوئے بہت شرمندہ ہوتا ہوں۔ آپ لوگوں کا خط کیسا واضح روشن اور خوب صورت ہوتا ہے میری بدخطی سے آپ حضرات کو کیسی کوفت ہوتی ہوگی۔ بہر حال معذرت پیش کرنے کے سوا کیا چارہ ہے۔

(۲۴)

باسمہ

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

DEPARTMENT OF ARBIC
MUSLIM UNIVERSITY ALIGARH

۸۹/۴/۲

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ ۲۲ جنوری مل گیا تھا غالباً ۸ فروری کو۔ اسی دن فورٹ ولیم کالج از عبیدہ بیگم ڈاکٹر مسعود حسین صاحب۱ کے

ذریعہ محمد حبیب خاں صاحب کو بھیجی گئی کہ جمیل الدین عالی صاحب اردو عالمی کانفرنس میں دہلی آرہے ہیں انھیں دے دی جائے۔ اگلے ہفتے حبیب خاں صاحب آئے تو انھوں نے کہا عالی صاحب فی الحال دہلی میں مقیم ہیں، مشفق خواجہ صاحب کے لیے کتابوں کا ایک پیکٹ ان کے حوالے کر دیا ہے اسی میں عقیل صاحب کی کتاب بھی رکھ دی ہے۔ یقین ہے کہ عالی صاحب یا خواجہ صاحب نے کتاب آپ کو بھجوا دی ہوگی۔ آپ کا خط نہ آنے سے تردد ہے۔ اس بات کو ڈیڑھ دو ماہ ہو گئے اور آپ کا کوئی خط نہ آیا۔

آپ کا ایک خط بعد کو موصول ہوا جس میں ناموران علی گڑھ ج ۳ کی رسید تھی اور اس بات کا ذکر کہ آپ کو فورٹ ولیم والی کتاب کا اب تک انتظار ہے حیرت ہوئی خط پر تاریخ دیکھی تو ۱۵ دسمبر دی ہوئی تھی۔ آپ کے ان دوست نے تو غضب کیا کہ کئی ماہ کے بعد خط روانہ کیا۔ میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ یہ خط بہت پہلے کا ہے، کتاب آپ کو مل گئی ہوگی بہر حال میں نے اس کا جواب ۲۶ فروری کو لکھ کر بھیج دیا تھا۔

آپ نے ۱۵ دسمبر کے خط کے ساتھ علامہ میمنی کی ایک تحریر کا عکس بھیجا ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن یہ تحریر تو پروفیسر سید محمد سلیم کو انھوں نے سرٹیفکیٹ کے طور پر لکھ کر بھیجی ہے مجھے استاد مرحوم کے خطوط کی تلاش ہے۔

آپ براہ کرم تحریر فرمائیے کہ یہ کتاب آپ کو ملی یا نہیں؟ اب بھی نہ ملی ہو تو خواجہ صاحب یا عالی صاحب کو ٹیلی فون کیجیے اور نتیجے سے مجھے مطلع کیجیے، میں منتظر رہوں گا۔

فریسہ کو ہم دونوں کا سلام پہنچا دیجیے

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

کیا تکبیر اب نہیں شائع ہوتا، بہت دنوں سے اس کا کوئی شمارہ نہیں آیا

زحمت نہ ہو تو لفافے کے کچھ ٹکٹ بھیج دیجیے گا۔

دکتر معین الدین عقیل صاحب
۵۱/۴۸۳ بی، کورنگی، کراچی ۷۴۹۰۰

(۲۵)

باسمہ

علی گڑھ ڈاکٹر مختار الدین احمد

۸۹/۶/۴

مکرمی دکتر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۱ر اپریل مل گیا تھا جس میں کچھ خوبصورت ٹکٹ بھی تھے بہت ممنون ہوا۔ ایک خط آپ کا اور ملا لیکن وہ کوئی تین ماہ پہلے کا لکھا ہوا تھا، یہ غالباً حیدر آباد سے یہاں آیا تھا اور معلوم ہوتا ہے بہت زمانے کے بعد مرسل کو یاد آیا اور انھوں نے اسے پوسٹ کیا۔

میں اس زمانے میں برابر متردد رہا کہ عبیدہ بیگم کی کتاب اب بھی آپ کو ملی یا نہیں۔ مشفق خواجہ صاحب کو بھی لکھا کہ

اگر حبیب خاں صاحب نے آپ کو پیکٹ بھیج دیا ہے تو یقین ہے وصول کرتے ہی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کی بھیج دیں گے جس کا انھیں سخت انتظار ہے۔

خیر اب تو حبیب خاں صاحب وہیں ہیں یقین ہے انھوں نے آپ کی کتاب خواجہ صاحب یا عالی صاحب سے لے کر آپ تک پہنچادی ہوگی۔ وہ اب تک آئے نہیں ہیں اس لیے پتا نہ چلا کہ کتاب کا کیا ہوا، آپ کا بھی کوئی خط پھر نہ آیا کہ صورت حال معلوم ہوتی۔

ویسے آپ کے لیے شاید ہی وہ بہت مفید ہو، ابتدائی مباحث ہیں اور بعض مصنفین پر انھوں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے آپ یہ ضرور تحریر فرمائیں کہ فورٹ ولیم کالج کے کن مصنفین پر آپ کو نئے معلومات ملے ہیں اور وہ کس قسم کے ہیں۔

بہت عرصہ ہوا میں نے سید حمید الدین بہاری پر ایک مضمون رسالہ ''ندیم'' (گیا) میں شائع کیا تھا غالباً ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ۔ اس کے بعد کچھ اور ان کے بارے میں معلوم نہ ہوسکا ورنہ اضافہ واستدراک کے بعد پھر اسے شائع کروادیتا۔

سالک مرحوم کی ڈھاکہ والی کتاب مل گئی تھی شکریہ ادا کرتا ہوں

''نادم تحریر'' ابھی نہیں موصول ہوئی ہے۔ سرسید پر دونوں مقالے ''رسالہ تقدیر سلطانیہ'' اور ''فہرست کتبخانہ آذر'' ان سبھوں کی رسید بھیج چکا ہوں لیکن احتیاطاً پھر ان کے پہنچنے کی اطلاع دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد۲ اور عبدالحق پر مضامین نقل کرا کے بھیج رہا ہوں ابھی نقل ملی ہے اور آپ کو بھیج رہا ہوں اسے دیکھ نہیں سکا ہوں کہ نقل صحیح ہے یا نہیں؟ آپ ایک نظر ڈال کر العلم، دائرے یا کسی رسالے کو بھیج دیجیے۔

میں انشاء اللہ عمان سے ۲۶/۲۷ جون تک کراچی پہنچ رہا ہوں، معلوم نہیں آپ ائیر پورٹ سے کتنی مسافت پر رہتے ہیں، دل چاہتا ہے آپ ایئر پورٹ پر ملتے اور آپ کے ساتھ اپنے مستقر پر جاتا۔ خواجہ صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ وہ میری پرانی جگہ پر ہی قیام کا انتظام فرمادیں میں اس سال تنہا آرہا ہوں خدا کرے کراچی، کے حالات پرامن ہوں اور آپ لوگ خیر وعافیت سے ہوں۔

''تحفۂ سامی''۳ موقع ہوا تو اپنے ساتھ لیتا آؤں گا۔ امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

(۲۶)

باسمہ

مختار الدین احمد

ایم۔ اے، پی ایچ۔ ڈی (علیگ) ڈی۔ فل (آکسن)

فون: ۳۰۶۸

نائب شیخ الجامعۃ

جامعۂ اُردو،

علی گڑھ

۷/۱/۹۰ء

محبی السلام علیکم

نئے مکان میں منتقلی کی اطلاع کا خط مورخہ ۱۱/۷/۸۹ مجھے مل گیا تھا اور میں نے تہنیت کا خط ۱۲/۲۷ کو بھیج دیا تھا ملا ہوگا۔ دعا ہے کہ یہ نیا مکان آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے ہر طرح باعث خیر وبرکت ہو۔

مالک رام صاحب کے مرتب کردہ مجموعے پر جوانھوں نے حکیم محمد سعید صاحب۲ کی توسط سے آپ کو بھیجا تھا آپ نے اب تک تبصرہ شائع نہیں کیا۔ مالک رام صاحب آپ کو یاد کر رہے تھے۔ ایک تفصیلی تبصرہ یا تعارف لکھ کر دائرے، افکار۳ یا کسی رسالے میں شائع کرا کر انھیں اطلاع کر دیجیے۔

کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ آج کل آپ کیا لکھ رہے ہیں اور کیا مضامین آپ نے اس زمانے میں شائع کیے ہیں۔ اطلاع دیجیے گا۔ قومی زبان۴ میں ان سات آٹھ مہینوں میں کوئی قابل ذکر مضمون چھپا ہو تو لکھیے گا۔ رسالہ اردو۵ کے کوائف سے بھی مطلع کیجیے گا۔

محمد اکرام چغتائی صاحب۶ بعض اہم خطوط ''اردو'' میں شائع کر رہے تھے اس کی کتنی قسطیں شائع ہوئیں؟ کتابی شکل میں اگر چھپی ہوں تو ایک نسخہ بھیجیے گا۔ بڑے اہم خطوط ہیں اور ان کی حواشی بہت قیمتی ہیں۔ لاہور کے جس ادارے میں وہ کام کر رہے ہیں اس کا نام کیا ہے، شاید کچھ بدل گیا ہے۔ ان کا پتا بھی لکھیے گا۔ اشفاق احمد صاحب۸ تو اب وہاں نہیں رہے، یہ اب کہاں ہیں، کیا کر رہے ہیں۔

سرسید وغیرہ پر جو مضامین آپ لکھ رہے تھے وہ مکمل ہوئے یا نہیں۔ فکر و نظر کا آئندہ شمارہ حالی کے لیے مخصوص ہے آپ ان کی زندگی اور ان کے کارناموں کے کسی پہلو پر ایک مضمون ایک ماہ میں لکھ کر بھیج دیں تو شریک اشاعت کر لیا جائے۔ اس کے لیے ہم سب آپ کے ممنون ہوں گے۔ مسعود احمد برکاتی صاحب۹ ٹیلیفون نمبر 676608 اور علی حیدر ملک کو ٹیلیفون پر میرا سلام شوق پہنچا دیجیے۔

نئے سال کی تہنیت قبول فرمایئے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

صدیق سالک مرحوم کی کتاب ''تا دم تحریر'' اور ایک انگریزی کتاب چھپنے والی تھی، شائع ہوتے ہی بھیجیے گا۔

جناب ڈاکٹر سید معین الدین عقیل صاحب

358/15-A-4 Al- Huda Society North karachi, Karachi - 75850

(۲۷)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
Pro-Vice-Chanceller
Jama-i-Urdu
Alıgarh.

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Civil Lines, Aligarh- 202002

Dated ۹۰/۳/۶

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

آپ بہت دنوں سے خاموش ہیں۔ نہ خط لکھتے ہیں نہ خطوں کا جواب بھیجتے ہیں۔ کیا معاملہ ہے کیا مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں یا نئے مکان میں منتقل ہونے کا یہ شاخسانہ ہے۔ سامان تو ہفتے دو ہفتے میں میں ٹھکانے سے لگ بھی جاتے ہیں لیکن

کتابوں کی ترتیب و تنظیم میں اکثر دیر لگ جاتی ہے۔یا پھر آپ کسی ایسی علمی مہم میں مشغول ہو گئے ہیں کہ خط لکھنے کی فرصت مفقود ہے۔

خدا کرے آپ ہر طرح تندرست ہوں اور خیر و عافیت سے والسلام

مختار الدین احمد

مسعود احمد برکاتی صاحب کو ٹیلی فون کر کے میرا سلام کہیے اور یہ پیغام دیجیے کہ حکیم صاحب قبلہ کا نیا سفر نامہ ان سے دستخط کرا کے بھیج دیں۔

جناب دکتر سید معین الدین عقیل صاحب
شعبۂ اردو، کراچی یونیورسٹی

(۲۸)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مورخہ ۲۰ فروری ۴ مارچ کو موصول ہوا۔ڈاکٹر محمد علی اثر کے نام کا خط حیدر آباد بھیج دیا۔آپ کا انگریزی مضمون بھی ملا لیکن قلم، سیاہی وہاں کے ڈاک گھر والوں یا یہاں کے شائقین کو پسند آ گئی اور انھوں نے بطور ''تحفہ'' قبول کیا، لفافہ بھی کچھ پھٹا ہوا پہنچا، لیکن خطوط اور مضمون محفوظ رہے۔

آپ نے بھی غضب کیا کہ ایسی چیز بک پوسٹ بھیج دی، رجسٹری سے بھیجنا چاہیے تھا، لفافہ بھی اتنا چھوٹا تھا اور پیکٹ اس قدر مختصر تھا کہ مہر لگانے والے ہی کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس میں خطوط کے علاوہ کچھ اور بھی ہے۔پچھلا پیکٹ بھی نہیں پہنچا۔بہت افسوس ہوا۔آپ کو کراچی لیتے جانا چاہیے تھا اور اگر کوئی اور انتظام نہیں تھا تو خواجہ صاحب کو بھجوا دیتے، جو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ان سے عام طور پر وہ واقف رہتے ہیں ایک صاحب کراچی سے اسی ہفتے آئے اور خواجہ صاحب کی بھجوائی ہوئی دو کتابیں نظر صدیقی کی دے گئے، قلم اور سیاہی بھی ان کے ساتھ باآسانی آ جاتی۔آپ کا بہر حال ممنون ہوا کہ آپ نے یاد رکھا۔

۴ر کو آپ کا خط ملا، ۵ر کو ایران کی ایک انسائیکلوپیڈیا کی شریف حسین قاسمی [صاحب کے] یہاں میٹنگ تھی، ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو آپ کا خط دے دیا۔دہلی سے آئے تھے ان سے آپ کے مضمون کے بارے میں گفتگو کی، ''نذر نذیر احمد'' کی کمپوزنگ شروع ہو گئی ہے ابھی فارسی کے مضامین کمپوز ہو رہے ہیں، آپ کا مضمون اس میں بھی چھپ سکتا ہے اور میں [نے] ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے بات کی ہے وہ غالب نامہ میں بھی شائع ہو سکتا ہے۔اب آپ جلد لکھیں کہ کہاں چھپوایا جائے۔

مسرت افزا کا وہ نسخہ کب کا لکھا ہوا ہے۔اس کی زیروکس کاپی کی ضرورت ہوگی۔یہ تذکرہ غالب انسٹیٹیوٹ سے چھپنے والا ہے میں نے مرتب کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔نسخۂ آکسفورڈ قاضی صاحب کے پیشِ نظر تھا اب دوسرا نسخہ مل گیا ہے اس سے اختلاف نسخ وغیرہ درج کرلیا گیا ہے۔قاضی صاحب اسے ''معاصر'' میں بالاقساط شائع کر چکے ہیں اپنے مخصوص انداز

میں افسوس یہ ہے کہ صرف ۱۵ آف پرنٹس انھیں مل سکے جسے انھوں نے مجلد کرا دیا تھا ۱۵ روپے قیمت رکھی تھی ایک نسخہ میں نے خرید لیا تھا دوسرے نسخے فروخت ہوگئے یا انھوں نے تحفتہً تقسیم کردیے۔ اب یہ کبریت احمر کا درجہ رکھتا ہے۔ چونکہ تذکرہ بہت اہم ہے اس لیے اس کی اشاعت کی ضرورت ہے فارسی میں کتاب ہے جس کے شائع کرنے والے بہت کم ہیں، لیکن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو اس کی اہمیت کا احساس ہے اس لیے ممکن ہے تذکرہ چھپ جائے بشرطیکہ میں اس طرف جلد توجہ کرسکوں۔ ورنہ اداروں کے انتظامات بدلتے رہتے ہیں کون جانتا ہے کل کون آئے اور اس کی رائے کیا ہو۔

کام قاضی صاحب نے آسان کردیا ہے انھوں نے حواشی وغیرہ نہیں لکھے لیکن متن انھوں نے چھاپ دیا ہے، مقدمہ کتاب پر جیسا ہونا چاہیے، نہیں۔ لیکن اس تذکرے پر ان کا مضمون خواجہ صاحب نے ''رسالہ اردو'' میں شائع کردیا۔

مجھے نسخہ خدا بخش سے آخری بار مقابلہ کرنا ہے اور آپ کی توجہ سے عکس مل جائے تو اس سے بھی مقابلہ کرلوں گا ممکن ہے تفہیم متن میں بھی مدد ملے۔ مرتب کی حیثیت سے اس پر نام قاضی صاحب کا ضرور ہوگا جنھوں نے پہلی مرتبہ مرتب کرکے اسکی اشاعت کا انتظام کیا۔ میرا کام اس میں کتنا ہوگا یہ تو بعد کو دیکھا جائے گا۔

بہر حال ممنون ہوں گا اگر اصل نسخے سے یا عکس سے عکس بنوا کر جلد بھیج دیں

میجر، وہی رنجور ہی ہوں گے۔ آپ کراچی آگئے ہیں تو ڈاکٹر قدرت اللہ قاضی صاحب (اسلام آباد) سے ضرور مل لیجیے یا فون پر بات کرلیجیے۔ وہ رنجور کے خاندان کے بھی ہیں اور ان سے اور ان کی تحریرات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کے مشورے مفید ہوں گے

کلیات عشق ۲ کے بارے میں جلد ہی لکھوں گا

طبیعت بہت مضمحل ہے پھر بھی آپ کو طویل خط لکھ کر اٹھا جواب فوراً دیجیے۔

عید کی تہنیت قبول فرمایے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۹)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
Pro-Vice-Chanceller
Jama-i-Urdu
Aligarh.

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Dodpur, Aligarh- 202002

Dated ۹۰/۳/۲۲ء

مجی عقیل صاحب السلام علیکم

میں آپ کو ۱۳ / مارچ کو ایک خط ذوالفقار مصطفیٰ صاحب ۱ کی معرفت روانہ کرچکا تھا کہ ۵ / فروری کا لکھا ہوا آپ کا خط مجھے ٦ / مارچ کو خیریت آباد (حیدر آباد) سے موصول ہوا۔ ظاہراً آپ کے دوست نے خط روانہ کرنے میں بہت تساہل سے کام لیا۔

افسوس ہوا کہ حالی نمبر پر مضمون لکھنے کی فرصت آپ نہ نکال سکے۔ خیر کوئی مضمون نامورانِ علی گڑھ کی آخری جلد کے لیے لکھ دیجیے گا۔ علی گڑھ کے ہوں اور نامور ہوں۔ حیدرآباد میں سے کسی کا آپ چاہیں تو انتخاب کر سکتے ہیں لیکن آخری دور کے نہیں کہ قدماء پر مضامین شائع ہو چکے یا لکھے جا چکے۔ دو چار نام آپ تجویز کریں تو میں ایڈیٹر سے بات کروں۔ یہ نمبر ابھی زیرِ طبع ہے۔

جی ہاں یاد آیا ''نادمِ تحریر'' آپ نے دی تھی وہ ظاہراً ان کتابوں میں لاہور میں رہ گئی جن کے بھیجنے کا انتظام جاوید طفیل۲ اور ڈاکٹر محمد اسلم ابھی تک نہیں کر سکے ہیں۔ بہرحال سیلوٹ۳ بھیج دیجیے۔ صدیق سالک مرحوم نے دو کتابیں دی تھیں، چاہتا ہوں کہ ان کی سب تصانیف میرے پاس رہیں۔

میرا ایک مضمون ''عبدالحق'' پر ''قومی زبان'' میں اور ''ڈاکٹر ضیاء الدین احمد'' پر رسالہ ''اردو'' میں شائع ہوا ہے۔

آصف فرخی۴ کی کتاب اگر مل جائے تو وہ بھی۔ مشفق خواجہ صاحب نے ابھی حال (ہی میں) جو تکبیر میں اس پر اپنا کالم لکھا ہے۔ یہ آصف فرخی کون ہیں کیا کرتے ہیں ہمارے ڈاکٹر اسلم فرخی کے عزیزوں میں تو نہیں؟

محمد اکرام چغتائی صاحب کو خط لکھوں گا معلوم نہیں وہاں اشفاق احمد صاحب کی جگہ پر اب کون آیا؟

امید ہے آپ بخیر ہوں گے　　　　والسلام

مختار الدین احمد

بھئی آپ کے یہاں کے پتے بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں یاد نہیں رہتے آپ لوگ کرم فرماتے ہیں کہ ہر خط میں تحریر کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید معین الدین عقیل صاحب
۱۵/۳۵۸ ۱۱ے۔۴، شمالی کراچی۔ ۷۵۸۵۰

(۳۰)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
Pro-Vice-Chanceller
Jama-i-Urdu
Aligarh.

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Dodpur, Aligarh- 202002

Dated ۹۰/۵/۶

محبی سید معین الدین عقیل صاحب　　　　السلام علیکم

دائرۃ المعارف الاردنیہ جو عربی میں عمان / اردن سے شائع ہو رہی ہے اس کی پہلی جلد حرف الف کے مقالات پر مشتمل اب پریس جانے والی ہے۔ ابھی خیال آیا اس میں سید امیر علی پر ایک مضمون ضرور ہونا چاہیے مضمون نہیں مضمونچہ۔ آپ ان سے واقف ہیں اچھی طرح آپ کے لیے ایک سوانحی مقالہ لکھنا آسان ہے اس میں ان کے کارناموں اور تصانیف کا ذکر بقیدِ سنین و مطبع ہو اور آخر میں مراجع کی فہرست۔ اردو میں لکھ کر کسی سے عربی میں ترجمہ کرا لیجیے یا پھر انگریزی میں لکھیے کہ عمان میں

اس کا ترجمہ ہو جائے۔ تین نسخے مضمون کے ٹائپ کرا لیجیے ایک اپنے پاس رکھیے ایک مجھے بھیجیے اور ایک اچھی کاپی صاف ستھری ڈائرکٹر کو بھیج دیجیے ان کا پتا یہ ہے

الدکتور احسان عباس jordan Univ

عمادۃ البحث الاسلامی AMMAN

عمان/الاردن jordan

آپ کو اور مقالے بھی لکھنے ہیں لیکن اس وقت حرف الف پر مشتمل اندراجات کی ضرورت شدید ہے۔ سر سید احمد پر کسی مناسب اسکالر کی تلاش ہے آپ بتائیے آپ ان پر لکھنے کے لیے وقت نکال سکیں گے؟ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ زندہ ہوتے تو ان سے لکھوالیتا

سید امیر علی پر ایک فل اسکیپ صفحہ انگریزی کا کفایت کرے گا۔ سر سید، ان کی تحریک، پر ان کے رفقا پر کم از کم آٹھ دس صفحے دیے جا سکتے ہیں۔ براہ کرم جلد مطلع فرمائیں اور سید امیر علی پر لکھنے کی تیاری شروع کر دیں۔

ڈاکٹر اسلم فرخی نے محمد حسین آزاد پر مضمون لکھ کر بھیج دیا ہے چار پانچ مضامین وہ اور لکھ رہے ہیں، جالبی صاحب سے اردو ادب پر اور مسعود حسین صاحب سے اردو زبان پر مضامین لکھوا رہا ہوں۔ اس سے [ان کو] بھی اطلاع دیجیے گا کہ حرف الف کے کن شعرا و ادبا اور مشاہیر پر آپ آسانی سے لکھنے پر آمادہ ہیں؟ شخصیتیں اہم ہوں اور ایسی کہ عرب دنیا کو ان سے دلچسپی ہو یا ان کے بارے میں انھیں ہم واقف کرانا چاہتے ہوں۔ اب ان کے یہاں بیشتر اصحاب سید امیر علی سے واقف نہ ہوں گے لیکن (یہ۔زائد) ھندستان کی اہم شخصیتوں میں ان کا شمار ہے اس لیے عربوں کو بھی ان سے ضرور واقف ہونا چاہیے

جی ہاں خطوط غائب ہوتے رہتے ہیں اور اس دور اختلال میں خاص طور پر لیکن زیادہ تر وہ جو کسی کے ذریعے بھیجے گئے۔ ڈاک سے براہ راست خطوط میرے تجربے کی بنا پر کم سے کم ضائع ہوتے ہیں۔

آپ کے تین خط اس وقت میرے سامنے ہیں:

مورخہ ۲۹/ اکتوبر ۸۹ پتے کی تبدیلی کے متعلق ۱۰/۱۱ کو موصول ہوا ۷/۱۱ کو جواب کیا

۵/ فروری ۹۰ بابت نذر مختار، عالی، صدیق سالک ۱۳/۳ کو آیا ۳/۲۳ کو جواب دیا گیا معرفت ذوالفقار مصطفیٰ صاحب۔ ۶/ مارچ ۹۰ کا خط دستی آپ کو ملا لیکن ۲۲/ مارچ کے خط کے بارے میں جو پروفیسر جمیل احمد خاں صاحب صدر شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی آپ کو بھیجا ہے وہ معلوم نہیں آپ کو ملا یا نہیں۔ جمیل خاں صاحب اور عطیہ خلیل عرب کے جوابات نہیں آئے۔

مکتوب مورخہ ۱۷ مارچ مل گیا تھا یہ غالباً جاوید اختر کی معرفت آپ نے بھیجا ہے۔ جواب میں چند سطور لکھ رہا ہوں

''کتاب نما'' ۲ میں آپ کا مضمون دیکھا تھا سبھوں کو پسند آیا لکھتے رہیے۔

''ناموران علی گڑھ'' ج ۳ حصہ دوئم مطبع میں قریب التکمیل ہے شائع ہوتے ہی بھیجا جائے گا۔ علی گڑھ تاریخ ادب اردو کا کوئی نسخہ اب تک نہیں مل سکا۔ خواجہ صاحب برابر طلب کرتے رہے لیکن میں فراہم نہ کر سکا جب وہ خود تشریف لائے تو کسی طرح نور الحسن نقوی نے (غالباً کسی دفتری سے) ۲۵۰ میں ایک نسخہ ان کے لیے حاصل کیا اب اس کے پاس کوئی نسخہ نہیں میں کوشش کرتا رہوں گا۔

تبصرہ آپ نے لکھا؟ سلیوٹ ابھی تک نہیں آئی۔ ڈاکٹر ظفر اقبال جاپان سے کب تک واپس آرہے ہیں؟ غلام رسول مہر۳، قاضی صاحب، رشید صاحب کے خطوط تلاش کر کے عکس بھیجیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختارالدین احمد

اس سال انشااللہ سعودی عربیہ اور بنگلہ دیش جانے کا پروگرام ہے۔

آپ کے یہاں آنا ممکن نہ ہو سکے گا اور پھر ایسے حالات میں کوئی کیا [illegible]

نئی اچھی کتابوں کی کم از کم خبریں ہی بھیج دیا کیجیے گا کیٹلاگ آپ نے جاوید اختر کی معرفت کون سا بھیجا تھا لکھیے گا انھوں نے ضرور دیا تھا لیکن اس وقت یاد نہیں آرہا ہے۔

(۳۱)

باسمہ

ڈاکٹر مختارالدین احمد

علی گڑھ

یکشنبہ

۹۰/۸/۵

مکرمی سید معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

گرامی نامہ ملا تھا جس سے اطلاع ملی تھی کہ آپ سفر حج و زیارت کے (لیے) تشریف لے جانے والے ہیں۔ ڈاکٹر ظفر اقبال کا جاپان سے خط اسی مضمون کا آیا تھا۔ اس سال میں بھی حاضر ہوا تھا، آپ دونوں کو بہت تلاش کیا لیکن بیس لاکھ کے مجمع میں کیا پتہ چلتا۔ میں ھندستانی کونسل جنرل کا مہمان تھا اور سفارت خانے کی اس عمارت میں مقیم تھا جس کی پہلی منزل میں شارع ابراہیم (مسفلہ) پر PIA کا دفتر تھا، اکثر نگاہ اس طرف اٹھ جاتی تھی کہ شائد آپ واپسی کے ریزرویشن کے لیے وہاں آئے ہوں۔ بہر حال ہماری طرف سے مبارک باد قبول فرمایئے خدا آپ کے اور ہمارے حج کو شرف قبولیت بخشے۔

٦ رمئی کو میں نے آپ کو لکھا تھا کہ دائرۃ المعارف الاردنیہ کے لیے سید امیر علی پر ایک مضمون لکھ دیجیے اور موقع ہو تو اس کا وہاں عربی میں ترجمہ کرا کے مجھے بھیج دیجیے تین ماہ گزرنے پر بھی مضمون موصول نہیں ہوا۔ سید امیر علی پر دو صفحے آپ کے لیے لکھنے کیا مشکل ہیں! عربی میں ترجمہ نہ ہو سکے تو انگریزی میں لکھ کر ٹائپ کرا کے آپ مضمون مجھے بھیجنے کے بجائے براہ راست چیف ایڈیٹر کو ہوائی رجسٹرڈ ڈاک سے بھیج دیجیے کہ انہیں جلد مل جائے۔ پہلی جلد جس میں یہ مضمون جانا چاہیے اب مطبع جانے والی ہے۔

پتا یہ ہے: الدکتور احسان عباس، عمادۃ البحث الاسلامی عمان/اردن شہر اور ملک کا نام انگریزی میں بھی لکھ دیجیے گا۔

کیا دکتر ظفر اقبال سعودی عربیہ سے کراچی آئے تھے؟ امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختارالدین احمد

ڈاکٹر سید معین الدین عقیل

ناظمہ منزل، ٤/٢٨٦ امیر نشان روڈ، علیگڑھ۔ ۲۰۲۰۰۱

ٹیلیفون: ٤٥١٧

باسمہ

ڈاکٹر مختار الدین احمد

علی گڑھ
یکشنبہ
۹۰/۸/۲۶ء

عقیل صاحب مکرم　　السلام علیکم

مکرمت نامہ مؤرخہ ۷/اگست کو کراچی سے روانہ ہو کر یہاں ۲۴/کو وصول ہوا یعنی پورے ۱۶ دنوں کے بعد۔ اس کی وجہ یہ بھی رہی ہوگی کہ اگرچہ لفافے پر آپ نے By Air Mail لکھ دیا تھا لیکن محصول =/4 ادا کیے گئے تھے اس لیے بحری یا خشکی راستے سے آیا۔ ہوائی محصول زیادہ ہوگا۔ بہر حال دیر سویر آپ کا خط مل گیا۔ ڈاک گھر کی نئی شرح بھی معلوم کر لیجیے۔

آپ کا کوئی خط مجھے ایسا وصول نہیں ہوا جس کا جواب میں نے آپ کو نہ لکھا ہو۔

۲۶ اکتوبر ۸۹ کا خط ۱۰/نومبر کو ملا (جس میں آپ نے اپنا نیا پتا تحریر کیا تھا) ۱۲/۲۷ کو جواب دیا

۵/فروری ۹۰ کا موصولہ از خیریت آباد ۱۳/مارچ کو ملا جس کا جواب ۲۳/کو دے دیا

۲۷/مارچ ۹۰ کا جواب ۶/مئی کو میں نے لکھ دیا تھا۔

ان خطوط کے علاوہ ایک خط آپ کو ۷/جنوری کو لکھا تھا سید امیر علی پر مضمون لکھنے کے لیے یہ ڈاکٹر محمد اسلم نے لاہور سے بھیجا ہوگا۔ اسی مضمون کے تقاضے کا ایک خط ۱۰ ماہ رواں کو آپ کو تحریر کیا ہے جو ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی صاحب نے اسلام آباد سے آپ کو بھیج دیا ہوگا۔

بھئی یہ آپ کے یہاں کی Dollar کیسی سیاہی ہے کہ قلم ہی نہیں چلتا۔

اس وقت آپ کا ۷/اگست کا خط پیش نظر ہے جس کا جواب اختصار سے دے رہا ہوں

سید امیر علی پر انگریزی میں مضمون لکھیے ۸۰۰ الفاظ کا، کچھ بڑھ بھی جائے تو ایسا مضائقہ نہیں یہ مقالہ نہ ہو انسائیکلو پیڈیا کے مضامین کی نوعیت ہو، الفاظ کم مفہوم زیادہ۔ مختصر حالات لکھیے ان کے کارناموں پر روشنی ڈالیے اور ان کی اگر سب نہیں تو اہم تصانیف کا ذکر کیجیے مع سنین اشاعت و مقامات اشاعت۔ حوالے مختصر طور پر مضمون کے اندر بریکٹ میں دیتے جایئے، آخر میں مکمل فہرست مصادر۔ اگر آپ اردو میں لکھ کر کسی معقول آدمی سے ترجمہ کرا کے بھیجیں تو سبحان اللہ یہ ممکن نہ ہو (تو) پھر انگریزی میں لکھیے وہاں ترجمہ ہو جائے گا۔

تین ٹائپ شدہ نقلیں تیار کیجیے ایک براہ راست ڈاکٹر احسان عباس عمادۃ البحث الاسلامی جورڈن یونیورسٹی عمان/جورڈن کو رجسٹرڈ ہوائی ڈاک سے بھیج دیجیے، ایک نقل مجھے بھیج دیجیے اور ایک اپنے پاس رکھیے۔ پتا انگریزی میں لکھیے۔ یہ مضمون میں اس لیے بھی آپ سے لکھوانا چاہتا تھا کہ آپ ان سے واقف ہیں آپ کو معلومات جمع کرنے اور حالات تلاش کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ان کی تاریخ اسلام کا ترجمہ اردو میں تقسیم ہند سے پہلے غالباً لاہور سے چھپا تھا اس کا ذکر کر دیجیے اور اگر کسی اور کتاب کا ترجمہ چھپا ہو تو اس کا

بھی ذکر ضروری ہے۔ان پر اگر کتاب لکھی گئی ہے یا مضمون لکھا گیا ہے تو فہرست مراجع میں ذکر آنا چاہیے۔

پہلی جلد حرف الف پر مشتمل پریس جانے والی ہے اس لیے انھیں عجلت ہے

حج و زیارت حرمین شریفین پر دلی مبارک باد قبول فرمایئے۔ میں بھی بیگم صاحبہ کے ساتھ ۲؍جون کو گیا تھا اور ۱۵؍ جولائی کو واپس آیا۔ آپ کو اور ڈاکٹر ظفر اقبال کو آنکھیں ڈھونڈتی رہیں ہر جگہ لیکن اتنے بڑے مجمع میں کیا پتا چلتا۔ میں سفیر کبیر ھند کا مہمان تھا اس لیے سفارت خانے کی ایک عمارت میں شاہراہ ابراھیم پر ٹھہرا ہوا تھا جس کی پہلی منزل پر PIA کا دفتر تھا اور فوراً ہی بعد لاہور ہوٹل۔ نگاہیں اکثر PIA کے دفتر اٹھ جاتی تھیں کہ آپ لوگ شائد ریزرویشن کرانے آئیں بہر حال خدا آپ کا اور ہمارا حج قبول فرمائے اور مناسک کی ادائی میں جو کمیاں رہ گئی ہوں ان سے درگزر کرے۔

مانچیسٹر کے کتابخانے کی بعض کتابوں پر جو تحریریں نے ''معاصر'' سہ ماہی میں شائع کی تھی اس کے نوٹس اب میرے پاس نہیں ہیں اس لیے عمارات دہلی کا مصنف کون ہے فی الحال بتا نہیں سکتا۔صرف یہ معلوم ہے کہ نسخے کی کتابت ۱۸۵۴ میں ہوئی اور اس کا نمبر وہاں (ھندستانی:۳۷) ہے۔ مضمون ''معاصر'' حصہ ۱۰ میں شائع ہوا ہے، آپ وہاں کے لائبریرین سے پوچھیے فوراً جواب آئے گا۔ انگلستان، ھندستان پاکستان تو ہے نہیں۔اردو کتابوں کی اس زمانے میں فہرست نہیں چھپی تھی فل اسکیپ سائز کے ایک رجسٹر پر کتابوں کے نام یا تو ٹائپ کیے ہوئے تھے یا تو ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے۔میں اپنے آکسفوڈ کے مقالے کے لیے مواد جمع کرنے گیا تھا اس لیے فارسی اور اردو کی ساری کتابوں کو توجہ سے نہیں دیکھ سکا ورنہ تفصیلی مضمون لکھتا۔

اگر آپ لائبریرین کو خط لکھیں تو براہ کرم پوچھیے کہ دیوان مبتلا و عشق (فارسی ۲۱۹) کی ضخامت کیا ہے اور اس میں صرف فارسی کلام ہے یا اردو اشعار بھی ہیں۔ایک دوست کو ان اطلاعات کی ضرورت ہے۔یہ بھی پوچھیے گا کہ صرف مائکروفلم ملتی ہے یا زیروکس کاپی یا فوٹوگرافک ری پروڈکشن بھی حاصل ہوسکتی ہے اور تینوں کے نرخ کیا ہیں! یعنی پورے دیوان کی فلم، زیروکس کاپی یا فوٹو پر کیا خرچ آئے گا۔

نامورانِ علی گڑھ کا تعلق اب ڈاکٹر نورالحسن نقوی سے نہ رہا اب فکر و نظر کے ایڈیٹر شہریار صاحب[۲] ہیں نامورانِ علی گڑھ کی کوئی جلد اس زمانے میں شائع نہیں ہوئی ہے مدتوں سے سن رہا ہوں کہ پریس میں ہے۔

اب آپ (کو) صدیق سالک کی کتاب سلیوٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں، بہت انتظار کر کے کراچی ہی کے ایک دوست کو لکھا انھوں نے کتاب بھیج دی ہے ان کی کوئی نئی کتاب چھپے تو ضرور بھیجے۔فی الحال اگر آسانی سے ممکن ہو تو کشور ناھید[۳] کے بارے میں جو کتاب ''نئے زمانے کی برہمن'' چھپی ہے (تکبیر ۲۳؍اگست ص ۳۲) وہ بھیج دیجیے۔ ویسے تو خواجہ صاحب جس کتاب پر کالم لکھتے ہیں دل چاہتا ہے اسے ایک نظر دیکھوں، لیکن آخر کتنی منگواؤں اور احباب کو کس قدر زحمت دوں۔

لیجیے اب ورق بھی تمام ہوا اور آپ کے خط کا جواب بھی۔اب اجازت دیجیے امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

باسمہ

علی گڑھ ڈاکٹر مختار الدین احمد

۹۰/۹/۲۰

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مورخہ ۶ ستمبر، ۱۷ ماہ حال کو موصول ہوا یعنی گیارہویں دن، ہر چند آپ نے لفافے پر By Air لکھ دیا تھا لیکن ٹکٹ چار روپے کے چسپاں تھے اس لیے یہ خط معمولی ڈاک سے آیا۔ بہر حال پہنچ گیا۔

ڈاکٹر احسان عباس کا خط عمان سے نہ آیا ہو تو آپ اس کا خیال نہ کیجیے سید امیر علی پر صفحے دو صفحے کا مضمون اس طرح کا لکھ دیجیے جس طرح عام طور پر انسائیکلو پیڈیا میں مضامین لکھے جاتے ہیں یعنی الفاظ کم اور مطالب زیادہ۔ سوانح حیات ہو، ان کی تصانیف کا ذکر ہو، سنین و مقامات اشاعت کے ساتھ، ان پر مختصر گفتگو اور پھر ان کے بارے میں ان کے کارناموں کا ذکر کر دیجیے مراجع تفصیلی ہوں سنن و مقامات اشاعت کے ساتھ۔

مضمون میں جس جگہ حوالہ دینا ہو وہیں بریکٹ میں کتاب کا نام اور صفحہ لکھ دیجیے۔ یہاں سنین اشاعت کی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں میں کسی خط میں لکھ بھی چکا ہوں اور عمان سے جو ہدایات پہلے آچکی ہیں ان کا بھی خیال رکھیے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ جلد لکھ کر اس کی ایک کاپی ڈاکٹر احسان عباس کو ہوائی رجسٹرڈ ڈاک سے براہ راست بھیج دیجیے اور ایک کاپی مجھے بھی بھیج دیجیے۔ ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیجیے۔ مضمون ٹھیک ہے انگریزی ہی میں لکھیے۔

''علی گڑھ تاریخ ادب اردو'' کا آپ نے اچھا کیا عکس بنوالیا، اس پر کیا لاگت آئی، زیروکس مشین تو یونیورسٹی کے مختلف شعبوں میں ہوگی۔ ناموران علی گڑھ ج ۳ حصہ دوم ابھی تک نہیں چھپی۔

میں قائم خان قائم[۱] مصنف مثنوی گوہر نگار (سے) جس کا دیوان ۱۲۷۰ء میں چھپا ہے واقف نہیں۔ آپ ایسی باتیں مجھ سے پوچھتے ہیں کراچی میں مشفق خواجہ صاحب جیسا محقق موجود ہے۔ جالبی صاحب کا کتب خانہ بہت وسیع ہے ممکن ہے انھیں کچھ معلوم ہو کہ وہ تاریخ ادب اردو پر عرصے سے کام کر رہے ہیں دیوان قائم[۲] نول کشور پریس کا چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ اشپرنگر[۳] کے اردو ترجمے میں قائم کا مختصر ذکر ہے لیکن اس کی مراد قائم چاند پوری[۴] سے ہوگی۔ میں نے اپنے نسخے میں لکھ رکھا ہے کہ دیوان رام پور میں محفوظ ہے۔ لیکن یہ قائم چاند پوری کا دیوان ہوگا۔ ویسے میں عرشی زادہ[۵] کو خط لکھ کر پوچھتا ہوں لیکن ان کا جواب آجانا ضروری نہیں۔

انجمن میں جو ''نین سکھ'' کا اردو دیوان ہے اس شاعر کے بارے میں آپ کی معلومات کیا ہیں؟ آپ نے اچھا کیا کہ تذکرہ مسرت افزا مرتبہ ف ع د کے بارے میں پوچھ لیا کہ مجیب قریشی[۶] نے اردو میں جو یہ تذکرہ چھاپا ہے اس میں شعرا کے بہت سے اشعار درج ہیں جو قاضی صاحب کے مرتبہ اڈیشن میں نہیں۔

اصل یہ ہے کہ قاضی صاحب نے ان شعرا کے جن کے دیوان چھپ چکے ہیں یا جن کے اشعار مشہور تذکروں میں ملتے ہیں حذف کر دیے ہیں۔ میرے اصرار پر بھی کہ سب اشعار رہنے دیجیے وہ اپنی رائے پر قائم رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ جیسے

اصحاب کو الجھن پیدا ہوئی۔ مجیب قریشی صاحب کا ترجمہ میں نے خریدنے کی کوشش نہیں کی کہ اصل فارسی متن میرے پاس موجود تھا۔

قاضی صاحب نے تو بالاقساط یہ تذکرہ معاصر میں شائع کیا کچھ فرمے انھوں نے فاضل چھپوائے تھے مجلد کرا کے 15/= اس کی قیمت رکھی تھی، میرے پاس وہی ہے۔ بعد کو ڈاکٹر سید امیر حسن عابدی صدر شعبہ فارسی دہلی یونیورسٹی کے علم میں اس تذکرے کا دوسرا نسخہ آیا انھوں نے کتبخانہ خدابخش میں اسے فروخت کرادیا۔ میں نے بہت محنت کر کے اس نسخے کا مقابلہ مطبوعہ تذکرے سے کیا اور تمام اشعار جو حذف کر دیے گئے تھے نقل کرائے۔ ویسے دونوں نسخوں میں بنیادی فرق جہاں تک یاد آتا ہے کچھ خاص نہیں، نسخہ آکسفورڈ میں بعض جگہ بیاضیں نہیں تھیں ایک ایک مصرع کہیں غائب تھا میں نے اس کی تکمیل کی اور مختصر حواشی کے ساتھ کتابی شکل میں شائع کرنے کا خیال کیا اس لیے بھی کہ قاضی صاحب کے پاس چند ہی نسخے مکمل تھے۔ میرے پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ مطبع کی غلطی سے ایک دو بار ایسا ہوا کہ فاضل فرمے اس تعداد میں نہ چھپ سکے جس کی فرمائش قاضی صاحب نے کی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب نامکمل رہی اور پندرہ بیس نسخے ہی مکمل ہو سکے

میرے ارادے کا جب انھیں علم ہوا تو انھوں نے حسب دستور فرمایا کہ میں خود اسے باضابطہ ایڈیٹ کر کے شائع کرنا چاہتا ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ وہ مرتب کر سکے نہ میں پھر اس کی طرف توجہ کر سکا، ورنہ میرا اڈیشن اس وقت بازار میں ہوتا۔ قاضی صاحب خدا ان کی مغفرت فرمائے مجھ پر بہت کرم فرماتے تھے لیکن وہ اتنے کام ہاتھ میں لے لیتے تھے کہ اس کی تکمیل ان کے بس میں نہیں [رہتی] تھی۔ یہی حال مثنویات مصحفی کا ہوا۔ ۳۶ ۳۷ میں وہ خود مرتب کرنا چاہتے تھے کچھ کی نقل آرزو جلیلی مرحوم سے انھوں نے کرائی، کچھ میں نے ان کے لیے نقل کی، آرزو جلیلی کی نقل کا حساب تک مجھے یاد ہے۔ خدابخش کے اصل نسخے سے ایک بار مجھ سے مقابلہ بھی کرایا، پھر میں ۱۹۴۳ میں علی گڑھ آ گیا۔ دس پندرہ سال تک جب انھوں نے توجہ نہیں کی تو میرا پرانا شوق جاگا اور علی گڑھ اور دوسرے مقامات کے نسخوں کی تلاش میں سرگرداں رہا کچھ نقل کا کام بھی کیا، انھیں معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی ناراضی کا اظہار کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مثنویات مصحفی میں مرتب کر کے شائع کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے لکھا ضرور شائع کریں اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ لطیفہ یہ ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد پٹنہ میں مجھے معلوم ہوا اب ایک لڑکی اسے مرتب کر رہی ہے اور اس پر ڈاکٹریٹ کے لیے کام کر رہی ہے اور قاضی صاحب مدد فرما رہے ہیں، مجھے کچھ رنج ہوا لیکن میں نے انھیں شائد اس سلسلے میں کچھ لکھا نہیں۔ اس بات کو دس سال ہو گئے ہوں گے، ڈاکٹریٹ تو اسے مل گئی ہوگی، اگر اس نے کام مکمل کر لیا ہو، لیکن کتاب غالباً اب تک شائع نہ ہو سکی۔

ان کا علم بہت وسیع تھا اور حافظہ بے پناہ لیکن کچھ اپنی علالت اور کچھ علمی مسائل میں انتہائی احتیاط اور اپنے ایک مخصوص طریقہ کار کی وجہ سے علم و ادب کا بہت نقصان ہوا۔ وہ اپنے علم اور اپنی فراغت سے جو فائدہ دنیائے ادب کو پہنچا سکتے تھے شائد پورے طور پر نہ پہنچا سکے متعدد کتابیں وہ لکھنی چاہتے تھے جیسے مصحفی پر انشاء پر اور دوسرے مصنفین پر، کتنے موضوعات پر وہ مضامین لکھنا چاہتے تھے یہ میں جانتا ہوں۔ کتنے ہی مضامین ان کے غیر مکمل پڑے رہے۔ مصحفی پر جو طویل مقالہ انھوں نے پٹنہ کی اورینٹل کانفرنس میں پڑھا وہ اسی وقت شائع کر دیتے تو بہتوں کا بھلا ہوتا لیکن وہی خوب سے خوب تر کی تلاش میں ۹۰ سال کی زندگی انھوں نے گزار دی لیکن مقالہ چھپ نہ سکا نہ کتاب لکھ سکے۔ دیوان مصحفی کی آٹھوں جلدوں کا انتخاب انھوں نے غالباً آل احمد سرور صاحب کی فرمائش پر کیا تھا، ان سے کچھ اختلاف ہوا تو انتخاب کا مسئلہ بھی ختم ہوا۔ انتخاب کیا تھا وہ میں بتاؤں: پوسٹ کارڈ سائز کے کاغذ پر پینسل سے اشعار لکھے تھے کہتے تھے چار دیوان کا انتخاب کر لیا ہے ممکن ہے میری گفتگو کے بعد کام آگے بھی

انھوں نے بڑھایا ہو، بہر حال ایک زمانے میں میں نے دیکھا کہ دس بیس ورق باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کانفرنس والے مضمون کا جو انھوں نے مصحفی پر لکھا تھا ایک بار ذکر کیا، کہنے لگے اس کے کچھ اوراق غائب ہو گئے ہیں۔ پان سات سال کے بعد دریافت کیا تو کہنے لگے اب اس کے صرف چند اوراق محفوظ رہ گئے ہیں۔

اب آپ کو کیا بتاؤں محمد عابد دل عظیم آبادی کا دیوان اس وقت تک مفقود تھا انھوں نے بہت محنت کر کے تذکروں سے (جن میں بعض یورپ میں تھے اور اس وقت تک غیر مطبوعہ جیسے شورش، عشقی کے تذکرے، تذکرہ مسرت افزا وغیرہ) ۴۰۰ اشعار جمع کیے تھے ان اجزاء کی کتابت بھی ہوگئی تھی جہاں تک مجھے یاد ہے منیر الدین مرحوم نے جو پٹنہ کے مشہور کاتب تھے اس دیوان کی کتابت کی تھی مقدمہ لکھنا چاہتے ہوں گے نہ لکھ سکے ہوں گے یا اس کی ممکن ہے کتابت بھی ہوگئی ہو، یہ سب کا پیاں ضائع ہوگئیں اور مطبع نہ بھیجی جاسکیں۔

تذکرہ عشقی کا ایک نسخہ ان کے پاس تھا آکسفورڈ کے نسخے کا عکس جب پٹنہ پہنچا تو وہ اسے مرتب کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کچھ اوراق (پوسٹ کارڈ سائز سے کچھ بڑی تقطیع پر) مجھے انھوں نے دکھائے تھے۔ چند اوراق میرے پاس رہے جہاں تک یاد آتا ہے کاتب کا صفحہ نمبر بھی پینسل سے لکھا ہوا تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ تذکرے کی کتابت بھی ہو چکی تھی۔ میں نے کہا اس پر اختلاف نسخ اور حواشی نہیں ہیں۔ فرمایا وہ بعد کو آخر میں شایع ہوں گے۔ یہ تذکرہ وہ نہ چھاپ سکے کلیم الدین احمد، اس موضوع کے آدمی نہ تھے لیکن انھوں نے دو تذکرے (شورش، عشقی) چھاپ تو دیے اور اب کام کرنے والے اسی سے کام لیتے ہیں۔

ایک بار شاد مقبول احمد کلکتہ یونیورسٹی کا خط انگلستان پہنچا کہ تذکرہ عشقی کی فلم یا عکس بھیج دیجیے یورپ واپسی پر کئی سال کے بعد انھوں نے اسے مرتب کرنے میں میری مدد چاہی، غالباً تذکرہ چھپتا تو ہم دونوں کے نام سے چھپتا۔ میں نے رضامندی کا اظہار کیا لیکن کہا قاضی صاحب سے پوچھ لیجیے۔ مجھے معلوم نہیں، لیکن سمجھ سکتا ہوں ان کا جواب کیا ہوگا۔ پھر شاد صاحب نے ان کی اشاعت کا خیال ہی ترک کر دیا۔

دیوان قدرت کا حال آپ کبھی مشفق خواجہ صاحب سے پوچھیے گا انھوں نے کراچی کے دونوں نسخوں کے عکس انھیں بھیجے، اس سے پہلے نسخہ آکسفورڈ کا عکس میں انھیں بھیج چکا تھا اسرار کریمی پریس میں دیوان کی طباعت بھی شروع ہوگئی ڈاکٹر مسیح الزماں ۸ مرحوم (پروفیسر مسعود حسین رضوی کے خویش) طباعت کے نگراں تھے۔ دیوان چھپا، مقدمہ ظاہر ہے مکمل ہونے میں تاخیر پر تاخیر ہوتی گئی پریس نے خط پر خط لکھے کہ صاحب جلد یہ کام ختم کرائیے ورنہ رکھے رکھے سارے فرمے خراب ہو جائیں گے۔ مزید تاخیر ہوتی گئی مطبع کے مالک سے میں ملا ہوں بہت معقول آدمی تھے لیکن انتظار کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ مجھے غالباً ان کی وفات کے بعد پتا چلا پروفیسر محمد احمد صدیقی صدر شعبہ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی کے بیٹے ڈاکٹر سراج الآفاق کو لکھا کہ تمھارے ابا نے مالک مطبع سے اپنے گھر پر میری ان کی ملاقات کرائی تھی تمھارے مکان کے پاس ہی مطبع ہے، کتاب کی شیرازہ بندی نہ ہوئی ہو تو تم تلاش کر کے چار پانچ ان فرموں کے جمع کر کے مجھے بھیج دو۔ جواب آیا کہ جب قاضی صاحب کی طرف سے آخری خط کا بھی جواب نہ آیا تو مالک مطبع نے سارے فرمے ردی خریدنے والوں کے حوالے کر دیا (دیے) ان کے پاس جگہ بھی نہیں تھی کب تک اور کہاں انھیں محفوظ رکھتے۔ اس عرصے میں مسیح الزماں کا بھی انتقال ہو گیا ورنہ ان سے پوچھتا کہ شائد دیوان

قدرت کے پروف ہی ان کے پاس محفوظ ہوں یا کوئی چھپا ہوا نسخہ!

شاد مقبول احمد (کلکتہ) سے ان کے بہت اچھے مراسم تھے وہ غالباً کسی کام سے پٹنہ گئے ہوئے تھے کتاب چھپنی شروع ہو گئی تھی وہ ۸، ۸ صفحوں کے دو ابتدائی فرمے اپنے ساتھ لیتے گئے، جہاں تک میں سمجھتا ہوں قاضی صاحب نے اس لیے دیے ہوں گے کہ قدرت کے منتخب دیوان جو کلکتہ میں محفوظ ہے اس سے مقابلہ کریں۔ دیوان کے یہ اوراق جن میں سے کچھ ان کے پاس نہیں انھوں نے مجلد کرا دیے ہیں۔ میری فرمائش پر انھوں نے مجھے بھیج دیا تھا [دیئے تھے] جو بہت دنوں تک میرے پاس رہا [رہے]۔

کراچی میں مجھے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب اسے مرتب کرنا چاہتے ہیں میں نے انھیں لکھا کہ دیوان قدرت کا ایک انتخاب نہایت خوشخط لکھا ہوا ایشیاٹک سوسائٹی میں محفوظ ہے آپ نے نہ منگوایا ہو تو منگوا لیجیے، پھر مطبوعہ اوراق (مرتبہ ق ع و) کی زیروکس کاپی بنوا کر اس پر ایک مختصر سا نوٹ لکھ کر بھیج دیا جو انھیں مل گیا۔ پھر اصلی مطبوعہ اوراق جو مجلد تھے میں نے پروفیسر شاد مقبول احمد کو واپس کر دیے۔

ہاں قاضی صاحب ''مسرت افزا'' پر ''تفصیلی حواشی'' لکھنا چاہتے تھے وہ معاصر ہی میں شائع ہوتے لیکن وہ نہ لکھ سکے اس کا دوسرا نسخہ ان کی زندگی میں کتبخانہ خدا بخش میں آ گیا تھا انھوں نے ایک صفحہ بھی نہیں شائع کیا۔

برہان قاطع اور دوسرے رسائل کا حال آپ کو معلوم ہے اس کی دوسری جلد صرف حواشی پر مشتمل ہونے والی تھی یہ کتاب بیس سال بعد بھی نہ مکمل ہو سکی نہ چھپ سکی۔ برہان تو نہیں لیکن دوسرے رسائل غالباً سرور صاحب کی فرمائش پر میں مرتب کر رہا تھا یہ غالب صدی کا سال تھا اور یونیورسٹی سے سرور صاحب متعدد کتابیں اس سلسلے کی شائع کرنے والے تھے میں نے کبیر احمد جائسی جو اس زمانے میں ریسرچ کر رہے تھے بغیر کسی وظیفے کے، یہ سارے رسائل اجرت پر نقل کرائے کئی سو صفحوں میں (اجرت سرور صاحب نے یونیورسٹی کے فنڈ سے ادا کی تھی) میں نے قاضی صاحب کو اس کی اطلاع دی ان کا خط آیا کوئی اور کام کیجیے۔ یہ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ خود شائع کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال دوسری جلد مشتمل پر حواشی نہ شائع ہو سکی کم از کم پہلی جلد تو شائع ہو گئی۔ لیکن یہ کارنامہ اصل میں ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کا ہے جو اس زمانے میں بہار میں گورنر تھے کلیم الدین احمد صاحب نے قاضی صاحب کے لیے پوری اسکیم ان کے نوٹس کی مدد سے بنا کر دے دی تھی جس میں غالب کی ساری تصانیف کی اشاعت کا پروگرام درج تھا۔ ذاکر صاحب چاہتے تھے، کلیم صاحب اس زمانے میں محکمہ تعلیمات میں DPI تھے اس لیے بہار کی حکومت نے اسکیم منظور کر لی اور پہلی قسط ۱۸ ہزار کی ادارہ تحقیقات اردو کو بھجوا دی۔ ذاکر صاحب برابر قاضی صاحب کو متوجہ کرتے رہے دہلی میں ظل احمد عباسی اور غالباً نارنگ رفاروقی نے طباعت میں مدد کی اس لیے وہ جلد بھی شایع ہو سکی لیکن بغیر ان کے تفصیلی مقدمے اور آخری جلد میں حواشی و تعلیقات کے یہ اڈیشن نامکمل رہا۔

ایک بار ان کا خط آیا کہ میں حواشی کی جلد علی گڑھ میں بیٹھ کر مکمل کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ وہاں ضروری کتابیں ہیں، قیام کا انتظام کر دیجیے، میں نے انتظام کر دیا وہ تشریف لائے دو چار ہی دنوں کے بعد علی یاور جنگ مرحوم کے ساتھ طلباء کے تصادم کا سانحہ ہوا بہر حال چند دن رہ کر وہ چلے گئے غالباً دہلی۔

دوسری بار آئے تو انھوں نے اطلاع دی کہ حواشی کی دوسری جلد تو ضرور مکمل کروں گا لیکن فی الحال پہلی جلد پر مقدمہ لکھ دیا ہے مجھے انھوں نے پڑھنے کو دیا بہت اچھا عالمانہ مقدمہ تھا اور مفید معلومات پر مشتمل۔ کوئی ۱۶ صفحات ان کے ہاتھ کے

لکھے ہوئے تھے۔ میں بہت خوش ہوا۔ کتاب چھپ کر آئی تو صرف ایک صفحے کی تمہید چھپی ہوئی تھی، کہنے لگے وہ میں نے مسترد کر دیا ان معلومات کو حواشی میں لے آؤں گا اور حواشی کا جو حال ہے آپ کو معلوم ہے کہ نہ لکھ سکے اور نہ شائع کر سکے۔

ان کے مضامین کتنے قیمتی ہوتے تھے انھوں نے کبھی مرتب کر کے شائع کرنے کی کوشش نہیں کی، کلیم الدین احمد مرحوم کو خیال ہوا انھوں نے بہت محنت و توجہ سے مضامین جمع کیے (کچھ قاضی صاحب سے بھی ملے) وہ بہار اردو اکیڈمی کے نائب صدر تھے (صدر وزیر اعلیٰ حکومت بہار ہوتا ہے) اکیڈمی کی طرف سے ۸ جلدوں میں مقالات کی اشاعت کا انھوں نے منصوبہ بنایا۔ پہلی جلد شائع ہوئی۔ اس زمانے میں غلام سرور وزیر تعلیم ہوئے انھوں نے بھی قاضی صاحب کو متوجہ کیا کہ اپنے سارے مضامین کلیم الدین احمد صاحب کو دے دیں یہ جلدیں حکومت کی مالی امداد سے شائع ہو جائیں گی اگر اکیڈمی کو بھی مزید مالی امداد کی ضرورت ہوئی۔ انھوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ =/5000 معاوضہ بھی آپ کو ملے گا۔ پہلی جلد چھپ کر آئی تو قاضی صاحب کلیم سے ناراض ہوئے کہ اس میں غلطیاں رہ گئی ہیں طباعت کی، پھر استدراک کے طور پر میں کچھ تصحیح و اضافہ کرنا چاہتا تھا آپ نے اس کا موقع نہیں دیا۔ کلیم صاحب جانتے ہوں گے کہ اگر مطبوعہ فرمے ان کے پاس گئے تو وہ اس قدر تاخیر کریں گے کہ اکیڈمی کی طباعت کا پورا شیڈول بگڑ جائے گا۔ پہلی جلد کے بعد کچھ تعلقات دونوں کے ایسے ہوئے کہ یہ کام آگے نہ بڑھ سکا۔ تعلقات بعد کو اتنے خراب ہو گئے کہ ایک بار جب میں قاضی صاحب کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی نے مجھے اپنے یہاں کھانے پر بلایا جو اس وقت بہار کے گورنر تھے۔ اس زمانے میں بہار اکیڈمی کے نائب صدر کی توسیع یا کسی نئے آدمی کو اس جگہ پر مقرر کرنے کی گفتگو ہو رہی تھی۔ جب میں قدوائی صاحب کے یہاں جانے لگا تو انھوں نے ایک لفافہ مجھے دیا کہ قدوائی صاحب کے ہاتھ میں دوں اور ان سے جواب کے لیے کہوں اس لیے کہ میں کئی خط لکھ چکا ہوں اور ان کا جواب نہیں آیا۔ قدوائی صاحب نے میرے سامنے خط کھولا جس میں لکھا تھا سنا ہے بہار اکیڈمی کے لیے آپ کلیم الدین احمد اور جسٹس خلیل احمد میں کسی ایک کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں۔ کلیم صاحب بالکل بے عمل آدمی ہیں اکاڈمی تباہ ہو جائے گی اور دوسرے کے بارے میں لکھا کہ ان کی کوئی علمی و ادبی حیثیت نہیں اور میرا ذاتی علم ہے کہ مالی معاملات میں وہ بھروسے کے لائق نہیں، قدوائی صاحب نے مسکرا کر کہا کہ کلیم صاحب کو میں کل ہی نائب صدر بہار اردو اکیڈمی بنا چکا ہوں انھیں خط بھی لکھ دیا ہے اور آج تو وہ آفس میں بیٹھے ہوں گے۔ (مجھ سے کہتے تھے کہ ایک بار دو ڈھائی سو روپے مجھ سے لیے اور تقاضا پر کہنے لگے میں نے واپس کر دیے ہیں) یہ صاحب ان کے بہت قریبی دوستوں میں تھے مشہور ایڈوکیٹ تھے اور اس زمانے میں قاضی صاحب کے بھائی قاضی محمد سعید مرحوم اور وہ برسوں ایک ہی مکان میں رہے بعد کو وہ اڑیسہ کے چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ وہ چاہتے تھے کہ اڑیسہ نہ جائیں بہار کے چیف جسٹس بنا دیے جائیں۔ قاضی صاحب انھیں لے کر دہلی آئے اور فخر الدین علی احمد ۹ سے جو غالباً صدر مملکت ہو چکے تھے سفارش کی کہ انھیں اڑیسہ کے بجائے بہار کا چیف جسٹس مقرر کرا دیجیے فیصلہ غالباً انھی کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن جہاں تک یاد آتا ہے کاغذی معاملات بہت حد تک آگے بڑھ چکے تھے، کچھ اور مجبوریاں بھی ہوں گے وہ بہار کے تو نہیں لیکن اڑیسہ کے چیف جسٹس مقرر ہوئے اس زمانے میں قاضی صاحب نے انھیں اپنے گھر مدعو کیا تھا اور بڑا اہتمام کیا تھا، میں اس میں شریک تھا۔

آپ جانتے ہیں میں قاضی صاحب کے مداحوں میں ہوں۔ اوپر جو کچھ بھی لکھا خاص طور پر ان کے کام کرنے کے طریقوں اور طرز فکر کے بارے میں اس سے آپ کو یقین [illegible] مائے گا کہ اپنی خاص قسم کی طبیعت کی وجہ سے انھوں نے اپنا بھی

نقصان کیا (جس کی انھوں نے کبھی پروانہیں کی) اور علم وادب کو ان سے اتنا فیض نہیں پہنچا جس قدر وہ پہنچا سکتے تھے۔ یہ خط تو قاضی نامہ ہو گیا اسے مشفق خواجہ صاحب کو ضرور پڑھوا دیجیے گا اور ممکن ہو تو اس کی زیروکس کاپی بنوا کر مجھے بھیج دیجیے شائد ان پر کبھی لکھنا ہو۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۳۴)

باسمہ

علی گڑھ

۹۱/۱/۱۹

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

ہم لوگ بخیر ہیں دو ڈھائی ماہ عجیب عالم میں گزرے، امید ہے آپ بھی بخیر و عافیت ہوں گے کچھ نہیں معلوم اس زمانے میں آپ کیا کرتے رہے کیا لکھتے رہے۔

مجھے یادگار بجنوری مرتبہ محمد فاتح فرخ مرحوم طبع کردہ سول اینڈ ملٹری پریس (کراچی، ۱۹۴۶) کی سخت ضرورت ہے۔ چھوٹی سی کتاب ہے معمولی کتابت وطباعت ہے، آپ کے پاس ضرور ہوگی نہ ہو تو احباب سے پوچھیے، لائبریری میں دیکھیے، انجمن میں اس کا نسخہ ضرور ہوگا۔ اس پر مولوی عبدالحق کا بہت اچھا مقدمہ ہے اور ان کی زندگی میں شائع ہوا ہے اس لیے ان کے ذاتی کتابخانے یا انجمن میں اس کا نسخہ ضرور ہوگا۔ براہ کرم اس کی زیروکس کاپی بنوا کر رجسٹری سے بھیج دیں۔ ممنون ہوں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

خیر طلب

مختارالدین احمد

تذکرہ گلدستۂ سخن شائع کردہ منشی نول کشور (مطبوعہ ۱۸۷۵) پر ڈاکٹر ظفر اقبال صاحب نے جاپان سے ایک تمہید لکھی تھی اور تذکرے کا خلاصہ کر دیا تھا۔ اسے میں نے اردو ادب (انجمن ترقی اردو) کے رسالے میں شائع کرا دیا ہے۔ اردو ادب آپ کے پاس نہ جاتا ہو تو تذکرے کا ایک آف پرنٹ آپ کو بھیج دوں ویسے یقین ہے وہ خود آپ کو بھجوائیں گے۔

سرور صاحب کی خودنوشت سوانح حیات اس ہفتہ شائع ہو گئی ہے۔ میں نے ابھی نہیں دیکھی کسی دن شمشاد مارکیٹ جاؤں گا اگر آپ کی دلچسپی اس کتاب سے گہری ہو تو مطلع فرمایئے ایک نسخہ خرید کر آپ کو بھجوا دوں گا خورشید صاحب کے خطوط بھی چھپوانے والے ہیں بہت اچھے خط ہیں۔

دکتر سید معین الدین عقیل
A۱۵/۳۵۸ الہدیٰ سوسائٹی
کراچی۔75850

(۳۵)

باسمہ

Phone 23068

اُردو | جامعۂ
Ref. No............. | Aligarh ۹۱/۲/۱۲ء

مکرمی سلام مسنون

مؤرخہ ۳ ملا ممنون ہوا۔ یادگار بجنوری کا عکس بھیج کر آپ نے مزید ممنون کیا۔ رسید ۲، چند دن پہلے بھیج چکے تھے لیکن آپ کے نسخے میں غلط نامہ بھی ہے۔

خیراب باقی میں ''گلدستہ سخن'' بھیج رہا ہوں جرنل بھی کل منگوالیا ہے ارسال خدمت ہے رسید سے مطلع فرمائیں۔

ناموران حصہ چہارم میں مزید دو ماہ لگیں گے۔

امید ہے آپ سب بخیر ہوں گے والسلام

مختارالدین احمد

دکتر سید معین الدین عقیل
۱۵/۳۵۸ 4A، الھدیٰ سوسائٹی
کراچی۔75850

☆لطیف الزماں خاں
(ملتان)

(۳۶)

باسمہ

Prof. M.D. Ahmed
HEAD

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGRAH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH

Dated ۹۱/۲/۶ء

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۶/جنوری ۴/فروری کو موصول ہوا۔ آپ نے جس محبت سے میرے حالات پوچھے ہیں اور یہاں کی افتاد سے جس تردد کا اظہار کیا ہے اس سے بہت متاثر ہوا۔ کیا لکھوں، فیض کا ایک شعر یاد آرہا ہے:

اک گردن مخلوق جو ہر حال میں خم ہے
اک بازوئے قاتل ہے کہ خون ریز بہت ہے

عمان/اردن آپ نے سید جالب دہلوی پر مقالہ بھیج دیا خوب کیا، لیکن مجھے تو اطلاع دے دیتے میں نے ڈاکٹر احسان عباس کو لکھ دیا تھا کہ مقالہ پہنچنے والا ہے اعزازیہ بھیجنے میں تاخیر نہ ہو، بحمدہ آپ تک پہنچ گیا، کتنا انھوں نے بھیجا؟ ڈالر کی شکل میں یا آپ کو پاکستانی روپے ملے۔

جی ہاں نین سکھ اکا اردو دیوان جاپان سے میرے پاس آگیا ہے آج کل دیکھ رہا ہوں ایک نسخے سے مرتب کرنا کسی

قدیم شاعر کے دیوان کو ایک مشکل کام ہے، بہر حال چاہتا ہوں کہ یہاں کہیں شائع ہو جائے۔

تذکرہ گلدستۂ سخن کا مسودہ انھوں نے بھیجا تھا اسے میں نے اردو ادب کے تازہ شمارے میں شائع کر دیا ہے، اشعار مرتب نے نکال دیے ہیں پھر بھی اس کا مطالعہ مفید ہوگا، کچھ باتیں تو اس سے معلوم ہو جاتی ہیں اور کیا معلوم کسے کن معلومات کی تلاش ہے۔ سیاح شاگرد غالب پر میں نے غالب نامہ میں مضمون شائع کیا تھا اس وقت یہ تذکرہ پیش نظر نہ تھا مل جاتا تو کچھ امور کا اضافہ کر دیتا۔

قائم خاں قائم کے بارے میں میں نے آپ سے کیا پوچھا تھا جس کے بارے میں مشفق خواجہ بھی لاعلم ہیں مجھے اس وقت یاد نہیں، لکھیے گا۔

قاضی صاحب کے پاس مسرت افزا[۲] کا کوئی نسخہ نہ تھا، جو شمس کے اشعار کی نقل انھوں نے منگوائی تھی جب وہ اس کا دیوان مرتب کر رہے تھے۔ پھر بعض شعرا کے تراجم اور اشعار کا عکس میں نے آکسفورڈ سے انھیں بھیج دیا تھا نسخہ باڈلین (اوکسفورڈ) کا مکمل عکس پروفیسر کلیم الدین صاحب نے پٹنہ یونیورسٹی لائبریری کے لیے منگوایا تھا۔ یونیورسٹی کے رجسٹرار سہائے ان کا شاگرد تھا اس کی وجہ سے اخراجات عکس یونیورسٹی کی طرف سے ادا کرانے میں آسانی ہوئی۔ کتبخانہ خدا بخش میں شائد تذکرے کا عکس نہیں اس کی مائیکروفلم کاپی ہے۔ مجیب قریشی صاحب کا ترجمہ[۳] میں نے نہیں دیکھا، یعنی دیکھا ہے[۱] کا مطالعہ نہیں کیا میرے پاس قاضی صاحب کے مرتب کردہ اجزا ہیں جو قسط وار معاصر میں شائع ہوئے تھے۔ مجیب صاحب نے پیش نظر یہ رہا ہوگا اور چونکہ قاضی صاحب نے بہت سے اشعار حذف کر دیے تھے مترجم نے وہ تذکرے کے عکس سے داخل کر دیے ہوں گے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے پچھلے خط میں کیا لکھا تھا، لیکن اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ جب مجھے اطلاع ملی کہ مسرت افزا کا ایک نسخہ کتبخانہ خدا بخش کو حاصل ہو گیا ہے تو میں نے مطبوعہ نسخے کا اس سے مقابلہ کرایا اور محذوفات اپنے نسخے پر درج کر دیے۔ متن اس طرح بہت صحیح اور مکمل ہو گیا ہے لیکن اتنی فرصت نہیں ملی کہ مختصر حواشی اور مقدمہ لکھ کر چھپوا دوں۔

ناموران علی گڑھ کی تین جلدیں تو آپ کو بھیج چکا ہوں، کل شہریار صاحب سے پوچھا تھا چوتھی جلد کی ابھی تک کتابت ہو رہی ہے لیکن چند مہینوں میں شائع ہو جائے گی، بھیج دوں گا، اس میں کوئی زحمت نہیں ہوگی، یونیورسٹی پبلیکیشنز میں اور شمشاد مارکیٹ میں عام طور پر فروخت ہونے آجاتی ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ کوئی مناسب آدمی لے جانے والا مل جائے۔ ڈاک سے بھیجنا خطرے سے خالی نہیں، مجبوری کی اور بات ہے۔

رضا لائبریری[۴] جرنل کے لیے میں بوجوہ نثار احمد فاروقی صاحب[۵] کو نہیں لکھ سکتا، حکومت کے اخراجات پر چھپا ہے اور تقسیم کے لیے ان کے اپنے قواعد و ضوابط ہیں، ممکن ہے وہ نہ بھجوا سکیں، میرے پاس ایک نسخہ ہے لیکن اس میں کچھ اوراق سادے چھپ گئے ہیں (یعنی ایک دو فرمے ایسے ہیں کہ دوسری طرف نہیں چھاپے جا سکے اور دفتری نے غلطی سے ان اوراق کو اٹھا کر رسالے کی جلد بندی کر دی) میں یہ کروں گا کہ سادہ اوراق کی جگہ دوسرے نسخے سے زیروکس بنوا دوں گا کہ آپ کا نسخہ مکمل ہو۔ معلوم ہوا اس کی اشاعت بند ہو گئی، وجہ اعتراضات، آپس کے اختلافات جن سے ہماری ملت کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور بکھرتا جا رہا ہے۔

کیا ڈاکٹر اسلم فرخی صاحب کراچی سے کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ خط کتابت میں بڑے پابند ہیں متعدد خطوط لکھے کسی کا جواب نہ آیا یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ انجمن ترقی اردو پر انھوں نے مقالہ، عربی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے لیے عمان

راردن بھیج دیا یا نہیں۔ ملیں تو میرا اسلام کہیے اردو اور قومی زبان کے شمارے کوئی چھ ماہ سے نہیں آئے۔ کہیے رجسٹری سے بھجوائیں۔

ضروری بات یہ ہے کہ آپ کو حال ہی میں ایک رقعہ یادگار بجنوری مرتبہ فاتح فرخ مطبوعہ کراچی کے حصول کے لیے لکھا تھا، اب زحمت نہ فرمائیں۔ ایک کرم فرمانے اس کا مکمل عکس بھیج دیا ہے۔ ہاں میر حسین فگار بیاض مرتبہ اکرم چغتائی مل جائے تو وہ بھیج دیجیے۔ لطیف الزماں خاں صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ لاہور گئے تو کتاب کے حصول کی کوشش کریں گے۔ اگر آپ بھیجیں تو انھیں ملتان کے پتے پر اطلاع کر دیں۔

والسلام

مختارالدین احمد

دکتر معین الدین عقیل
A۱۵/۳۵۸-۴
شمالی کراچی۔75850

(۴۷)

باسمہ

علی گڑھ
۱۰/۴/۹۱ء

مکرمی ڈاکٹر سید معین الدین عاقل (عقیل) صاحب السلام علیکم

کوئی تین ہفتے ہوئے سرور صاحب کی خودنوشت سوانح حیات، ایک اردو تذکرے گلدستہ سخن کا جسے ڈاکٹر ظفر اقبال نے مرتب کیا تھا، آف پرنٹ اور ایک اور کتاب مکتبۂ جامعہ شاخ علی گڑھ سے پیکٹ بنوا کر رجسٹری سے آپ کو بھجوایا ہے، رسید نہ آنے سے تردد ہے۔ براہ کرم فوراً اطلاع دیجیے کہ تینوں چیزیں آپ کو مل گئیں۔ ممکن ہے آپ کراچی نہ ہوں، حیدرآباد چلے آئے ہوں یا کہیں اور سفر پر گئے ہوئے ہوں اس لیے آپ کے خط آنے میں تاخیر ہو رہی ہے، یا پھر ممکن ہے آپ نے اپنا خط کسی غیر ثقہ قاصد کے حوالے کر دیا ہو جسے اب تک میرے پاس اسے بھیجنے کی توفیق نہیں ہوئی ہو، یہ سب امکانات ہیں، اب آپ کا خط آئے تو تردد دور ہو۔

ابھی اپنی ڈائری دیکھی، آپ کا خط اور تین کتابیں تحریک آزادی، تحریک ہجرت۲ اور عکس یادگار بجنوری ۲۔ ۳رفروری کی روانہ کردہ مجھے ۱۱رکو ملیں، ۲۷ فروری کو کتابوں کی رسید (بھیج دی)، ابھی جواب باقی ہیں، ظفر اقبال کے مرتب کردہ تذکرے کا آف پرنٹ اور رضا لائبریری جرنل کا پارسل رجسٹری سے روانہ کیا گیا ہے۔ جرنل کا نسخہ رام پور سے ایک دوست کے ذریعہ منگوایا تھا۔ اور اتفاق سے پارسل بنوانے سے پہلے آگیا اس لیے اسے بھی بھیج دیا۔ فاروقی صاحب نے لکھا ہے کہ جرنل کی اشاعت التوا میں پڑ گئی ہے۔

ناموران علی گڑھ کا تیسرا حصہ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔

ظفر اقبال صاحب کو دہلی سے دو تین آف پرنٹس اس وقت ہوائی ڈاک سے بھجوا دیے گئے تھے جو شائد میری ہدایت پر ایک اپنے پاس رکھ کر جاپان کی جامعات کو بھیج دیے ہوں گے۔ پاکستان میں آپ پہلے آدمی ہیں جنھیں اس کا نسخہ پہنچا ہے اگر دو نسخے اور مل گئے تو جمیل جالبی صاحب اور مشفق خواجہ صاحب کو بھجواؤں گا ورنہ اردو ادب کے اس شمارے کے دو نسخے خرید کر انھیں بھیج دوں گا۔ ویسے وہ کوئی اہم تذکرہ نہیں ہے لیکن آپ لوگوں کے پاس بہرحال رہنا چاہیے۔

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کو ایک مجموعہ مضامین صدر شعبہ اردو پیش کرنے والے تھے اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے آپ کو۔ شعبہ اردو کے احباب اور پروفیسر ابوالخیر کشفی[۴] اور پروفیسر ریاض الاسلام صاحب[۵] سے ملاقات ہو تو میرا سلام شوق پیش کر دیجیے۔ کشفی صاحب کو اطلاع کر دیجیے گا کہ انھوں نے جو کتاب مجھے بیدار صاحب کے ذریعے بھیجی ہے اس کے بارے میں بیدار صاحب کا چار پانچ ماہ ہوئے خط آیا تھا کہ آپ کا نسخہ میرے پاس ہے، کسی مناسب آدمی کے ذریعے علی گڑھ بھیج دوں گا۔ انھیں شائد اب تک کوئی مناسب آدمی نہیں ملا۔ کشفی صاحب سے کہیے گا کہ آپ کا قاصد بہت سست رفتار نکلا۔

عافیت اور اپنے اور جامعہ کے علمی کوائف سے مطلع کیجیے گا والسلام

مختار الدین احمد

(۳۸)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED Tel. : 4517

Pro-Vice-Chanceller

Jama-i-Urdu

Aligarh.

NAZIMA MANZIL

4/286, Amir Nishan Road

Dodpur, Aligarh- 202002

Dated یکم رمئی ر۹۱ء

مکرمی دکتر سید معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کو ایک خط کچھ دن ہوئے لکھ چکا ہوں کہ نگار دہلوی[۱] کی بیاض مرتبہ ڈاکٹر اکرام چغتائی کا عکس بھیج دیجیے۔ ان صاحب کو غلط فہمی ہوئی میں نے انھیں لکھا تھا کہ بجنوری کی تحریرات نظم و نثر مطبوعہ کراچی کے عکس دو دوستوں نے بھیج دیے ہیں یعنی آپ نے بھی کرم فرمایا اور سید نے بھی اس کا عکس مرحمت فرمایا۔ میں نے دو تین اور دوستوں کو بھی لکھ رکھا تھا۔ اب میں نے ان بزرگ کو لکھا تھا کہ براہ کرم فلاں فلاں صاحب کو ایک سطری کارڈ بھیج دیں کہ بجنوری کی کتاب کا عکس مل گیا ہے اب بھیجنے کی زحمت نہ فرمائیں۔ انھوں نے آپ کو نگار کے کلام کے عکس کے بارے میں لکھ دیا کہ اب بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی ضرورت ہے بھیج دیجیے۔

''ادیب'' کی اشاعت اب ۱۴ ہزار کے قریب ہے خوشی ہوئی کہ آپ کو مل رہا ہے۔ ''الفاظ'' اچھا رسالہ تھا اب مدت سے شائع نہیں ہوا، ابوالکلام قاسمی[۲] اور نور الحسن نقوی[۳] بہت توجہ سے نکالتے تھے اب اسد یار خاں مالک ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ کا کتابوں کا کاروبار اتنا بڑھ گیا ہے کہ انھیں اب رسالے سے دلچسپی نہیں رہی۔

ہاں ناموران علی گڑھ جلد سوم کا حصہ دوم چھپ گیا ہے آج شہریار صاحب سے اس کے تین نسخے منگوائے ہیں ایک مشفق خواجہ صاحب کے لیے دوسرا آپ کے لیے تیسرا جلیل قدوائی صاحب[۴] کے لیے۔ یہاں ابھی یہ نسخہ شائع نہیں کیا گیا ہے اس لیے میرا نسخہ بعد کو آئے گا۔ وائس چانسلر صاحب سے اس کی تقریب رونمائی کرانے کے بعد یہ نسخہ عام کیا جا سکے گا۔ کل وہ آئے تھے میں نے ان سے کہا میں آپ لوگوں کے لیے منگوا رہا ہوں اور باہر بھیج رہا ہوں یہاں کسی کو ابھی نہیں دکھاؤں گا چنانچہ اب یہ نسخہ اسلوب صاحب کے ذریعہ آپ کو بھیج رہا ہوں وہ خواجہ صاحب کے حوالے کریں گے وہ آپ کو ٹیلی فون کریں گے اور آپ اپنا نسخہ لے جائیں گے۔

بس یہ سلسلے کی آخری کڑی ہے۔اس کا افسوس ہے۔ بہت سے لوگ چھوٹ گئے ہیں اور میں چاہتا تھا ایک دو جلدیں اور مرتب ہو جاتی، لیکن اس کی امید بہت کم ہے شہریار صاحب فکر ونظر کا فی الحال حال نمبر شائع کر رہے ہیں۔

انھیں اس کتاب کی رسید بھیج دیں گے اور شکریہ کا خط بھی۔

تکبیر بہت دنوں سے نہیں آیا ہے اب خواجہ صاحب کا کالم اس میں نہیں چھپتا اس لیے اب اس میں پہلی جیسی دلچسپی بھی نہیں رہی ہاں آپ کے یہاں کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں لیکن ایسے کہ پڑھ کر کبھی کبھی تکلیف ہی ہوتی ہے۔ مشفق خواجہ صاحب تو خیر مصروف آدمی ہیں، آپ نے بھی کبھی یہ نہیں لکھا کہ اب وہ جنگ کے لیے کالم لکھتے ہیں۔ایک دوست وہاں سے آئے ہیں اور انھوں نے یہ خبر سنائی ہے۔افسوس کہ جنگ بھی یہاں کہیں نہیں آتا۔

میں جون میں ان شاء اللہ ڈھاکا یونیورسٹی ایک دیوان کے لیے جا رہا ہوں میرا اصل مقصد تو یہ ہے کہ یونیورسٹی لائبریری اور حبیب الرحمان کلکشن دیکھ لوں۔اور جولائی میں عمان جاؤں گا۔کراچی اس سال آنے کی توقع بہت کم ہے اس سال ،آپ کے یہاں موسم بھی اس زمانے میں خراب ہوگا

اسلوب صاحب ۸۔۱۰ دن تو کراچی میں ضرور رہیں گے۔خط اور ایک آدھ کتاب بھیجنا چاہیں تو ان کے ہاتھ بھیج دیں۔

آپ کو لکھا تھا کہ کراچی یونیورسٹی کے رجسٹرار سے مل کر پوچھیے کہ وہ ڈی۔لٹ (اردو) کا مقالہ اب تک کیوں نہیں آیا، میں نے منظوری کا خط ہوائی رجسٹری سے بھیجا تھا۔کسی صاحب نے دیوان افضل اڈٹ کیا ہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۳۹)

باسمہ

Prof. M.D. Ahmed ALIGARH

Dated ۲۲/۷/۹۱ء

محبی ڈاکٹر سید معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مورخہ ۱۸ر مئی مل گیا تھا۔ میں ۳ر کو عمان راردن گیا تھا اور ۱۱ر کو علی گڑھ واپس آ گیا۔حجاج کی اب بھی سعودی عربیہ میں کثرت ہے ایسے موقعوں پر سفارت خانے ویزا نہیں دیتے ورنہ ممکن تھا وہاں کی حاضری کے بعد آپ کے یہاں بھی آتا۔گرمی بھی شدید تھی اور آپ کے یہاں حالات بھی غیر مستقیم نظر آئے اس لیے نہ آ سکا اور آپ احباب سے مل کر جو ہر مرتبہ مسرت حاصل کرتا تھا اس سے اس سال محروم رہا۔اب بشرط صحت و زندگی دو سال کے بعد ہی ملاقات ہو سکے گی ۔ہاں آپ ھندستان تشریف لائیں تو ملاقات ہو سکتی ہے۔

دسمبر میں ایوان غالب دھلی کی طرف سے غالب پر سیمینار منعقد ہوگا اگر آپ اس میں ایک مقالہ لکھ کر سیمینار کے موضوع پر، پڑھنے اور شریک ہونے کا ارادہ کریں تو دعوت نامہ بھجوایا جائے۔ یہاں آپ آئیں گے تو دھلی سے حیدر آباد بھی جا سکیں گے اگر یہ سفر آپ کر سکیں تو فوراً لکھیے ،اس لیے کہ آپ لوگوں کو حکومت کی اجازت ملنے میں بہت وقت لگ جاتا ہے اس کے لیے پہلے سے کوشش کرنی ضرور ہے۔

اسی سیمینار کے لیے ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو ایک بار مدعو کیا تھا وہ مضمون لکھ کر آنے پر بالکل تیار، لیکن انھیں اسلام آباد سے اجازت نامہ اس دن حاصل ہوا جس دن یہاں سیمینار شروع ہونا تھا۔ ویزا اور ریزرویشن کے سارے معاملات فوراً حل نہیں ہو سکتے تھے اس طرح ان کا سفر ملتوی ہو گیا۔

پچھلے سال میں نے ابوالکلام سیمینار میں دو صاحبوں کو علی گڑھ مدعو کرایا، حکیم مسعود احمد برکاتی (ہمدرد، کراچی) اور کراچی ہی کے ایک اردو کے استاد اور ادیب حیدر ملک، برکاتی صاحب تو آ گئے دوسرے دوست انھی ضابطوں کی اڑچنوں کی وجہ سے غالباً وقت پر اجازت نامہ حاصل نہ کر سکے۔

میں نے جو بات آپ کو افضل والے مقالے کے سلسلے میں لکھی تھی وہ کونفیڈنشل تھی، اس کا تذکرہ یقین ہے آپ نے اوروں سے نہیں کیا ہوگا، آپ نے لکھا ہے مقالہ بھیجا جا چکا ہے اب ایک ماہ اور گزر گیا اب تک موصول نہیں ہوا، معلوم نہیں کیا صورت حال ہوئی۔

بہر حال اس بات کی اطلاع فوراً دیں کہ یہ کون سے افضل ہیں۔ میری دلچسپی شاہ محمد افضل الہ آبادی (صاحب سجادہ نشیں درگاہ شاہ اجمل الہ آباد) سے ہے۔ دیوان ان کا ہے یا کسی اور افضل کا؟ اگر ان کا ہے تو اس کا نسخہ کہاں ہے۔ اگر ممکن ہو تو نسخے کی کیفیت اور اس کے اندراجات سے آگاہی فرمائیں۔

کلام فگار کے عکس کی رسید بھیج چکا ہوں۔ آپ کی کتاب کا ایک نسخہ ملا تھا وہ دوسرے ہی دن بھجوا دیا گیا اور اس کی رسید بھی آ گئی۔ کیا یہ کتاب آپ نے مجھے بھیجی تھی؟ کراچی کے کسی رسالے سے آپ کی ایک اور کتاب کی اشاعت کی اطلاع ملی تھی۔ آگہی کے دو شمارے بھی ملے اچھے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جلیل قدوائی صاحب کا مضمون غالب کے الحاقی کلام پر بہت دلچسپی سے پڑھا۔ یہ آفتاب زبیری صاحب وہی ہیں جو تقسیم ہند کے وقت علی گڑھ میں تھے اگر وہی ہوں تو کبھی ملیں تو انھیں میرا اسلام کہیے اور یہ پیغام دیجیے کہ وہ مجھے بھول گئے ہوں میں انھیں نہیں بھولا ہوں۔ ان کا پتا بھی لکھیے گا۔ ڈاکٹر ظفر الحسن صاحب نے جدید اردو کلکتہ کا اشاریہ بنا کر شائع کرنا شروع کیا ہے، یہ خوب کیا۔ کیا یہ رسالہ ۱۹۹۰ء تک جاری رہا؟ مجھے تو یاد بھی نہ تھا کہ اس میں میری چار تحریریں شائع ہوئی ہیں، اور نہ یہ خیال تھا کہ مختار الدین آرزو بھی کوئی صاحب اس رسالے کے مضمون نگاروں میں تھے۔ لیکن یہ قسطیں بہت مختصر ہیں اس طرح تو کئی سال لگ جائیں گے اس کی تکمیل میں جس طرح مضمون کی کتابت کرائی گئی ہے اس میں زیادہ صفحات مطلوب ہوں گے۔

موقع ملے تو مشرف الدین احمد عظیم آبادی کی تاریخ ولادت و وفات لکھ بھیجیے۔ وفات پر مضامین چھپے ہوں گے ان سے معلوم ہو جائے گا۔ ان کے بھتیجے کسی دفتر میں ہیں اور بڑے اچھے فوٹوگرافر ہیں ان سے بھی معلوم ہو سکتا ہے خواجہ صاحب بھی یہ بات بآسانی بتا سکیں گے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مع الاکرام

خیر طلب

مختار الدین احمد

جناب سید معین الدین عقیل صاحب

A ۱۵/۳۵ ۴ الھدیٰ سوسائٹی

کراچی۔75850

پس نوشت: تحقیق ۴،۲ ایلیٹ اور سید احمد خاں پر آپ کا مضمون بہت پسند آیا۔ ایسا ہی ایک مضمون جو ھندستان سے متعلق ہو تو اچھا ہے تیار کیجیے سابق صدر جمہوریہ ھند فخر الدین علی احمد کی یاد میں ہم لوگ ایک بہت اچھا مجموعہ مضامین انگریزی اور اردو میں دو جلدوں میں شائع کرنا چاہتے ۳ ہیں۔ مجموعہ ایسا ہونا چاہیے جو صدر جمہوریہ کے شایان شان ہو۔ اس کے بارے میں پھر لکھوں گا۔)

(۴۰)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
M.A., Ph.D. (Alig.), D.Phil (Oxen)
Pro-Vice-Chancellor

Office: 3068
Phone: Res. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Civil Lines, Dodpur,
Aligarh- 202002

Dated ۴/۱۰/۹۱ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب   السلام علیکم

مکرت نامہ مورخہ ۱۳ / اگست حیدر آباد سے آگیا تھا یہ مجھے ۳۱ / کو موصول ہوا پھر آپ کا مورخہ ۲۸ / اگست ملا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔

گوہریں نامہ ۱ میری نظر سے نہیں گزرا اور نہ یہاں ملا۔ ایک صاحب کو جن کے پاس بہت اچھا کتاب خانہ ہے کاندھلہ میں انھیں لکھا ہے جواب کا انتظار ہے، رام پور لکھنا فضول ہے، احتیاطاً حیدر آباد بھی لکھیے۔ اس میں کس کے خطوط ہیں اور کن لوگوں کے نام۔ احسن اللہ ثاقب نے امیر مینائی کے خطوط شائع کیے تھے جس کے دو اڈیشن نکلے تھے ایک اڈیشن میرے پاس بھی ہے لیکن آپ کی مراد کسی اور کتاب سے ہے۔

اب بالکل یاد نہیں کہ پاٹوڈی میں کس کے پاس غالب کے خطوط تھے۔ آپ کس کتاب پر کام کر رہے ہیں صراحۃً لکھیے نام کتاب نام مصنف، اگر مجھے اس کے کسی نسخے کا علم ہوگا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اچانک کوئی کتاب سامنے آجاتی ہے یا اس کے بارے میں اطلاع حاصل ہوجاتی ہے۔ آپ پاٹوڈی کے سلسلے میں مالک رام صاحب (۴ ۵۰ ڈیفینس کالونی نئی دھلی۔ ۲۴ کو خط لکھیے شائد وہ کوئی مفید اطلاع دے سکیں۔

نواب منصور علی خاں ۲ مشہور آدمی ہیں کرکٹ کی وجہ سے، اپنی فلم اسٹار بی بی ۳ کی وجہ سے اور پچھلے دنوں سیاسیات میں حصہ لینے کی وجہ سے بھی، ان کا نام اور شہر کا نام کافی ہے لیکن وہ جواب دیتے ہیں یا نہیں یہ کہنا مشکل ہے۔ نواب زادہ شیر علی خاں ۴ سے ٹیلی فون کر کے یا بغیر ٹیلی فون کیے جا کر خود ملیے۔ ممکن ہے کچھ کام کی باتیں ان کی زبانی آپ کو معلوم ہو جائیں۔ بعض لوگ خط کتابت میں تکلف محسوس کرتے ہیں۔

اب کچھ پچھلے خط کے متعلق۔ حالات النساء ۵ کے بارے میں جونہی اطلاع ملی لکھ بھیجوں گا۔ ایک دو صاحبوں سے پوچھا بھی ہے، یہاں تو یہ کتاب نہیں۔

افضل کا دیوان ۶ کراچی سے آگیا ہے اس کی اہمیت جو کچھ ہے اس کی قدامت کی وجہ سے ہے۔

استفسار کرنے پر معلوم ہوا کہ غالب سیمینار میں شرکت کے لیے تین پاکستانی اہل قلم کو مدعو کیا جا چکا ہے کئی ماہ پہلے چونکہ اخراجات سفر بہت بڑھ چکے ہیں اس لیے تین سے زیادہ اصحاب کو نہیں بلایا جاتا، میں نے چاہا تھا کہ کم از کم دو بنگلہ دیش سے مدعو کیے جائیں، لیکن صرف ایک ہی کو مدعو کیا جا سکا۔ پاکستان سے ایک آنے والے مہمان نے لکھا ہے کہ وہ ضرور آئیں گے لیکن سفر خرچ نہیں لیں گے، اگر وہ اپنے وعدے پر ثابت قدم رہے تو ایک اسکالر کو اور بلایا جا سکتا ہے۔ خیر یہ تو مزاح المومنین قسم کی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ دہلی آئیں اور ہمیں ایک اچھا سا مقالہ غالب یا اس کے عہد پر سنائیں اور اپنے وطن حیدر آباد کی بھی اسی بہانے سیر کر لیں۔

آپ ایسا کیجیے کہ فخر الدین علی احمد مرحوم پر جو مقالہ لکھا ہے وہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو بھیج دیجیے، مکمل نہ ہوا ہو تو جلد مکمل کر لیجیے اور اس کے ساتھ انھیں ایک خط لکھیے کہ میں غالب یا غالب کے عہد کی کسی شخصیت پر یا اس کے عہد پر ایک مقالہ لکھ رہا ہوں اور سیمینار میں شرکت کرنی چاہتا ہوں۔ مقالے میں ابھی دیر ہو تو فخر الدین علی احمد والے مجموعے کے لیے تو خط انھیں شرکت کے ارادے کا تو فوراً لکھ دیجیے اور دفتر کے بجائے ان کے گھر کے پتے پر رجسٹری سے بھیجیے (سر سید نگر، علی گڑھ۔ 202002)۔ نہ میرا ذکر کیجیے اور نہ اس بات کا کہ دعوت نامہ وزارت رحکومت کے ذریعے بھیجا جائے۔ اس میں بہت قباحتیں ہیں۔ تین چار دن ہوئے ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی (مقتدرہ، اسلام آباد) ملنے آئے تھے۔ وہ مولانا فراہی کے سیمینار میں شرکت کے لیے سرائے میر پر جا رہے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے ویزا کے لیے درخواست کو پرزور بنانے کے لیے سیمینار کا ذکر کر دیا تھا۔ مقتدرہ کے ایک سرکاری آفیسر نے کہا کہ سیمینار میں جانا ہے تو دعوت نامہ دکھائیے، مقالہ پیش کیجیے اور کئی اور شرائط لگائیں۔ یہ بہت پریشان ہوئے تو کہا گیا ابھی تو آپ کی درخواست جب سارے کاغذات کے ساتھ مکمل ہوگی تو حکومت کو بھیجی جائے گی اور کئی دفتروں سے گزر کر منظور رنا منظور ہوگی۔ اصلاحی صاحب نے ایک مرد دانا کے مشورے پر درخواست پھاڑ کر پھینک دی دوسری لکھی کہ میں اپنے اعزہ سے ملنے علی گڑھ، اعظم گڑھ وغیرہ جا رہا ہوں، ویزا مل گیا وہ یہاں ہیں کل اعظم گڑھ جا رہے ہیں وہاں سے سرائے میر پر پہنچیں گے۔ پچھلے سال میں نے ابوالکلام سیمینار علی گڑھ میں مسعود احمد برکاتی اور علی حیدر ملک (کراچی) کو اپنے رسوخ سے کام لے کر مدعو کرایا تھا برکاتی صاحب تو غالباً حکیم محمد سعید صاحب کی وجہ سے یہاں آ گئے لیکن ملک صاحب لکچرار اور کالم نویس ہو کر بھی سرکاری دفاتر میں ایسے الجھے کہ آخری دن بھی یہاں نہ پہنچ سکے۔ کئی سال ہوئے میں نے ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کو مدعو کرایا تھا وہ نہ آئے میں نے ان سے شکایت کی تو وہ بولے کیا کرتا جس دن انھیں دہلی میں ہونا تھا اس دن انھیں اجازت نامہ ملا۔ تو حضرت آپ کو میرا مشورہ ہے کہ آپ اعزہ واحباب سے ملنے کے لیے درخواست دیجیے اور دہلی، حیدر آباد کا خاص طور پر ذکر کیجیے۔ لیکن سب سے پہلے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو خط لکھیے۔ آپ کو خط لکھ رہا تھا کہ ایک صاحب پروفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے عقیدت مندوں میں حیدر آباد سندھ کے ملنے آئے۔ عزیزوں سے ملنے کا ویزا لے کر آئے ہیں اور فیروز آباد، کان پور وغیرہ قیام کر کے یہاں آئے ہیں، سرھند شریف جانے کے بڑے متمنی ہیں۔ ۶ را کتوبر بروز یکشنبہ کو وہ لاہور روانہ ہو رہے ہیں، پھر وہ حیدر آباد جائیں گے۔ آپ کے نام یہ خط وہ لاہور میں پوسٹ کر دیں گے اس طرح آپ کو جلد مل جائے گا ان شاء اللہ۔

آگہی نام کے ایک رسالے کے دو شمارے ملے تھے شکریہ۔ افکار یا تقریباً اسی نام کے ایک اور رسالے میں میری

دلچسپی کی کوئی تحریر شائع ہو تو بھیج دیا کیجیے۔اس کے ساتھ ایک کتاب آپ نے بھجوائی تھی بیگ صاحب کے لیے وہ انھیں دے دی گئی تھی، رسید بھیجنے کی میں نے تاکید کر دی تھی۔

نگار دہلوی پر اکرام چغتائی کے رسالے کے عکس کی رسید تو بھیج چکا ہوں۔رسالۂ اردو میں ضمیمے کے طور پر چغتائی صاحب جو اشپرنگر کے کاغذات طبع کرا رہے تھے اس کی کل کتنی قسطیں شائع ہوئیں؟ وہ سب کتابی شکل میں چھپ جائیں تو ایک نسخہ ضرور بھیجیے۔

چغتائی صاحب سے ایک بات ضرور پوچھیے مولوی کریم الدین کے خطوط بنام اشپرنگر میں دہ مجلس رکربل کتھا کے بھیجنے یا اشپرنگر کی کسی تحریر میں وصول کرنے کا کوئی ذکر ملتا ہے۔جو نسخہ میں نے ٹیوبنگن میں ذخیرہ اشپرنگر کا دریافت کیا ہے میرا خیال ہے وہی ہے جو مولوی کریم الدین کے پاس تھا اور یہ بات قرین قیاس ہے کہ مولوی صاحب نے اپنا نسخہ اشپرنگر کو دے دیا ہو۔چونکہ تذکرۂ طبقاتِ ہند۸ میں جو عبارتیں کربل کتھا سے نقل کی ہیں ان میں اور نسخہ ٹیوبنگن کی روایت میں کچھ فرق ہے اس لیے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کا نسخہ اور تھا اور ٹیوبنگن کا نسخہ اور۔مجھے اس کے مان لینے میں کوئی تامل نہیں لیکن کہیں سے ثبوت مل جائے دو نسخوں کے وجود کا۔رہا عبارات میں فرق تو میری ناقص رائے میں مولوی کریم الدین نے کربل کتھا کے ساتھ وہی عمل کیا ہے جو امیر مینائی۹ نے دواوین مصحفی کے ساتھ اور محمد حسین آزاد۱۰ نے دیوان ذوق کے ساتھ کیا ہے۔نقوش کا تازہ شمارہ دیکھا ہوگا آپ نے ڈاکٹر نسیم احمد۱۱ (یہ کون صاحب ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ بہت اچھا مضمون انھوں نے لکھا ہے) کا مضمون دیوان سودا نسخہ جانسن پر پڑھا تو ہوگا اس کا بھی یہی حال معلوم ہوتا ہے۔عقیدت مندی اور محبت کی بنا پر تحریف واصلاح کے نثر و نظم میں آپ کو کچھ مثالیں ملیں تو اطلاع دیجیے گا۔میں اس مسئلے پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

یہ معلوم کر کے کہ آفتاب زبیری صاحب وہی ہیں، جو علی گڑھ میں ہمارے زمانے میں تھے، بہت خوشی ہوئی ان کو میرا سلام کہیے، کراچی آیا تو اس بار ان سے ان شاء اللہ ضرور ملوں گا۔اب ایک مسئلہ اور حل کر دیجیے۔اسلام آباد ریڈیو اسٹیشن سے روزانہ شب کے ۱۱ بجے اسٹوڈیو نمبر ۱۲ سے ممتاز ملیسی اور مقبول سید ایک گھنٹے کا پروگرام کرتے ہیں، ایک سال پہلے یہ دونوں بہت اچھا پروگرام کرتے تھے۔اس میں پانچ دس منٹ کا چھوٹا سا پروگرام آفتاب زبیری نام کے ایک صاحب بھی کرتے تھے۔کیا یہ ہمارے علی گڑھ والے زبیری تھے یا کوئی اور؟ غالباً کوئی اور صاحب ہوں گے اس لیے (کہ) یہ کراچی میں ہیں اور پروگرام اسلام آباد سے نشر ہوتا ہے۔

ان سے رشید احمد صدیقی کے خطوط کے بارے میں بھی استفسار کیجیے ممکن ہے دو چار رقعے دو چار پرزے ان کے پاس محفوظ رہ گئے ہوں۔

سرسید کی ایک کتاب کا بھی شائد آپ نے کسی خط میں ذکر کیا تھا۔یہ یہاں تو نہیں نہ کبھی اس کا نام سننے میں آیا، آپ کو اس کا ذکر کہاں ملا، لکھیے گا۔

غلام رسول مہر مرحوم سے آپ کی کبھی خط کتابت تو نہیں رہی؟ ان کے خطوط جمع کر رہا ہوں۔اکبر الہ آبادی۱۲، قاضی عبدالودود، رشید صدیقی کے خطوط اور بجنوری کی تحریرات نظم و نثر کا خیال رکھیے گا۔

آپ کو میں نے کبھی لکھا تھا کہ کراچی کے میوزیم میں وقار الملک۱۳ کی ڈائری ہے چند اوراق ہیں اور کچھ اہمیت کے

نہیں، لیکن علی گڑھ کے تعلق سے تو ہم لوگوں کے لیے اس کی اہمیت ہے۔ آپ ہی نے اس کی، میوزیم کی مطبوعہ فہرست بھیجی تھی جس میں اس روزنامچے کا ذکر تھا۔ اب یاد آیا روزنامچہ نہیں تھا بلکہ گھر کے اخراجات کے حسابات ان کے قلم کے لکھے ہوئے تھے۔

آپ کے خط کا انتظار رہے گا والسلام

مخلص

مختار الدین احمد

(۴۱)

باسمہ

کُل ہند سیمینار

قاضی عبدُ الودُود۔ حیات و خدمات

۲۴۔۲۵ ستمبر ۱۹۸۹

زیرِ اہتمام: بہار اُردُو اکادمی پٹنہ

علی گڑھ

۲۹/۱۰/۹۱ء

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

کل لائبریری میں آپ کی رفیقہ کار ڈاکٹر صدیقہ ارمان ملیں انھوں نے آپ کا مکتوب مورخہ ۳/ اکتوبر اور کتابوں کا پیکٹ دیا، یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم کا خطبہ جو بابائے اردو کی ۲۱ ویں برسی کے موقع پر انھوں نے اگست ۱۹۸۲ء کو دیا تھا، دیکھا۔ ہم سخن کا امیر خسرو نمبر بھی پڑھ گیا، مجھے تو اس رسالے ہی کی اطلاع نہ تھی چہ جائی کہ اس کے خسرو نمبر کی۔ بہت اچھے مضامین ہیں۔ ڈاکٹر آفتاب احمد کی کتاب اور غالب کا شمارہ میرے پاس تھا اب یہ دونوں چیزیں مفتی الہٰی بخش اکیڈیمی کی لائبریری کے لیے نور الحسن راشد صاحب کو بھیج دوں گا انھیں ایسی کتابوں کا شوق ہے اور میں مکررات اکثر انھیں بھیج دیتا ہوں۔ آپ کا ممنون بہر حال ہوں۔

گوہرین نامہ کے بارے میں اطلاع لائبریری سے یہی ملتی رہی کہ کتاب موجود نہیں ہے، لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری، آپ کی ضرورت کا خیال کر کے ایک دن ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری سے ملا جو اردو مطبوعات کے انچارج ہیں۔ انھوں نے بتایا اس کتاب کے تین نسخے مختلف کلکشن کے یہاں موجود تھے، ایک بھی شلف پر موجود نہیں لیکن انھوں نے ایک نسخہ ڈھونڈھ نکالا جو ریزرو میں رکھا تھا۔ یہ اصولاً اِشو نہیں ہوتا ہے لیکن میں بہر حال لے آیا اور مطلوبہ صفحات (۲۰۱۔۲۰۸) کا عکس میں نے تیار کرالیا ہے صدیقہ ارمان صاحبہ کے حوالے کر رہا ہوں کہ وہ بحفاظت تمام آپ تک پہنچا دیں۔

احسن اللہ ثاقب کی دوسری تصنیف ''آتش بے دود'' کے مندرجات سے آگاہ کیجیے گا۔ یہ کتاب یہاں موجود نہیں ہے۔ آپ کو گوہرین نامہ کے کچھ صفحات کے عکس کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اس کتاب کے مطالعے سے محروم رہ جاتا۔ کتاب لے

آیا تو پڑھ گیا، اچھی مفید کتاب ہے۔ میری دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ اس کا دیباچہ حافظ شمس الدین احمد کا لکھا ہوا ہے، یہ والد مرحوم کے دوستوں میں تھے اور پٹنہ محلہ شاہ گنج میں دونوں رہتے تھے میرا مکان ظفر منزل اور ان کا شمس منزل قریب قریب واقع ہیں۔ وہ مظفر پور میں فارسی کے لکچرر تھے، کچھ مدت وہ کٹک کے ایک کالج میں بھی استاد رہے پھر پٹنہ چلے آئے اور پٹنہ کالج کے شعبہ فارسی و اردو میں لکچرر ہوئے، آخر میں پروفیسر اور صدر شعبہ ہوئے۔ ان کا بڑا بیٹا سلطان احمد مرحوم میرے بچپن کا دوست تھا اس لیے میرا ان کے یہاں بہت آنا جانا تھا میری ایک غزل فغاں کیوں ہو، نہاں کیوں ہو پر انھوں نے اصلاح بھی دی تھی۔ شمس، تخلص کرتے تھے اور فارسی اور اردو کے قادر الکلام شاعر تھے۔ اردو اشعار کا مجموعہ چھپ گیا ہے لیکن اب نہیں ملتا میں نے ایک ملاقات میں ان سے طلب کیا تھا لیکن ان کے پاس بھی کوئی نسخہ موجود نہ تھا۔ ''معاصر'' (ماہانہ) میں ان کی نظمیں چھپی تھیں۔ ان کا اصل وطن منیر (جہاں کے حضرت شیخ شرف الدین احمد مجتبیٰ منیریؒ تھے) تھا وہاں کے زمین داروں میں تھے لیکن عرصے سے شاہ گنج پٹنہ میں آکر متوطن ہو گئے تھے۔ ان کے والد کا نام غالباً ضمیر الدین احمد تھا اور وہ گوالیار میں شائد انجینئر تھے یہیں وہ ثاقب کے شاگرد ہوئے۔ بہر حال حافظ صاحب بہت خوبیوں کے آدمی تھے ان کا مجھ پر حق ہے اور مجھے ایک مضمون ان پر ضرور لکھنا چاہیے۔ باتوں باتوں میں، میں آپ کو کہاں لے آیا۔

آپ کا خط مالک رام صاحب کو مل گیا ہوگا۔ ڈاک کے حالات بحمدہ آج کل اچھے ہیں لیکن آج کل ضعف و علالت کی وجہ سے خطوط کم لکھتے ہیں، میرے خطوں کے جواب نہیں دیتے اور پھر آپ کے استفسارات ایسے نہیں ہیں کہ کاغذ اور قلم اٹھایا اور جواب لکھ دیا۔

تذکرہ طبقات سخن[۲] لکھنو یونیورسٹی کی ایک لیکچرر صاحبہ نے مرتب کر کے ڈاکٹریٹ کے لیے سنا ہے پیش کیا ہے۔ ترتیب کی طرف تو شائد وہ زیادہ توجہ نہ کر سکی ہوں لیکن ایک بھلائی اور رفاہ عام کا کام انھوں نے یہ کیا کہ میری اطلاع کے مطابق اسے چھپوا رہی ہیں۔ شائع ہوا تو ایک نسخہ آپ کے لیے بھی خرید لوں گا۔ کتاب کا مطبوعہ متن سامنے رہا اور اس کے مخطوطات کے عکس جو شائد کراچی میں موجود ہیں تو کسی ایسے شخص کے لیے جو متنی تنقید و تحقیق کا آدمی ہو اس کا اعلیٰ تنقیدی اڈیشن نکالنا آسان ہو جائے گا۔

ارمان کا تذکرہ[۳] غالباً بنگال اردو اکیڈمی نے شائع کیا ہے منگوا کر بھیج دوں گا تعلق خاطر جمع رہے۔

آپ خط بہت اچھے لکھتے ہیں اور وہ دلچسپ معلومات کے حامل ہوتے ہیں، جب آپ کے خط کا دوسرا صفحہ خالی دیکھتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے کہ آپ نے کچھ اور کیوں نہیں لکھا۔

میں نے ڈاکٹر صاحبہ[۴] سے کہا تھا کہ کسی دن اطلاع دے کر گھر پر آئیے، ابھی کچھ دیر پہلے شام کو وہ بغیر ٹیلی فون کیے ہوئے آئیں میں اتفاق سے موجود تھا اور بچوں کے ساتھ شارجہ کرکٹ کا کھیل TV پر دیکھ رہا تھا۔ ان کی، بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی ان کے موضوع پر تو میٹریل یہاں خاصا ہے لیکن ان کے پاس وقت کم ہے وہ جلد واپس جانا چاہتی ہیں خیر اس سفر میں خاصی کتابیں اور معلومات لے کر وہ جا رہی ہیں لیکن ضرورت ہے کہ وہ مناسب موقع پر زیادہ دنوں کے لیے آکر گزٹ کی

مکمل فائل دیکھیں اور مطبوعہ معلومات پر مشتمل اوراق کے عکس بنوالیں۔ میرا خط ملا ہوگا آپ نے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو غالب سیمینار کے سلسلے میں معلوم نہیں خط لکھا یا نہیں۔ نجم الاسلام صاحب اور شائد وحید قریشی صاحب نے آنے کا وعدہ کرلیا ہے ممکن ہے اور لوگوں کو بھی لکھا گیا ہو۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختارالدین احمد

گوہرین نامہ کے مطلوبہ صفحات کا عکس اور آپ کے نام کا خط لکھ کر ایک پیکٹ میں رکھ دیا تھا کہ ڈاکٹر صدیقہ ارمان نے لے جانے کا وعدہ کیا تھا، کل ان کی تلاش میں لائبریری گیا تو معلوم ہوا وہ دو دن پہلے روانہ ہوگئیں، ناچار زیروکس شدہ اوراق الگ پیکٹ میں اور خطوط علیحدہ لفافے میں بھیج رہا ہوں براہ کرم دوسرے احباب کے نام کے خط فوراً روانہ کردیجیے۔ یکم نومبر ۹۱ء

(۴۲)

باسمہ

Phone 23068

جامعۂ اُردو

Aligarh ۹۱/۱۱/۹ء Ref. No............

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

ڈاکٹر ارمان کا خط معذرت کا آگرہ سے آیا ہے کہ جلدی میں آتے وقت آپ سے مل نہ سکی اور ڈاکٹر عقیل صاحب کو آپ جو کچھ بھیجنا چاہتے تھے وہ آپ سے نہ لے سکی، اب آپ دہلی بھیج دیں میں دو تین دنوں میں جانے والی ہوں دہلی۔ یکم کا خط آگرے سے چل کر ے دنوں میں ۱۱/۷ کو ملا، میں اب دہلی بھیجتا تو معلوم نہیں کب پہنچتا اس لیے اب یہ خط جو میں (آپ) کے (لیے) لکھ رہا تھا اور اس کے ساتھ گوہرین نامہ کے اوراق کا عکس علیحدہ پیکٹ میں براہ راست کراچی بھیج رہا ہوں۔ رسید سے مطلع کیجیے گا۔

آپ کا ۱۸/۱۰ اکتوبر کا خط مرسلہ محمد علی اثر صاحب ۶ نومبر کو ملا۔

ریاست پٹوڈی کے بارے میں کوئی خاص بات معلوم نہ ہو سکی اور نہ یہاں کوئی مفید کتاب اس سلسلے میں ملی۔

کل حبیب خاں دہلی سے آئیں گے ان سے کہہ کر "ہماری زبان" کے شمارے بھجواؤں گا۔ یا وہ اگر لیتے آئے تو آئیں ورنہ تو میں ڈاک سے بھیج دوں گا، مطمئن رہیں۔

ڈاکٹر خلیق انجم کو بھی ایک خط لکھ دیجیے احتیاطاً وہ فرمان صاحب کی نیاز کانفرنس میں سنا ہے کراچی جانے والے ہیں اپنے ساتھ بھی لیتے آئیں تو اچھا ہے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختارالدین احمد

(۴۳)

باسمہ

کُل ہند سیمنار

قاضی عبدُالودُود۔حیات وخدمات

۲۴۔۲۵ستمبر۱۹۸۹

زیراہتمام:بہاراُردُواکادمی پٹنہ

علی گڑھ

۱ر۴ر۹۲ء

مکرمی ڈاکٹرمعین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ ۷رمارچ ۱۲رکوملا۔اطمینان ہوا کہ آپ کوتذکرہ طبقات سخن اور گوہرین نامہ کے مطلوبہ صفحات کے عکس مل گئے یہ عکس دوبارہ بنوا کر بھیجے گئے تھے۔نہیں مجھے ۹رنومبر کے خط کا جواب نہیں ملا اور نہ عبدالغنی شمس، حاجی محمد زبیر اور محمود میمن[۲] کے جوابات موصول ہوئے۔میمن صاحب کے جواب کی تو زیادہ توقع بھی نہ تھی۔

مضمون مل گیا بہت اچھا ہے اور اسے ہم لوگ کہیں نہ کہیں شائع کریں گے،لیکن کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فخر الدین علی احمد والی کتاب کے لیے فارسی عربی اردو کے مصنفین رشعرا اور ان کی مصنفات پر مضامین زیادہ آئے ہیں اور جن موضوعات سے مرحوم کا تعلق رہا ہے مثلاً قانون، سیاسیات، معاشیات، تاریخ یا فنون لطیفہ ان پر مضامین کی بہت کمی ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ کسی ایسے موضوع پر ایک مقالہ آپ لکھ دیں جو اس کتاب کے لیے زیادہ موزوں ہو۔آپ سرسید، ان کی کسی تحریک، ان کے اہم معاصرین کو موضوع سخن بنا سکتے ہیں۔آپ نے کسی اطالوی کے مضمون کا آف پرنٹ بھیجا ہے جو سرسید پر ہے۔بہت اچھا مضمون ہے لیکن اگر اس کا ترجمہ بھی آپ کریں تو یہ تو ترجمہ ہوگا آپ کا، ہم لوگ تو آپ کا مضمون چاہتے ہیں۔براہ کرم اس عرضداشت پر غور کر کے تحریر فرمائیے۔مرسلہ مضمون آپ کہیں شائع نہ کرائیں یہ ایک دوسری کتاب میں ان شاء المولیٰ القدیر شائع ہوگا۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں نے عرصے سے کسی کتاب کے بھیجنے کی خواہش ظاہر نہیں کی ہے، آپ تو بلا طلب کچھ نہ کچھ بھیجتے رہتے ہیں آپ کو کیا لکھوں۔میری دلچسپی کے موضوعات آپ کو معلوم ہیں سوانح، خودنوشت، ڈائری، خطوط کے مجموعے وغیرہ ان موضوعات پر کوئی اچھی کتاب شائع ہوگی تو آپ خود ہی بھیج دیں گے۔''مکتوبات عبدالحق''[۳] مکتبۂ اسلوب نے شائع کیا ہے۔مشفق خواجہ اپنی ساری مطبوعات بھیجتے رہے ہیں لیکن ممکن ہے کسی کے ذریعے یہ بھی بھیجی ہو لیکن مجھے نہیں ملی، اس کے لیے تو میں انھیں لکھ دوں گا میں نے ''اردو سے مصفیٰ'' کے لیے جلیل قدوائی صاحب کو لکھا تھا انھوں نے لکھا ہے کہ ذرا دیر کے لیے اس کی زیارت کی تھی اور بس۔اب سنا ہے اردو اکادمی سندھ نے مکاتیب عبدالحق[۴] کے نام سے شائع کر دیا ہے۔یہ مل جائے تو بھیج دیجیے۔مجھے مولوی صاحب سے عقیدت ہے اور ان کے مکتوبات کے سارے مجموعے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔اکبرالدین قریشی[۵] والا مجموعہ میں نے حیدرآباد سے منگوالیا ہے۔آپ ہندستان کی جنگ آزادی یا تقسیم ہند کے موضوع پر بھی لکھ سکتے ہیں لیکن نقطۂ نظر ایسا ہو جو یہاں کے لوگوں کے لیے قابل قبول ہو۔افسوس نورالدین احمد بیرسٹر، قاضی عبدالودود اور کرنل شبیر حسین

زیدی اب ہم میں نہیں رہے ورنہ ان کی زندگی اور شخصیت پر ان سے مضامین لکھوائے جا سکتے تھے۔ کتاب کا یہ حصہ کمزور رہے گا ،لیکن کیا کیا جائے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ عید کی تہنیت قبول فرمایئے   والسلام مع الاکرام

خیر طلب

مختار الدین احمد

قاضی صاحب، رشید صاحب، مولانا غلام رسول مہر، عرشی صاحب کے خطوط مطبوعہ رغیر مطبوعہ کہیں ملیں تو ان کے عکس بھیجے۔

(۴۴)

باسمہ

Tel. : 234

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGRAH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH

Dated ۹۲/۵/۱۴ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب   السلام علیکم

مکرت نامہ اور کچھ مطبوعات کا پیکٹ جو آپ نے ۸رمئی کو معمولی ڈاک سے روانہ کیا تھا، حیرت اور مسرت ہوئی کہ وہ آج ۱۴رکو موصول ہو گیا۔ بہت اچھا مضمون ہے اور آپ نے بہت توجہ سے تحریر کیا ہے۔ یہ فخر الدین والے مجموعے میں شائع ہوگا اور پہلا مضمون جو تذکرے پر ہے ''نذر نذیر احمد'' میں شائع کروں گا ان شاء اللہ۔ آخر الذکر مضمون شعرا کے تذکرے سے متعلق ہے اس لیے نذیر صاحب والے مجموعے کے (لیے) بہت موزوں ہوگا۔ خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ آپ جو کچھ بھی لکھتے ہیں بہت توجہ سے لکھتے ہیں۔

کتاب مکاتیب عبدالحق (اردوے مصفیٰ کا گویا دوسرا اڈیشن) جلیل قدوانی صاحب نے لکھا تھا کہ شائع ہو گئی ہے خلیق نظامی صاحب کی کتاب اکبر اینڈ ریلیجن یقین ہے یونیورسٹی اور دوسرے اداروں میں آ گئی ہو، نہ ملے تو لکھیے ضائع شدہ اوراق کے عکس بنوا کر بھیج دوں گا کہ آپ کی کتاب مکمل ہو جائے۔ لیکن یہ ضرور لکھیے کہ کس صفحے سے کس صفحے تک کے اوراق غائب ہیں۔ ویسے جس دکان سے آپ نے کتاب خریدی ہے ناقص ہونے کی بنا پر اصولاً دوسرا مکمل نسخہ اسے آپ کو دینا چاہیے۔

''بزم تیموریہ''[۲] مولوی ضیاء الدین اصلاحی[۳] کو خط لکھ کر منگوالوں گا۔ ضخیم کتاب ہے ڈاک سے بھیجنے میں قباحت ہے کوئی معتبر آدمی کراچی جانے والا ملا تو اس کے ہاتھ بھیج دوں گا۔ خالد شمس الحسن صاحب اواخر رمضان میں آئے تھے عید کرنے قائم گنج گئے تھے اب تک واپس نہیں آئے یا تو وہ پٹنہ اور دوسرے مقامات پر مقیم ہیں یا کراچی واپس گئے اور علی گڑھ نہ آئے۔ متعدد بار آزاد لائبریری جا کر ان کے بارے میں پوچھ چکا ہوں۔ اگر وہ آئے تو وہ یہ کتاب لے جانے پر میرا خیال ہے راضی ہو جائیں گے اگر آپ حیدرآباد آنے والے ہوں تو وہیں کتاب بھیج دوں۔

آپ نے لکھا ہے کہ متعدد شعرا کراچی آئے ہوئے ہیں۔ ہمیشہ ان کے نام لکھا کیجیے اور مشاعروں کے بارے میں

دو چار سطریں بھی۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ کیا قومی زبان اور رسالۂ اردو کی اشاعت ملتوی ہوگئی ہے؟ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کوئی شمارہ موصول نہیں ہوا، کچھ پتا نہ چلا کہ اس زمانے میں کیا کیا مضامین چھپے ہیں۔ والسلام

مختار الدین احمد

معین الدین عقیل صاحب

A۱۵/۳۵۸ ۴ الھدیٰ سوسائٹی شمالی کراچی۔ 75850

پس نوشت:

ہاں ایک بات یاد آئی۔ بہت دن ہوئے آپ نے کراچی میوزیم کی ایک مختصر سی فہرست اردو مخطوطات کی مجھے بھیجی تھی۔ اس میں وقار الملک نواب مشتاق حسین کی ڈایری کے کچھ اوراق تھے۔ ڈایری کیا تھی اخراجات روزمرہ کے اندراجات تھے۔ میں نے اس کے عکس کے لیے آپ کو لکھا تھا لیکن عکس کے حصول میں جو وہاں دقتیں ہیں غالباً ان کی بنا پر آپ کو کامیابی نہیں ہوسکی اگرچہ اس کا اظہار آپ نے مجھ سے کبھی نہیں کیا، لیکن فرمایش پوری نہ کرنے کی غالباً یہی وجہ رہی ہوگی۔

بہرحال اب ایک شکل نکل آئی ہے اور کامیابی کی توقع ہے۔ براہ کرم فہرست دیکھ کر اسکا نام، نمبر اور فہرست کا صفحہ نمبر پروفیسر نجم الاسلام صاحب کو فوراً لکھ کر بھیج دیجیے، اگر آپ انھیں ٹیلیفون کردیں تو اور بہتر ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب تشریف لائے انھیں آپکا مضمون دے دیا، پڑھ کر بہت خوش ہوئے، میں نے تاکید کردی ہے کہ فوراً آپ کو رسید بھیج دیں۔ یقین ہے میرے خط پہنچنے سے پہلے ان کا گرامی نامہ آپ کو مل گیا ہوگا۔

(۴۵)

باسمہ

مختار الدین احمد

ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی (علیگ) ڈی۔فل (آکسن)

فون: ۳۰۶۸

نائب شیخ الجامعۂ

جامعۂ اُردو،

علی گڑھ ۹۲/۱۰/۲۲ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ یکم اکتوبر ملا ممنون ہوا۔ جی ہاں پورا لفافہ ہی ضائع ہوا اسی میں آپ کے نام کا خط بھی تھا۔ میں نے دارالمصنفین[۱] کو خط لکھ دیا ہے کہ بزم تیموریہ کے دونوں موجودہ حصے آپ کو رجسٹری سے بھیج دیں اور کتاب اور محصول ڈاک کا بل مجھے ارسال کردیں۔ کتاب ملتے ہی رسید بھیج دیجیے گا کہ رفع تردد ہو۔ پہلے حصے کا کہیں سے عکس بنوا لیجیے کہ اس کے طبع ثانی کی امید بہت کم ہے۔ وہ صباح الدین مرحوم[۲] کی کتاب تھی وہ اب نہ رہے: اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے۔

تحریک پاکستان کا تعلیمی پس منظر[۳] کا دوسرا نسخہ لائبریری کو بھجوادیا ہے۔ میں نے اسی رات پڑھ ڈالی جس دن موصول ہوئی تھی بہت اچھی کتاب ہے۔ انداز تحریر عالمانہ ہے آپ نے مواد بہت محنت سے جمع کیا ہے اور بڑے سلیقے سے اسے پیش کیا ہے۔ طباعت بھی خوبصورت ہے۔ کتابیات بہت جامع ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ نے موضوع کی

تقریباً ساری کتابیں دیکھ لی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ سیّد نور اللہ صاحب کی کتاب آپ کو شاید نہ ملی ہو لیکن وہ بھی آپ کی فہرست میں موجود ہے۔ یہ ڈاکٹر ذاکر حسین ۴ کے دوستوں میں تھے اور کچھ عرصہ ہمارے پرووائس رہے تھے۔

سر سید اور ان کی تحریکات پر جیسی آپ کی نظر ہے یہاں بھی کم لوگوں کی ہوگی۔ آزادی کی تحریک پر بھی آپ کا مقالہ ایسا ہے کہ بہت سوں کو رشک ہوتا ہوگا۔ آپ کی اکثر تحریروں سے یہ گمان ہوتا ہے کہ آپ شعبۂ اردو کے نہیں شعبۂ تاریخ وسیاسیات کے استاد ہیں۔ یہ بات آپ کی ہمت افزائی کے لیے نہیں لکھ رہا ہوں یہ امر واقعہ ہے جس کا لکھنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ مرتضیٰ حسین فاضل مرحوم کی ''مطلع انوار'' ۵ کیا کتاب ہے؟ افضال قادری صاحب ۶ کے مکتوبات کیا جدید سائنس کے اس شمارے میں شائع ہوئے ہیں جو ان کے لیے مخصوص تھا، یا جون ۷۹ کا شمارہ کوئی اور شمارہ ہے؟

علی گڑھ کے لوگوں پر کبھی کبھی مختصر مضامین تہذیب الاخلاق کے لیے لکھ دیا کیجیے، ان کا مشاہیر ہونا ضروری نہیں، علی گڑھ کے ہوں اور کسی نہ کسی میدان میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ افسوس ہے کہ ہمارے یہاں کوئی اچھی اور مستند ڈارکٹری علی گڑھ کے طلباء واساتذہ کی اب تک شائع نہ ہوسکی۔

کتاب کی پشت پر فہرست تصانیف سے اندازہ ہوا کہ آپ کی بعض کتابیں میرے پاس نہیں ہیں:

میری خاص دلچسپی ان کتابوں سے ہے:

۳۔

۶۔

۹۔

۱۴۔

حیرت ہے کہ آپ نے نکات الشعراء ۱۹۷۹ میں شائع کی اور مجھے نہیں بھیجی!

خطوط عبدالحق مرتبہ جلیل قدوائی اب بھیجنے کی ضرورت نہیں، قدوائی صاحب نے کہیں سے خرید کر شجاع احمد زیبا صاحب ۷ کی معرفت اس مہینہ بھیج دیا ہے۔ ہاں اردوے مصفّیٰ تلاش کر کے ضرور بھجوائے، بالکل مفقود ہو تو پھر زیروکس کاپی بنوا دیجیے۔

طبقات سخن کی مرتبہ کو آپ کا شکریے کا خط ضرور مل گیا ہوگا، وہ کچھ کوتاہ قلم معلوم ہوتی ہیں برنی صاحب ۸ کے آج کل کچھ حالات ایسے ہیں کہ مجھے بھی دوبارہ سے انھوں نے کوئی خط نہیں لکھا ہے بلکہ مکاتیب کے سلسلے کے بعض خطوط کے جواب بھی نہیں دیے۔ ان کی وہ ملازمت ختم ہوگئی ہے جس پر وہ فائز تھے، اور اب تک کسی ذمے داری ملنے کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

دہلی میں دونوں کتابوں کی ترتیب کا کام جاری ہے، متعدد مضمون نگاوں نے اب تک اپنے وعدے پورے نہیں کیے ہیں۔ خواجہ صاحب بھی مصروفیت کے باعث اب تک موجودہ مقالہ بھیج نہیں سکے ہیں۔

میرے ذوق کی کتابیں شائع ہوں تو کم از کم اطلاع ضرور دے دیا کیجیے، صدیق سالک مرحوم کی دو سال ہوئے ایک کتاب چھپنے والی تھی۔

قاضی عبدالودود صاحب، رشید احمد صدیقی کے خطوط کسی رسالے/اخبار میں بھی چھپے ہوئے ملیں تو نقل بھیجیے۔

اپنی تحریرات کے آف پرنٹ برابر بھیجتے رہیے۔

کیا معارف یونیورسٹی میں کسی کے پاس جاتا ہے؟ ستمبر کا شمارہ دیکھیے گا اور نومبر کا بھی۔

دیوان نین سکھ۹ مرتبہ ڈاکٹر ظفر اقبال میں نے انجمن سے شائع کرا دیا ہے اس کا رسالہ تو آپ کے مطالعے میں رہتا ہوگا۔

بیگم سلمہا کو ہم دونوں کی طرف سے دعا کہیے، امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

۱۵/۱۰ کو آپ کے نام ایک خط لکھ کر رکھا تھا اس وقت تلاش پر نہیں ملا، بہر حال سارے مطالب آج کے خط میں آ گئے ہیں۔ علی ابراھیم خان۱۰ پر آپ کا مضمون بھی ملا تھا، بہت توجہ سے آپ نے لکھا ہے۔ وقائع جنگ۱۱ پر پٹنہ کا ایک نسخہ میرے کتب خانے میں بھی ہے۔ آپ کو اطلاع نہ تھی ورنہ ذکر ضرور کرتے۔ باڈلین میں میں نے ایک مجموعہ تحریرات دیکھا تھا۔ اس میں سادہ کاغذ پر کسی صاحب ذوق نے فارسی کے کچھ رقعات، توقیعات، وغیرہ چسپاں کر دیے ہیں۔ علی ابراھیم خاں کی کچھ عرضیاں، رقعات بھی ہیں جن پر بعض انگریز حاکموں کی توقیعات، تحریرات اور دستخط ہیں۔ ممکن ہے یہ رجسٹر آپ کی نظر سے وہاں گزرا ہو۔ میگزین کا تازہ شمارہ بھیج رہا ہوں۔ کبیر احمد جائسی صاحب۱۲ کو کہوں گا کہ تہذیب الاخلاق آپ کو برابر بھیجتے رہیں، آپ کوئی مضمون / مضمونچہ علی گڑھ / سر سید پر انھیں بھیج دیجیے۔ کوئی پرانا مضمون ہو تو اسے ترمیم و اضافے کے بعد بھی بھیج سکتے ہیں۔ لیکن پہلے انھیں ایک خط لکھیے او، تہذیب منگوائیے اور مضمون لکھنے کی خوشخبری انھیں سنائیے۔ خط میرے پاس بھی آپ بھیج سکتے ہیں۔

(۴۶)

باسمہ

علی گڑھ
۹۲/۱۱/۲۰

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

مکرمی دکتر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ یکم اکتوبر مجھے ۱۳/ کو ملا ۲۲/ کو پروفیسر غلام مصطفے صاحب کے ایک مسترشد شبیر احمد (کراچی) کے ذریعہ آپ کو جواب بھجوا دیا تھا۔ اس میں بعض مطبوعات مرسلہ اور علی ابراھیم خاں پر آپ کے مضمون کے آف پرنٹ کی رسید تھی۔ یقین ہے یہ خط آپ کو ۲۴۔۱۲۵ اکتوبر کو مل گیا ہوگا۔

تحریک پاکستان کا ایک نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں بھجوا دیا ہے۔ رسید بھیج رہا ہوں۔

بزم تیموریہ ج ۲، ۳ کے لیے دار المصنفین کو لکھ دیا تھا کہ کتاب آپ کو رجسٹری سے بھیج دیں اور بل مجھے تاکہ میں قیمت کتاب اور محصول ڈاک روانہ کر دوں۔ کتاب مل جائے تو اطلاع دیجیے۔

اردوے معلی۱ میرے لیے تلاش کیجیے، مکاتیب عبد الحق، جلیل قدوائی صاحب نے بھیج دی ہے۔ صدیق سالک مرحوم کی کوئی نئی کتاب چھپے تو اس کا بھی خیال رکھیے۔ اپنے مضامین کے آف پرنٹس بھیجتے رہیے۔ موقع ہو تو علی ابراھیم خاں پر مفصل مضمون لکھیے۔

فکر و نظر کا نذیر احمد نمبر چھپنے والا ہے موقع ہو تو ایک مضمون دو تین ماہ تک بھیج دیجیے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام خیر طلب

مختار الدین احمد

باسمہ

Prof. M.D. Ahmed
Ex: HEAD

DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGRAH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH-202001

Dated ۹۳/۱/۱۴ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب   السلام علیکم

مورخہ ۲۴ دسمبر مجھے ۵ رجنوری کو ملا جس سے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب کے ذریعہ کتابیں آپ کو مل گئیں۔ کچھ پتا نہ چلا یہ کون سی کتابیں تھیں۔ آپ اپنے خط میں اگر تحریر فرما دیا کریں کہ کس تاریخ کا لکھا ہوا خط آپ کو کب ملا اور کس کے ذریعہ تو مجھے آسانی ہو۔ مزید سہولت کے لیے کتب و رسائل کے نام بھی ضرور تحریر فرما دیا کیجیے۔

جی ہاں ہفتے عشرے سے کچھ زیادہ کے لیے سلسلہ ڈاک کا برہم ہوا تھا پھر ٹھیک ہو گیا۔ اس عرصے میں لاہور سے دو پیکٹ کتابوں کے پہنچے اور کل اوراق بھی ملا۔ یہ سب رجسٹرڈ تھے، معمولی ڈاک کا یہ حال ہے کہ مل جائے تو خدا کا شکر، نہ ملے تو صبر۔ مجھے تو معارف کے شمارے بھی نہیں ملتے۔

مطبوعات ضرور بھیجیے، آپ تو ہمیشہ رجسٹری سے بھیجتے ہیں اس لیے ہمیشہ مل جاتے ہیں۔ متعدد کتابیں میرے ذوق کی چھپتی رہتی ہیں ان میں سے جو اہم ہوں بھیج دیا کیجیے بقیہ کی اطلاع دے دیا کیجیے۔

بزم تیموریہ کراچی جا کر واپس آ گئی۔ دارالمصنفین کو آپ کا پتا تو وہی بھیجا تھا جو آپ کے لیٹر ہیڈ پر چھپا ہے میرا خیال ہے دفتر والوں نے انگریزی میں لکھنے میں کچھ نہ کچھ کر دیا ہوگا۔ پھر بھی ڈاکیا کو ہدایت کیجیے، الھدیٰ سوسائٹی شمالی کراچی میں آپ کے نام کا کوئی اور شخص نہ ہوگا۔ بہر حال اب لکھ دیا ہے کہ پارسل شعبے کے پتے سے بھیج دیں۔

نگارستان سخن کے متن کا صفحہ اول و دوم کا عکس بھیج دوں گا۔ خدا کرے کتب خانے میں یہ نسخہ مطبوعہ محفوظ ہو۔ پرانی کتابیں بہت غارت ہو رہی ہیں۔ آپ کا خیال صحیح ہے نواب نورالحسن مولف برائے نام ہیں، تذکرے کا سارا کام ایک اور صاحب کا کیا ہوا ہے جن کا نام اس وقت بھول رہا ہوں، کہیں پڑھا ہے میں نے بھی۔ نام یاد آ گیا تو لکھ بھیجوں گا۔

یہ امر ملحوظ رکھیے گا کہ شمع انجمن صبح گلشن روز روشن ان تینوں بھوپالی تذکروں کا زیادہ تر دارومدار قاضی محمد صادق اختر (م ۱۸۵۷ء) کے تذکرہ آفتاب عالمتاب پر ہے، اتفاق کی بات کہ یہ تذکرے چھپ گئے اور وہ لوگوں کی نظر سے مخفی ہو گیا یا مخفی کر دیا گیا۔ مالک رام صاحب کے پاس اس کا ایک نسخہ تھا وہ لاہور میں ان کی کتابوں کے ساتھ ضائع ہوا۔ تقسیم ھند کے فسادات سے پہلے ہی۔ بھوپالی سارے مطبوعہ تذکرے انھوں نے حاصل کر لیے تھے غالباً بھوپال ہی کے کسی صاحب سے۔ اس تذکرے کا نسخہ منحصر بفرد یوپی کے ایک رئیس کے ذاتی کتاب خانے میں ہے۔

مجھے تذکرہ علمائے ہندو پاکستان کے موضوع سے آج کل دلچسپی بڑھ گئی ہے، اس لیے اس موضوع پر جو کتابیں شائع ہوں یا قدیم کتابیں ملیں تو مجھے ضرور اطلاع دیں۔ آپ کے پاس جو ذخیرہ ہو کبھی ان کے نام لکھ بھیجیے گا کہ مجھے کسی کے حالات کی تلاش ہوئی تو آپ کو لکھوں۔ فی الحال مجھے مولانا عبدالعزیز پرہیاروی ملتانی (متوفی ۱۸۲۴ء) کے حالات و تصانیف کے متعلق

معلومات درکار ہیں۔ سال وفات کی تصدیق بھی چاہتا ہوں۔ یہ مجھے ڈاکٹر نجم الاسلام نے بھیجی ہے لیکن ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ میں نے ان پر مضمون تو لکھ لیا ہے لیکن مزید معلومات چاہتا ہوں اس کے بعد اسے کہیں اشاعت کے لیے بھیجنے کا ارادہ ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ملتان کے ذکر میں متعدد کتابوں کا ذکر ہے کہیں مل جائیں تو انھیں ضرور دیکھیے اور مجھے اطلاع دیجیے نزہۃ الخواطر، جلد ہفتم میرے پیش نظر ہے۔ ان کی کتاب سیر السماء کی اقبال کو تلاش تھی (اقبال نامہ جلد اول مکتوب بنام خواجہ منعمی، جلد دوم میں بھی شاید ذکر ہے۔)

مرتضیٰ حسین فاضل[۲۶] اپنی کتابیں مجھے بھیجتے رہے تھے۔ مطلع انوار انھوں نے نہیں بھیجی، سوچا ہوگا شیعوں کا تذکرہ ہے کیا بھیجا جائے۔ میں تو خوارج کا بھی تذکرہ پڑھتا ہوں۔ خیر یہ کتاب غالباً آزاد لائبریری میں ہے، نہ ہوئی تو آپ کو لکھوں گا۔ یہ کتاب تو لاہور میں مل جائے گی۔ بہر حال کراچی میں مل بھی جائے تو ابھی نہ بھیجیے۔ میں پہلے یہاں دیکھ لوں۔

''نجوم السماء''[۲۷] اور ''تذکرہ بے بہا''[۲۸] کے نئے اڈیشنوں کی ضرورت ہے اگر کہیں سے شائع ہوا ہو (ہوئے ہوں)۔

حالی چونکہ طلبا کے کورس میں ہیں اس لیے حالی نمبر کا ملنا تو اب مشکل ہے، یہاں سات ماہ پہلے شائع ہوا تھا (پھر بھی خیال رکھوں گا) ہاں فکر ونظر کا سرسید نمبر شائع ہوا ہے آپ کے ذوق کی چیز ہے اس لیے ایک نسخہ آپ کے لیے محفوظ کرلیا ہے۔

''خطوط عبدالحق''، قدوائی صاحب نے بھیج دی ہے اب آپ ''اردوے مصفیٰ'' کے حصول کی کوشش نہ کریں اگر یہ مفید نہیں۔

معارف ستمبر، نومبر میں عربی و اسلامیات کے دو اساتذہ پروفیسر سعود حسن (کلکتہ) اور پروفیسر معظم حسین سابق وائس چانسلر ڈھاکا یونیورسٹی پر تعزیتی نوٹ ہیں جو بڑھ کر مضمون بن گئے ہیں، ان کا پچھلے سال انتقال ہوا ہے، موضوع شاید آپ کی دلچسپی کا نہیں ورنہ کہتا کہ معارف مل جائے تو پڑھیے۔ یہ۔۔۔ کے پاس جاتا ہے لیکن اگر ان کا مکان دور ہو تو شدِ رحال کی ضرورت نہیں۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ دیوان نین سکھ کسی رسالے میں چھپ چکا ہے۔ ان حضرت نے نہ اپنے مقدمے میں اس کا ذکر کیا ہے نہ اپنے کسی خط میں۔ کس نے مرتب کیا ہے اور کس رسالے میں چھپا ہے اور کب؟ اطلاع دیجیے گا۔

ڈاکٹر نیر مسعود کو خط بھیج دیا تھا۔ کوئی خاص بات اس سلسلے میں معلوم ہوئی تو لکھوں گا یہاں شعبہ تاریخ میں کسی ایسے ماہر سے واقف نہیں جس کی اودھ کی اس عہد کی تاریخ پر نظر ہو۔ نیر مسعود صاحب سے زیادہ واقف کار شاید ہی کوئی آپ کو ملے، بڑی بات یہ ہے کہ اس عہد کی تاریخ کا بہت مفید اور قیمتی ذخیرہ بھی ان کے پاس ہے۔

یگانہ چنگیزی کے دو خط اورینٹل کالج میگزین (فروری ۶۴ء) میں چھپے ہیں۔ مشفق خواجہ صاحب کو ٹیلی فون کر کے بتا دیجیے، بہت ممکن ہے کہ ان خطوں کی انھیں اطلاع ہو، پھر بھی احتیاطاً لکھ رہا ہوں۔ ان کے ذمے میرے متعدد خطوط کے جواب باقی ہیں اس لیے انھیں خط لکھ کر مزید زیر بار کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں انھیں یہ ضرور اطلاع کر دیجیے کہ اردو اور ہماری زبان کے شمارے جو انھوں نے کئی ماہ پہلے بھجوائے تھے انجمن سے اس کے بعد کے شمارے اب تک موصول نہیں ہوئے۔ امید ہے مزاج بخیر ہوگا

والسلام

مختار الدین احمد

باسمہ

۹۳/۱/۳۰ء   **ڈاکٹر مختارالدین احمد**

محبی عقیل صاحب   السلام علیکم

مورخہ ۲۴ دسمبر کا جواب ۱۵/۱ کو لکھ چکا ہوں۔ دارالمصنفین کا مرسلہ پیکٹ واپس آگیا آپ کے گھر کے اردو پتے کو انگریزی میں لکھنے میں ممکن ہے کچھ غلطی ہوگئی ہو۔ میں نے پھر آپ کے شعبے کا پتا انھوں نے (ان کو) لکھا، حالانکہ میں نے انھیں لکھ دیا تھا کہ اس بار بھیجنے کا بھی محصول میں ادا کروں گا لیکن انھوں نے آپ کی مطلوبہ کتاب یہیں بھیج دی اور محصول کا بل بھیج دیا۔ میں اب رجسٹری کرا کے آپ کو شعبے کے پتے پر بھیج رہا ہوں۔

نگارستان سخن کے تین صفحوں کا عکس بھیج رہا ہوں اس میں شبہ نہیں کہ بنگال کے شعراء کے تراجم واشعار محمد شاہ نگینوی نے فراہم کیے تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ تذکرہ بھی انھیں نے مرتب کیا ہے، آپ کے پاس اس کے اور دلائل ہوں گے۔ آپ کی مراد محمد شاہ ہی سے ہے یا کسی اور سے ہے جس نے یہ تذکرہ ان کے لیے مرتب کیا؟

''مطلع انوار'' کیا پاکستان میں چھپی ہے؟ یہاں نہیں ملی آج لائبریری گیا تھا وہاں بھی موجود نہیں ہے۔ ''دیوان نین سکھ'' پہلے کس رسالے میں اور کب چھپا تھا؟

قدوائی صاحب کا مفصل خط کل آیا ہے آپ کا ذکر بہت اچھے لفظوں میں انھوں نے کیا ہے۔ انھوں نے آپ کو متوجہ کیا ہے کہ کراچی یونیورسٹی کے ذخیرہ راس مسعود سے سرسید اور اکبر الہ آبادی کے خطوط کے عکس تیار کرا دیں، اجرت وہ ادا کریں گے۔ آپ کسی وجہ سے توجہ نہیں کر سکے آپ یونیورسٹی میں ہیں اب باآسانی یہ کام کرا سکتے ہیں ان کے لیے نقل وحمل اور ذخیرہ دیکھ کر خطوط سرسید واکبر تلاش کرنا اور عکس بنوانا دشوار تر ہے۔ وہ مرد ضعیف ہیں آپ جوان صالح ہیں توجہ کیجیے۔ یہ کام میرا ہے اور میرے لیے وہ عکس فراہم کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صاحب سے انھوں نے پہلے کہا تھا وہ توجہ نہ کر سکے تو انھوں نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ یہ کام میرا ہے اس لیے آپ سے توقع نہیں یقین کامل ہے کہ آپ یہ کام جلد کر دیں گے آپکو معلوم ہوگا کہ سرسید اور اکبر کے خطوط کی جمع آوری وترتیب میں میں پندرہ بیس سال سے لگا ہوا ہوں۔

جو کتب ورسائل آپ بھیجنا چاہتے ہیں بلا تکلف وتردد بھیجے خطوط وکتب اگر رجسٹری شدہ ہوں تو عام طور پر تلف نہیں ہوتے، ابھی لاہور سے اقبال احمد فاروقی صاحب کی مرسلہ چار ضخیم مجلد کتابیں موصول ہوئیں جو انھوں نے ۲۵ رجنوری کو رجسٹرڈ بک پوسٹ لاہور سے روانہ کی تھیں۔

امید ہیں آپ بخیر وعافیت ہوں گے   والسلام

مختارالدین احمد

کچھ خطوط بھیج رہا ہوں، پتے سبھوں پر درج ہیں براہ کرم انھیں بھجوا کر ممنون کریں۔

جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب
شعبۂ اُردو، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔75270

(۴۹)

باسمہ

۹۳/۲/۳ء **ڈاکٹر مختار الدین احمد**

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

بزم تیموریہ اعظم گڑھ سے آ گئی تو خیال آیا کہ ایک نظر اس پر ڈال لوں۔ مصنف نے طول نویسی سے کام لیا ہے، بہر حال بعض مطالب کے اضافے کے سبب کتاب مفید ہوگئی ہے۔ یہ کتاب آج رجسٹری سے بھیج رہا ہوں۔ رسید سے مطلع فرمائیے گا۔

اس درمیان میں کچھ خطوط بھی دوستوں کو لکھ لیے، ڈاک کا کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے احتیاطاً اسے بھی علیحدہ رجسٹری سے بھیج رہا ہوں ان پر ایک نظر ڈال کر فوراً پوسٹ کر دیجیے۔ نظر اس لیے ڈال لیجیے کہ ان کے مطالب سے آپ بھی آگاہ رہیں اور جو باتیں میں نے دوسرے اصحاب کو لکھی ہیں موقع ہو تو ان کے بارے میں آپ بھی کچھ میرے معلومات میں اضافہ یا اظہار رائے کر سکیں۔

ایک ضروری امر یہ ہے کہ فکر و نظر کا ایک خاص نمبر ڈپٹی نذیر احمد پر نکل رہا ہے۔ اس کے لیے آپ کوئی تحقیقی یا تنقیدی مضمون یا ان کی کسی تصنیف پر کچھ لکھ سکیں تو مہینے دو مہینے کے اندر شہریار صاحب کو شعبہ اردو کے پتے پر رجسٹری سے بھیج دیں اور مجھے بھی مطلع کریں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ کا رابطہ فکر و نظر سے ہو جائے تا کہ یہ رسالہ برابر آپ کو ملتا رہے اور یہاں کی ادبی سرگرمیوں کا کچھ آپ کو اندازہ رہے۔ والسلام

مختار الدین احمد

موقع ہو تو قدوائی صاحب سے آپ خود ملیں اور یہ خط ان تک پہنچا دیں۔ ان کی ہستی اب مغتنمات میں ہے اس لیے ان سے ملتے رہیے۔

بزم تیموریہ کی دونوں مطلوبہ جلدیں اور نگارستان سخن کے دونوں مطلوبہ صفحات کے عکس بھیج رہا ہوں ایک علیحدہ رجسٹرڈ پیکٹ میں احتیاطاً سرورق کا عکس بھی بھیج رہا ہوں اگرچہ آپ نے طلب نہیں کیا تھا۔

(۵۰)

باسمہ

علی گڑھ

جمعہ ۷ فروری ۹۳ء

مکرمی دکتر عقیل صاحب السلام علیکم

۱۵ اکتوبر کو کتب خانے میں تلاش بسیار کے بعد "گوہریں نامہ" ملا، اس سے پہلی کی کوششیں ناکام رہی تھیں، دو نسخے تھے اور دونوں غائب، کسی طرح ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری نے کسی اور ذخیرے سے ایک نسخہ ڈھونڈ نکالا۔ اسے لایا، پھر مطلوبہ صفحات کا عکس بنوایا ۱۶ کو یعنی بروز چہار شنبہ، اس دن یہاں ڈاک گھر کی تعطیل تھی، آپ کو ایک خط لکھا پیکٹ کے ساتھ بھیجنے کے لیے، پھر کچھ ایسے مکروہات میں پھنسا کہ اس طرف توجہ نہ کر سکا۔ ۹ نومبر کو دوسرا خط لکھ کر آپ کے نام کے لفافہ میں عبدالغنی شمس، حاجی محمد زبیر اور پروفیسر محمود میمن (حیدر آباد سندھ) کے نام کے خطوط رکھ (کر) روانہ کر دیے۔ گوہرین نامہ کے اوراق

مطلوبہ، سرسید کے سلسلے میں بعض کتابچوں کے ساتھ علیحدہ پیکٹ میں بک پوسٹ بنا کر بھیجا۔ نہ آپ کی رسید آئی اور نہ اصحاب کا جواب۔

پھر مشفق خواجہ صاحب اور شائد کسی اور کو بھی لکھا کہ عقیل صاحب کو ایک لفافہ میں خطوط اور ایک پیکٹ میں کچھ اوراق اور کتابچے بھیجے تھے ٹیلی فون کر کے پوچھ کر جواب دیجیے کہ انھیں ملا یا نہیں۔

اب خواجہ صاحب کا خط مورخہ ۱۱/۱ آیا تو معلوم ہوا کہ یہ تحریرات آپ کو نہیں ملیں۔ ڈاک کا حال یہ ہو گیا ہے کہ ۶/ جنوری کو ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب کو ایک تار بھیجا 28.60 اس پر خرچ ہوئے، ۱۵ جنوری کو ان کا خط آیا کہ آپ کا تار اب (تک) نہیں ملا۔ ہاں دو خطوط آپ کے مل گئے (جو میں نے بعد کو بھیجے تھے)

بہر حال پھر سارا عمل دہرانا پڑا، اب ایک دوست نے اطلاع دی کہ ان کے ایک عزیز ۱۰/ کو کراچی جا رہے ہیں، اب مطلوبہ اوراق اور یہ خط انھیں بھجوا رہا ہوں۔

۹/ تاریخ ہی کو ذوالفقار مصطفےٰ کو ایک خط لکھا تھا جس میں ایک خط مشفق خواجہ صاحب کے نام بھی تھا اور جلیل قدوائی، اسلم فرخی، فرمان فتحپوری، ڈاکٹر محمد اسلم اور ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین (لطیف آباد) کے نام کے خطوط بھی تھے۔ ان میں سے کوئی خط ظاہراً کسی کو نہیں ملا۔ خواجہ صاحب اور ذوالفقار مصطفےٰ صاحب کے خطوط میں، میرے خطوط کا کوئی ذکر نہیں۔

اتنے خطوط ضائع ہو جانے سے بہت صدمہ پہنچا۔

صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ مجھے ۹/ نومبر کے بعد پتا چلا کہ یہاں ڈاک کی شرح بڑھ گئی ہے ان لفافوں اور پیکٹ پر ٹکٹ میں نے پرانی شرح کے مطابق لگائے تھے، اگر ملک کے اندر کی ڈاک ہوتی تو بیرنگ ہو کر انھیں مل جاتی، باہر کی ڈاک تھی ظالموں نے ضائع کر دی۔

اس عرصے میں ''طبقات سخن'' کی اشاعت کا علم ہوا، مرتبہ سے میری خط کتابت نہ تھی لیکن میں نے انھیں لکھا کہ تین نسخے رعایتی قیمت پر بھیج دیجیے، ایک میرے لیے ایک مشفق خواجہ صاحب کے لیے اور ایک ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی کے لیے جو اس کتاب کے شائقین میں ہیں۔ چند ہی دنوں کے بعد انھوں نے تین نسخے بھیج دیے ہدیۃً اور لکھا کہ خواجہ صاحب کو میں خود دے چکی ہوں۔ تیسرا نسخہ ڈاکٹر عابدی دہلی یونیورسٹی کو دے دیجیے، چنانچہ ان کا نسخہ دہلی بھجوا دیا، آپ کا نسخہ دستی بھیج رہا ہوں اب ان شاء اللہ یقینی طور پر پہنچ جائے گا۔ مرتبہ کا پتا کتاب پر موجود ہے انھیں ایک خط ضرور لکھ دیجیے گا جس میں ان کی محنت کی داد ہو۔

خطوط لکھتے رہا کیجیے، اگر میں خواجہ صاحب سے نہ پوچھتا تو مجھے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ میرے خطوط اور ان کے عکس آپ کو نہیں ملے۔

اپنے کوائف علمیہ سے مطلع فرمائیے۔

اب پاکستان کے لیے ہوائی کاغذ پانچ روپوں کا اور لفافہ ساڑھے چھ روپوں کا ہو گیا ہے۔ رجسٹری کی فیس شائد وہی دس روپے ہے۔ ممکن ہے آپ کے یہاں بھی شرح بڑھ گئی ہو۔ ہمدرد والوں کا انگریزی رسالہ پرسوں آیا ہے جس پر پانچ روپوں کے ٹکٹ لگے تھے، یہ بیرنگ ہو گیا مجھ سے ڈاکیا دس روپے مزید لے گیا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

در چغتائی کے رسالہ ''نگار دہلوی'' کا عکس مل گیا تھا اور میں نے اسی زمانے میں اس کی رسید بھیج دی تھی احتیاطاً پھر لکھ رہا ہوں۔ رضا لائبریری جرنل بھجوایا تھا ملا ہوگا۔ اس کا صرف ایک ہی نمبر شائع ہوا۔

اتنا لکھنے کے بعد مشفق خواجہ صاحب کا مکتوب جو مجھے ۲۳رجنوری کو ملا ہے ایک ضرورت سے پڑھا تو اس میں اطلاع تھی کہ عکس کا پیکٹ آپ کو نہیں ملا، خطوط کا لفافہ مل گیا تھا۔ یقین ہے آپ نے مکتوب الیہوں کو خطوط بھیج دیے ہوں گے، چونکہ آج ۷رجنوری تک عبدالغنی شمس، حاجی محمد زبیر، محمود میمن صاحبان میں سے کسی کا جواب نہیں آیا اس لیے خیال ہوا کہ لفافہ ضائع ہوا، کاغذات میں آپ بھی دیکھ لیجیے گا مبادا کہیں رہ گیا ہو۔ جواب نہ آنے سے تشویش ہے۔ ستم یہ کہ آپ نے بھی خط نہیں لکھا کہ خطوط مل گئے، لیکن عکس والا لفافہ نہیں ملا! ایسا نہ کیا کیجیے۔

(۵۱)

باسمہ

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din Ahmed

علی گڑھ
۹۳/۳/۵ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

سخت انتظار کی حالت میں مورخہ ۲۶رفروری آج ملا، آپ کی علالت کچھ تشویش ناک نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی تردد کی بات نہیں۔ یہ یہاں وبائے عام ہے جس میں ایک عمر کے بعد ساٹھ ستر فی صدی بلکہ اس سے بھی زائد لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحیح علاج اور سخت پرہیز سے مرض دور ہو جاتا ہے آپ ابھی سے خیال رکھیں۔ اس وقت تو آپ بحمدہ صحت یاب ہو گئے ہیں اور ان شاءاللہ رہیں گے۔ لیکن آئندہ بھی کبھی یہ مرض لاحق ہو جائے تو تردد نہ کیجیے۔

مکتوب الیہم میں ابھی تک کسی کا جواب نہیں آیا۔ دیر سویر آ جائے گا۔ سرسید اور اکبر کی مراسلت کے بارے میں جو اطلاع آپ نے دی ہے اس سے تو بہت مایوسی ہوئی۔ اگر آپ نے اپنے قیام کے دوران اس کا انتظام نہیں کیا تو پھر ان کے ملنے کی توقع نہیں۔ جلیل احمد قدوائی صاحب سے اس مہم کو سر کرنے کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ ان سے پوچھیے اور ان کے مشورے کے مطابق عمل کیجیے اور مجھے اطلاع دیجیے۔

محمد شاہ نگینوی کے بارے میں جو معلومات آپ کو حاصل ہوئے ہیں انھیں شائع کر دیجیے یعنی جاپان جانے سے پہلے لکھ لیجیے دو سال یا پانچ سال کے بعد آپ آئیں گے تو اس وقت دوسرے موضوعات آپ کے سامنے ہوں گے۔ اس دوران میں مزید معلومات مل گئے تو آپ نظر ثانی و ترمیم کے بعد مضمون شائع کر سکتے ہیں۔

''دیوان نین سکھ'' میں نے اردو ادب میں چھپوا دیا تھا۔ جاپان کے اڈیشن کا ظفر اقبال صاحب نے نہ ذکر کیا اور نہ بھیجا۔ پان سات ماہ سے ان کا کوئی خط نہیں آیا۔ آپ جائیں گے اور مجلّہ کے وہ شمارے ملے جس میں ان کے مضامین چھپے ہیں تو وہ سب آپ بھیج دیجیے گا۔ پورا پرچہ بھیجنے کی ضرورت نہیں مطلوبہ اوراق بھیجنا کافی ہوگا۔

جو بات شروع میں لکھنے کی تھی وہ آخر میں لکھ رہا ہوں آپ کے ٹوکیو یونیورسٹی جانے کی اطلاع سے بہت خوشی ہوئی۔ خدا مبارک کرے۔ کچھ مسودات اور ضروری مواد اپنے ساتھ لے جائیے کہ وہاں سکون سے کام کرنے کے مواقع ملیں

گے۔ یہ انتظام رکھیے کہ آپ کے نام جو خطوط کراچی پہنچیں وہ دیر سویر جاپان بھیج دیے جائیں اپنے خطوط کے ساتھ۔ بیگم صاحبہ بھی ساتھ جا رہی ہیں یا فی الحال کراچی میں ہی رہینگی۔ موقع ہو اور گنجائش ہو تو انھیں لے جایے۔ اس طرح آپ وہاں زیادہ سکون اور آرام سے رہ سکیں گے۔

سرسید پر Ahmedeo کا مضمون، ڈاکٹر سید عبداللہ کا دوسرا یادگاری خطبہ آپ پہلے بھی بھیج چکے ہیں۔ نگار پاکستان کا انجم اعظمی نمبر فرمان صاحب نے بھیج دیا تھا ڈاکٹر اکرام کو ایک زمانے میں بہت ضرورت تھی، ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب نے بھی ایک نسخہ پچھلے سال بھیج دیا تھا، آپ کی عنایت کا شکر گزار بہر حال ہوا اور ممنون کہ یاد رکھا۔

قدوائی صاحب کو یہ خط ملتے ہی ٹیلی فون کر دیجیے کہ ہادی حسن مرحوم پر ان کا مضمون ایک شاگرد سے صاف کرا کے کاتب کو بھیج دیا ہے۔ اب وہ ٹائپ کرا کے نہ بھیجیں کہ اس کی ضرورت نہ رہی۔ کتاب بحفاظت تمام انھیں پہنچایے، بہتر ہو خود جا کر انھیں دیجیے۔

ان سے مشورہ لیجیے اور کراچی والا کام کرا کے جایے۔

محمد علی اثر کے نام کا خط ڈاک گھر بھیج رہا ہوں۔ امید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

ڈاکٹر مسعود احمد اور حکیم محمود احمد برکاتی صاحب کے خطوط ڈاک کی سپرد کر دیجیے گا۔

دکتر معین الدین عقیل صاحب
شعبۂ اردو، کراچی یونیورسٹی
کراچی۔75270

(۵۴)

باسمہ

Prof. MUKHTAR UD DIN AHMED
Pro-Vice-Chanceller
Jama-i-Urdu
Aligarh.

Tel. : 4517
NAZIMA MANZIL
4/286, Amir Nishan Road
Dodpur, Aligarh- 202002

Dated ۹۲/۱/۲۵ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

میں لکھ چکا ہوں کہ بزم تیموریہ کے دوسرے ایڈیشن کی پہلی جلد اب بازار تو کیا دار المصنفین میں بھی موجود نہیں۔ دوسری اور تیسری جلد موجود ہے، پہلی جلد شائع ہو گی لیکن ممکن ہے کچھ تاخیر ہو۔ کتاب مکمل ہونے پر بھیجی جائے یا ناقص کتاب بھجوا دی جائے، لکھیے گا۔

کسی لفاف میں پانچ سات پاکستانی کارڈ اور دس پندرہ لفاف یا بدرجہ مجبوری ٹکٹ رکھ کر بھیج دیجیے ممنون ہوں گا۔ ایک دوست نے بیس لفاف بھیج دیے تھے آج ختم ہو گئے۔

اپنے علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیے۔امید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

(۵۳)

باسمہ

Profeaspr
Mukhtar-Ud-Din lAhmed

۲۶۔نیپا ہوسٹل
کراچی
۲۸/اگست ۱۹۹۳ء

مکرمی ڈاکٹر سید معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

ٹوکیو (جاپان) سے بھیجا ہوا آپ کا خط مورخہ ۱۲/جولائی مجھے ۱۹/کو مل گیا تھا شکریہ۔خیر وعافیت سے پہنچنے کی خبر ملی اور یہ کہ اپنے کام میں آپ مصروف ہو گئے ہیں اور آپ وہاں مطمئن ہیں اس خبر سے خوشی ہوئی۔

اس خط سے پہلے آپ کا کوئی خط مجھے موصول نہیں ہوا

شاہ جہاں پوری صاحب نے کتابیں بھیج دی تھیں اور میں نے آپ کی اور ان کی ہدایت کے مطابق لوگوں کو ارسال کر دی تھیں اسی زمانے میں۔

پروفیسر نذیر احمد تین ماہ سے امریکہ میں ہیں۔نذر فخر الدین علی احمد کا کام ہو رہا ہے اس کے بعد ان کے احباب نذر نذیر احمد بھی جلد ہی شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پچھلے ماہ اردن جانے کا ارادہ پختہ تھا وہاں ہوائی ٹکٹ کا PTA بھی آ گیا تھا لیکن اگست میں پاکستان آنا تھا اس لیے اردن نہ جا سکا اور ٹکٹ واپس کرا دیے۔

میں یہاں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی ایک کانفرنس میں ۷ کو آیا، ۱۲/کو اس کا بہت کامیاب جلسہ ہوا، میں نے ان کے ملفوظات پر مضمون پڑھا۔۱۶/کو انجمن ترقی اردو نے مولوی عبدالحق مرحوم کی برسی نیپا کے ہال میں منائی، مجھے از راہ کرم مہمان خصوصی بنایا جس میں میں نے مولوی صاحب سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا۔انجمن کے اس ڈنر میں شب کو شریک ہوا۔۲۱/اگست کو شعبۂ اردو نے لیکچر کا انتظام کیا میں نے تحقیق کے مسائل پر تقریر کی۔قائم مقام وائس چانسلر بھی موجود تھے یعنی ایس۔آئی۔احمد، ارتفاق علی صاحب انگلستان گئے ہوئے تھے۔۲۶ کو وائس چانسلر نے یونیورسٹی گیسٹ ہاؤس میں ظہرانہ دیا، شعبۂ اردو کے سارے اساتذہ موجود تھے، ڈین بھی آئے تھے جو شعبۂ انگریزی کے پروفیسر ہیں، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صاحب اور ابوالخیر کشفی صاحب اور دوسرے اصحاب سے بہت اچھی ملاقاتیں رہیں۔آپ بہت یاد آئے۔آپ کی فرمائش پر یہ تفصیلات لکھ دیں۔

یہاں اپنے پروگرام سے زیادہ دن ٹھہر گیا، میرے اصل میزبان تو آپ جانتے ہیں مشفق خواجہ صاحب ہوتے ہیں ان کا بھی خیال ہوا کہ بہت دنوں پر آیا ہوں جتنے زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے بہتر ہے، سیکڑوں سے مل چکا ہوں لیکن ابھی پچاسوں اصحاب ایسے ہیں جن سے ملاقات کا یا ان کے یہاں جانے کا موقع نہ مل سکا۔خیر یار زندہ صحبت باقی۔خواجہ صاحب نے ایک رات ایک چینی ریسٹوران see gull میں مدعو کیا مشتاق احمد یوسفی ا سے ملاقات کرائی جن سے اب تک مل نہ سکا تھا اگر

چہ ان کی تصانیف ساری پڑھ چکا تھا۔ وہ آج کل ایک ناولٹ لکھ رہے ہیں آج ان شاء اللہ لاہور جا رہا ہوں ممکن ہوا تو اسلام آباد بھی جاؤں گا۔

میسور کے شاعر حسین علی عزت۲ کے بارے میں میرا مشورہ ہے کہ عبدالغفار شکیل۳ کا مضمون عہدِ حیدر علی و ٹیپو سلطان میں اردو (مطبوعہ اردو ادب ستمبر ۱۹۵۷) دیکھیے اگر اب تک نہ دیکھا ہو، یہ ۲۰ صفحات کا مضمون ہے اس میں ذکر ہے کہ حسین علی عزت نے ٹیپو کے حکم سے موسیقی کے قواعد و اصول پر مفرح القلوب۴ لکھی تھی اس میں مختلف عنوانات کے تحت موسیقی کے مسائل سمجھائے گئے ہیں۔ ہر عنوان سے پہلے فارسی غزل درج ہے پھر اردو غزلیں درج کی ہیں۔ تفصیلات کے لیے آپ شکیل صاحب کو میسور خط لکھیے

آپ کے شاگردوں یا عزیزوں میں ایک صاحب مولوی صاحب کی برسی کے جلسے میں ملے تھے اور میرا خط اپنے خط کے ساتھ آپ کو جاپان بھیجنے پر آمادہ تھے۔ ایک دن آئے بھی تھے اس وقت احباب میں گھرا تھا خط نہ لکھ سکا۔ خط لکھنے کا اب موقع ملا ہے۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

یہ خط آپ کے گھر کے پتے پر لکھ رہا ہوں یقین ہے آپ کے اعزہ اپنے خط کے (ساتھ) آپ کے پاس بھیج دیں گے۔

(۵۴)

باسمہ

علی گڑھ

۹۳/۱۱/۱۲ء

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۱ ستمبر یہاں ۶ اکتوبر کو پہنچا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوا۔

افسوس مجھے بھی ہوا کہ آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، لیکن اس کی خوشی تھی کہ آپ ایک اچھی اور نسبتہً پرسکون یونیورسٹی میں ہیں جہاں سے سکون سے کام کرنے کے مواقع زیادہ ہیں۔

حسین علی عزت کے بارے میں جو کچھ معلوم تھا وہ پچھلے خط میں لکھ چکا ہوں۔ عبدالغفار شکیل شائد کچھ اطلاعات فراہم کر سکیں۔ ان کا پتا کاغذات میں کہیں گم ہے، اب ایک دوست سے حاصل کر کے لکھ رہا ہوں، اسی لیے جواب میں تاخیر بھی ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالغفار شکیل 24-22 منڈی محلہ، میسور

خودنوشت کس کی لکھی ہوئی ہے؟ زمانہ تصنیف کیا ہے؟ مقدمہ آپ کراچی یا لاہور کے رسالوں میں شائع کرائیں ورنہ مجھے بھیج دیجیے، یہاں شائع ہو جائے گا۔

تذکرۂ مسرت افزا پر آپ کا مضمون مل گیا تھا اور میں نے ڈاکٹر صاحب کو دے دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر شریف حسین قاسمی! کے حوالے کر دیں جو دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ فارسی میں استاد ہیں اور نذر نذیر احمد کے لیے مضامین جمع کر رہے ہیں، بہت اچھا مضمون ہے، میں نے دیکھ لیا ہے، ضرور شائع ہوگا لیکن اس میں ابھی تاخیر ہوگی۔ آپ کبھی ہندستان کسی کو خط لکھیں تو شریف صاحب کو احتیاطاً ایک خط لکھ دیجیے اور پوچھیے کہ کتاب کب تک شائع ہوگی۔ مقصد یہ ہے کہ ان کی رسید آپ کے پاس ہو۔ ویسے

میں نے ان کے نام خط میں تحریر کیا تھا کہ مضمون کی رسید آپ کو بھیج دیں۔لیکن بہت سے لوگ خط کتابت میں چست نہیں ہیں۔

شہزادہ مبارز الدولہ[۲] والا مضمون فخر الدین علی احمد والے مجموعے میں شائع ہو رہا ہے۔گزشتہ ماہ میں غالب انسٹی ٹیوٹ گیا تھا اور اشاعت کے لیے مضامین منتخب کر کے، کمیٹی سے منظور کرا کے، مسودات کارکنوں کے حوالے کر دیا ہے (دیے ہیں)، کتابت شروع ہو گئی ہے۔

اہم متون کی اشاعت کی میں اطلاع آپ کو دوں گا، لیکن بہتر یہ ہوگا کہ ھندستان کے کچھ رسائل معارف، آج کل، غالب نامہ وغیرہ اور اخباروں میں ہماری زبان وہاں منگواتے رہیں تاکہ ھندستان کی ادبی سرگرمیوں کی آپ کو برابر اطلاع ملتی رہے۔

مبازر الدولہ والا مضمون غالب انسٹیٹیوٹ سے شائع ہونے والی کتاب میں شامل ہوگا۔اس کا معاوضہ آپ کو ایک ہزار روپیہ ملے گا۔آپ حیدرآباد یا کسی مقام کے دوست کا نام تحریر فرمایئے جسے یہ رقم بھیج دی جائے۔مجھے بھی لکھیے اور ڈاکٹر نذیر احمد سکریٹری غالب انسٹی ٹیوٹ، ایوان غالب، مارگ، نئی دہلی 110002) کو رقم کی رسید بھیج دیجیے اور یہ اطلاع کہ رقم کہاں بھیجی جائے۔

اس طرح یہاں کے کتب و رسائل منگوانے کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔آپ اپنے دوست ڈاکٹر عزیز کو لکھیں کہ مطلوبہ رسائل و اخبارات کی قیمت مع محصول آپ کی طرف سے جمع کر دیں۔صرف دو باتوں کا خیال رہے، ارسال کتب و رسائل و اخبارات میں ڈاک کے اخراجات خاصے ہوں گے۔دوسری بات یہ کہ کتابیں تو لوگ آپ کو رجسٹری سے بھیج دیں گے اور وہ پہنچ بھی جائیں گی لیکن رسائل و اخبارات کے شمارے ممکن ہے درمیان سے غائب ہوتے رہیں۔میں معارف کا خریدار ہوں سال میں چار پانچ شمارے راہ میں غائب ہو جاتے ہیں، ہماری زبان میرے پاس بھیجا جاتا ہے لیکن متعدد شمارے ڈاک کی بدنظمی کی نذر ہو جاتے ہیں۔یہ اعظم گڑھ۔دہلی اور علی گڑھ کا حال ہے تو جاپان تو بہت دور ہے۔میں صبر کرتا ہوں اور آپ کو بھی صبر ہی سے کام لینا ہوگا۔

ہماری زبان میں انجمن کی مطبوعات کی فہرست چھپتی رہتی ہے میری کتابوں پر تبصرے شائع ہوتے ہیں ان سے آپ کو جدید مطبوعات کا حال معلوم ہوتا رہے گا۔اخبار و رسائل معمولی ڈاک سے تاخیر سے ملیں گے ہوائی ڈاک سے جلد پہنچیں گے لیکن محصول بہت خرچ ہوگا۔ان سب باتوں پر غور کر کے کوئی فیصلہ کریں۔

''ادیب'' کی اشاعت بس ابکی تاخیر ہو رہی ہے بہرحال جب بھی چھپے گا کراچی بھیج دیا جائے گا، مرزا خلیل بیگ[۳] جاپان بھیجیں اس کی توقع نہیں۔فکر و نظر کا ''نذیر احمد نمبر'' شائع ہونے والا ہے، توبۃ النصوح یا ان کی کسی کتاب یا نذیر احمد پر کوئی مضمون اگر آپ مہینے بھر کے اندر (یا اس سے بھی پہلے) لکھ کر بھیج دیں تو خوب ہو۔

حالی نمبر شائع ہو گیا ہے اور بازار میں موجود ہے۔کوئی معتبر آدمی آنے جانے والا مل گیا تو اس کے ہاتھ کراچی بھجوا دوں گا۔فکر و نظر، غالب نامہ اور آج کل بھی کچھ معاوضہ پیش کرتا ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہوگا۔آپ اگر نذیر احمد پر کوئی مضمون لکھیں تو براہ راست شہریار صاحب مدیر فکر و نظر (شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کو رجسٹری سے بھیجیں اور اس کی زیروکس کاپی ضرور بالضرور اپنے پاس رکھ لیں۔

اپنی یونیورسٹی اور اپنے شعبے کے علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیں۔امید ہے مزاج بخیر ہوگا والسلام

مختار الدین احمد

(اپنی یونیورسٹی کو متوجہ کیجیے کہ شعبہ اردو یا یونیورسٹی لائبریری کے لیے یہاں سے علمی رسالے منگوائیں بلکہ علمی وتحقیقی رسائل کے پچھلے شمارے بھی جو آپ کے شعبے بلکہ عربی فارسی کے شعبوں کے لیے بھی ایک حد تک (اس لیے زبان اردو) مفید ثابت ہوں گے۔ ''خدا بخش لائبریری جرنل'' بہت اہم علمی رسالہ ہے اس کے اب تک ۷۷ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہندستان میں سالانہ =/75 رُپے، دیگر ممالک کے لیے 120 ڈالر۔ غالب نامہ سال میں دوبار شائع ہوتا ہے جلد ۱۴ شمارہ ۱۲ بھی شائع ہوا ہے اس شمارے کی قیمت 50 صفحات ۲۴۰، پچھلے شماروں کی قیمت 40,30,20 رُپے۔ اس کے مومن نمبر، قاضی عبدالودود نمبر، محمود شیرانی نمبر، مسعود حسن رضوی نمبر اور عرشی نمبر بھی شائع ہوئے ہیں۔ رسالہ ''آج کل'' حکومت هند کا رسالہ ہے ہر ماہ شائع ہوتا ہے زرِ تعاون اندرون ملک =/30، پاکستان کے لیے بحری ڈاک کے =/66 اور ہوائی ڈاک کے =/186 رُپے لیے جاتے ہیں دیگر مملک سے ہوائی ڈاک کے =/306 سالانہ۔ ترسیل زر کا پتا: بزنس منیجر پبلی کیشنز ڈویژن، پٹیالہ ہاؤس نئی دہلی۔ 110001۔ نومبر کی اشاعت میں فسانہ عجائب مرتبہ رشید حسن خاں پر بڑا طویل تبصرہ نثار احمد فاروقی صاحب کا چھپا ہے۔ آپ کے پڑھنے کے لائق۔ اس ماہ رشید حسن خاں کا جواب شائع ہونے والا ہے۔

(۵۵)

باسمہ

علی گڑھ

۲۲ر فروری ۹۴ر ء

۱۰ر رمضان ۱۴۱۴ر ھ

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۸ر فروری یہاں ۱۷ر کو موصول ہوا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کے خط کا جواب میں نے نہ بھیجا۔ آپ کے ہر خط کا جواب دیر سویر ضرور دے دیا کرتا ہوں۔ بلکہ بعض علمی وادبی امور کے متعلق کسی کو لکھنا ہوا تو وہ فوراً کر دیتا ہوں۔ بھئی جاپان تو دور ہے دہلی سے علی گڑھ خط نہیں پہنچتے اور پہنچتے ہیں تو کبھی کبھی پانچ دنوں کے بعد۔

خلیق انجم صاحب کا خط آ گیا تھا کہ مضمون ''ہماری زبان'' میں شائع ہوگا اور دو کاپیاں اس شمارے کی آپ کو بھیج دی جائیں گی۔ اطمینان ہو گیا تھا احتیاطاً پھر بھی میں نے حبیب خاں صاحب اسسٹنٹ سیکریٹری کو تاکید کر دی تھی۔ ایک بار آئے تو انھوں نے اطلاع دی کہ مضمون چھپ گیا ہے۔ ڈاک کی بدنظمی سے اس اخبار کے کئی شمارے مجھے نہیں ملے اس لیے میں نے ابھی تک نہیں دیکھے۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ وہ شمارے انجمن نے آپ کو بھیج دیے ہوں گے اور آپ کو مل گئے ہوں گے۔ آپ کا خط پاتے ہی میں نے خلیق انجم صاحب کو لکھا ہے کہ اگر مضمون واقعی چھپ گیا ہے تو دو کاپیاں آپ کو فوراً بھیج دیں، نہیں چھپا تو فوراً چھاپیں گزشتہ یکشنبہ کو خاں صاحب سے بھی بات کی ہے اور انھیں اطلاع دی ہے کہ آپ اواخر فروری تک کراچی پہنچ رہے ہیں۔ جاپان کی بہ نسبت کراچی خط رکتاب ررسالہ بھیجنا سہل ہے اس لیے وہ تیار ہو گئے ہیں کہ ہماری زبان کے دو شمارے آپ کو کراچی یونیورسٹی یا گھر کے پتے پر بھیجیں گے اور وہ ایک خط مشفق خواجہ صاحب کو دوشنبہ، سہ شنبہ کو بھیجنے والے ہیں آپ کے مضمون کا تراشہ وہ خواجہ صاحب کے لفافے میں رکھ دیں گے۔

افسوس ہے کہ قاسمی صاحب نے آپ کو مضمون کی رسید بھیجنا کیا معنی آپ کے خط کا جواب بھی اب تک نہیں دیا ہے۔ میں نے کل ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے اس کا ذکر کر دیا ہے اور آج ایک خط قاسمی صاحب کو لکھ رہا ہوں۔ ذاکر صاحب کہتے ہیں کہ مضمون مل گیا ہے۔ مضامین ابھی جمع ہو رہے ہیں اشاعت میں تاخیر ہوگی۔ فخر الدین علی احمد والی کتاب پہلے شائع ہوگی۔ مضامین کی کتابت ہو رہی ہے اور انگریزی مضامین اب کمپوز ہونے والے ہیں۔

''اضراب سلطانی'' کے لیے میں نے علیم صبا نویدی[۲] کو لکھا تھا (وہ اپنی تصانیف برابر مجھے بھیجتے رہتے ہیں) کہ اس کا ایک نسخہ بنگلور سے منگوا کر چاہیں تو اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ بھیج دیں، عقیل صاحب بھی اپنی تصنیف یا تصانیف آپ کو بھیج دیں گے؟ یا آپ مجھے بھیج دیجیے میں قیمت اور محصول ڈاک آپ کو اور کتاب عقیل صاحب کو بھیج دوں گا۔ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب وہاں سے آپ کو بھیجی نہیں جا سکتی مرتب کو میں نے اس لیے نہیں لکھا کہ ان سے زیادہ تعلقات نہیں تھے اس لیے لکھتے ہوئے اچھا نہیں معلوم ہوا۔ اب آپ کے خط آنے پر ناچار ۱۸ر کو دو خط ڈاکٹر صبغت اللہ کو لکھے۔ ایک ان کے شعبے کے پتے پر اور دوسرا [گھر کے] پتے پر۔ کوئی خط تو انھیں مل جائے گا آپ کو بھیجنے کے بجائے میں نے لکھا کہ مجھے بھیج دیں، قیمت میں آپ کو بھیج دوں گا اور کتاب [مجھے] ملی تو میں آپ کو کراچی بھیج دوں گا۔ اطمینان رکھیے دہلی میں یہ کتاب مل جاتی تو آسانی ہوتی۔

''نگارستان سخن'' ایک بار مجھے ملی لیکن نادر ہونے کی وجہ سے ایشو نہیں کی جا سکتی تھی ناظم شعبہ (ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری) کی اجازت کے بغیر، وہ اس دن موجود نہیں تھے، پھر گیا تو کتاب اپنی جگہ پر نہیں ملی۔ پھر جاؤں گا اور ابتدائی تین چار صفحات کے عکس ان شاء اللہ بھیج دوں گا۔

شعبے کا پتا محفوظ تو ہوگا؟

خوشی ہوئی کہ جاپان میں آپ کا وقت اچھا گزر رہا ہے اور لکھنے پڑھنے کے مواقع بھی مل رہے ہیں کراچی پہنچنے کی تاریخ سے اطلاع دیجیے گا اور پھر واپسی کی تاریخ بھی لکھیے گا۔

علیم صبا نویدی اور ڈاکٹر صبغت اللہ کو کبھی اپنی کتاب بھیج دیجیے، کبھی کسی مضمون کا آف پرنٹ، اس طرح تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور قائم رہتے ہیں۔ نویدی صاحب کے مضمون کا تراشہ آپ کو بھیج دیا تھا اس پر ان کا پتا درج ہے پھر لکھتا ہوں: ۲۶ امین النساء بیگم اسٹریٹ۔ ماؤنٹ روڈ مدراس 600002۔ صبغت اللہ صاحب کے پتے یہ ہیں: ڈاکٹر محمد صبغت اللہ نمبر ۴/۲ امتیاز بلڈنگ فورتھ کراس مار پا تو ٹا جے سی نگر بنگلور۔ ۶ دوسرا پتا: شعبہ اردو بنگلور یونیورسٹی، بنگلور۔ انھوں نے ڈاکٹر فھمیدہ بیگم کی نگرانی میں ''غواصی کی مثنویوں کا تنقیدی مطالعہ'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ہے۔ ان کے ایک مضمون: ''شعبہ اردو جامعہ بنگلور کی تحقیقی خدمات'' (ہماری عبان ۱۵/اپریل ۱۹۹۳) سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عبد المناف صاحب نے ڈاکٹر م ن سعید کی نگرانی میں ''اضراب سلطانی: ادبی و تاریخی مطالعہ''[۳] پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کے لیے داخل کیا ہے۔

زحمت نہ ہو تو آپ کراچی جائیں تو دو قلم میرے لیے جاپان سے لیتے جائیں۔ ایک کی نب موٹی ہو اور دوسرے کی اوسط، باریک نہ ہو باریک نب کے کئی قلم میرے پاس ہیں۔ پارکر، شیفر وغیرہ کی ضرورت نہیں وہ جاپان سے شائد امریکہ سے بھی زیادہ قیمتی ہوں۔ معمولی یا اوسط قیمت کے قلم خریدیے لیکن اچھے اور مضبوط ہوں۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نے بغیر فرمائش کے اپنے طور پر ایک جاپانی قلم بھیجا تھا، اچھا تھا اتفاق سے لکھتے وقت فرش پر گر گیا اور نب ٹوٹ گئی۔ یہاں نہیں ملی۔ قلم آپ علی گڑھ/دہلی کسی آنے

والے کے ہاتھ بھیج دیں یا مشفق خوجہ صاحب کے حوالے کریں، کوئی مناسب اور معتبر آدمی انھیں ملا تو وہ بھیج دیں گے۔

خط لکھیے تو سادہ جگہ استعمال کر لیا کیجیے۔ اپنے تجربات و تاثرات لکھ دیا کیجیے اور یونیورسٹی کے علمی کوائف۔ کبھی عربی و اسلامیات اور فارسی کے اساتذہ و محققین کے بارے میں بھی کچھ بتائیے گا، لیکن یہ سب کچھ بوقت فرصت۔

آپ کی بیگم صاحبہ اگر جاپان میں آپ کے ساتھ ہوں تو انھیں ہم دونوں کا سلام پہنچائیے، امید ہے آپ بخیر ہوں گے

والسلام

مختار الدین احمد

ایرلیٹر اگر آپ لکھیں تو ہر طرف سے اسے چسپاں نہ کیجیے، کبھی کبھی کھولنے میں کاغذ پھٹ جاتا ہے۔

(۵۶)

باسمہ

علی گڑھ

۹۶/۵/۲۰ء

عقیل صاحب مکرم السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۹/۴ مجھے ۱۶/۴ کو مل گیا تھا، معذرت خواہ ہوں کہ فوراً جواب نہ دے سکا۔ افسوس ہوا کہ انجمن نے مولوی احمد دین پر آپ کا مضمون ہماری زبان کے جس شمارے میں چھپا تھا وہ اب تک آپ کو موصول نہیں ہوا، حالانکہ خلیق انجم صاحب سے مضمون کی اشاعت سے پہلے میں نے وعدہ کرا لیا تھا، بعد کو بھی انھیں متوجہ کیا اور حبیب خاں صاحب کو تو متعدد بار کہا اور انھیں متوجہ کیا۔ اس ہفتہ بھی خلیق صاحب کو متوجہ کیا ہے۔ وہ شمارہ جو میرے پاس آیا تھا مل نہیں رہا ہے غالباً کوئی صاحب پڑھنے کو لے گئے اور اخبار سمجھ کر انھوں نے واپس کرنے کا تکلف نہیں کیا۔ بہر حال اب بھی اگر انجمن نے نہ بھیجا ہو تو لکھیے میں کسی طرح آپ کے مضمون کا عکس بنوا کر بھیج دوں گا۔ سنیچر یا اتوار کو حبیب خاں آئیں گے تو پھر متوجہ کروں گا۔ کیا حال ہو گیا ہے ہمارے اداروں کا۔ اپنی کراچی آنے کی ڈاک بھی دکھوا لیجیے ممکن ہے وہاں بھیج دیا ہو۔

خوشی ہوئی کہ علیم صبا نویدی صاحب نے میری گزارشات پر توجہ کی اور ''اضراب سلطانی'' کا نسخہ انھوں نے آپ کو بھیج دیا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن نکالنے میں کوئی حرج نہیں آپ کا ایڈیشن ہر لحاظ سے بہتر ہوگا۔ آپ کے پاس اس کا ایک قلمی نسخہ بھی ہے۔

''نگارستان سخن'' کے ابتدائی صفحات کے عکس دو نسخوں سے بنوا کر احتیاطاً دو بارہ آپ کو کراچی کے پتے پر بھیجا ہے [بھیجے ہیں] کہ آپ کو یقیناً مل جائے [جائیں گے]۔ خیال تھا کہ اس وقت تک آپ کراچی ہی میں ہوں گے۔ آپ کے خط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پہلا پیکٹ میں نے یکم اپریل کو روانہ کیا تھا۔

ملیشیا اور کوالالمپور کے سفر کا حال آپ نے لکھا پڑھ کر خوش ہوا۔ سہیل عمر صاحب سے اقبال اکیڈمی میں ملاقات ہوئی تھی، مجھے وہ بہت پسند آئے۔ بہ حیثیت انسان کے بھی اور بہ حیثیت مصنف و مضمون نگار کے۔ اپنے رسالے ''روایت'' کے تین چار شمارے انھوں نے از راہ کرم بھیجے بھی تھے دو شمارے جو۔۔۔۔۔۔ پر انھوں نے شائع کیے بڑے کام کے ہیں اور میرے نسخے اب تک علی گڑھ کے احباب میں گشت میں ہیں افسوس ہے کہ بعد کے شمارے میں حاصل نہ کر سکا۔ سہیل صاحب کے وہاں

(ــے) چلے جانے کے بعد یہ رسالہ شائد ہی جاری رہا ہو۔ یہ معلوم نہ تھا کہ یہ سراج منیر۳ کے برادر نسبتی ہیں، انھیں خط لکھیے تو میرا سلام لکھیے۔ عبدالرحمٰن پارکرہؔ سے میری علی گڑھ میں ملاقات ہوئی تھی۔ مرحوم کے پاس سلیمان شکوہ کے دیوان کا قلمی نسخہ ہے سہیل صاحب سے پوچھیے یہ یونیورسٹی اسلام کے کتب خانے میں آ گیا ہے یا نہیں، ان کی دوسری قلمی کتابوں کی فہرست اگر وہ آسانی سے بھیج سکیں تو انھیں زحمت دیجیے۔ قریشی صاحب کا کتبخانہ تو بہت اچھا اور قیمتی ہوگا وہاں ابھی پہنچا یا نہیں، کس قیمت کو حاصل ہوا؟ قیمتیں تو وہاں کے لوگ بہت اچھی دیتے ہوں گے جبھی ان دونوں حضرات نے امریکہ یا انگلستان کے کتب خانوں پر ملیشیا کو ترجیح دی۔ اگر قیمتوں کا اندازہ ہو جائے تو یہاں بعض احباب کو متوجہ کروں۔ پوری تفصیل بھجوایئے۔

فخر الدین علی احمد مجلّہ میں حیدر آباد سے متعلق آپ کے مضمون کی کتابت ہو گئی ہے آئندہ ماہ سارے کتابت شدہ اجزا پریس چلے جائیں گے اس کا معاوضہ مبلغ ایک ہزار رُپے آپ کو پیش کیے جائیں گے۔ میرے ہی خط میں سہی ایک دفعہ سکریٹری ایوان غالب پروفیسر نذیر احمد صاحب کو لکھ بھیجے کہ یہ رقم ھندستان میں کہاں بھیج دی جائے۔ اگر مستقبل قریب میں دہلی آنے کا ارادہ ہو تو لکھیے کہ اپنے پاس رکھیں دہلی آؤں گا تو لے لوں گا۔ اس طرح یہاں سے اپنی پسندیدہ کتابیں خرید کر لے جا سکیں گے یا ایوان غالب کی مطبوعات، خاص طور پر غالب نامہ کراچی کے پتے پر منگوا سکتے ہیں۔ اس کے اب تک شاید ۲۸ شمارے نکل چکے ہیں ان کی اہمیت کا اندازہ ڈاکٹر سید معین الرحمٰن کی ایک شاگرد عاصمہ اعجاز۵ کی کتاب ۔۔۔۔۔ سے ہو سکتا ہے۔ انھوں نے اس رسالے کے ۶،۵۶۹ صفحات میں دوسو اہل قلم کے ساڑھے پانچ سو کے قریب مضامین پڑھ کر تجزیاتی مطالعہ کیا ہے جو کوئی ۴۰۰ صفحات پر چھپ کر اس ہفتے آیا ہے۔ قیمت اگر آپ لکھیں گے تو کچھ رعایت بھی ہو سکتی ہے ویسے ڈاک کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے۔ معین الرحمٰن صاحب نے اس کتاب کے پانچ نسخے اور ام۔اے(اردو) کا ایک مقالہ (مختار الدین احمد :بحیثیت غالب شناس) بھیجا ہے اس پر ڈیڑھ سو روپے خرچ ہوئے ہیں اگر چہ یہ پیکٹ بحری جہاز سے آیا ہے۔ آپ اپنا معاوضہ حیدر آباد یا کسی کو بھجوا سکتے ہیں۔ قاسمی صاحب کو آپ کا مقالہ تو ضرور مل گیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ اس کی رسید انھوں نے آپ کو نہیں بھیجی اس مجلّہ کی ترتیب واشاعت میں ابھی دیر ہے۔ جب چھپے گا تو آپ کو ضرور بھیجا جائے گا۔ آپ جاپان میں کب تک ہیں۔

قلم ڈاک سے ہرگز نہ بھیجیے، کراچی جانے والا کوئی معتبر آدمی مل جائے تو خواجہ صاحب کو بھجوا سکتے ہیں لیکن اس کی کوئی جلدی نہیں۔

نثار زبیری صاحب کو بھی میرا سلام لکھیے افضال حسین قادری مرحوم کی خدمت میں مجھے نیاز حاصل تھا اور ان کے بھتیجے جو کراچی یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات میں استاد تھے، میرے ہم سبق ہی نہیں دوست بھی ہیں۔ معلوم نہیں اب کہاں ہیں کیا کررہے ہیں۔

پروفیسر محمد باقر۶ (لاہور) کا کتب خانہ حکیم محمد سعید صاحب کے بیت الحکمۃ میں پہنچ گیا ہے لیکن پچھلی ملاقات (جولائی ۱۹۹۳) میں مجھ سے کہتے تھے معاہدے کے باوجود بہت سی کتابیں انھوں نے روک لیں۔ خیر یہ تو لاہور اور کراچی کا معاملہ ہے یہاں سے گیا اور وہاں محفوظ ہو گیا (اگر چہ میرا دل چاہتا تھا کہ ذخیرہ باقر پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہوتا تو لوگوں کو اس سے استفادہ آسان ہوتا جہاں تک قریشی صاحب کے ذخیرہ کتب کا معاملہ ہے۔ میں آپ سے متفق ہوں لیکن اس میں ایک اچھا پہلو یہ ہے کہ اس ذخیرے کی کسی کتاب کا عکس اگر آپ کو مطلوب ہو تو بآسانی فراہم ہو سکتا ہے ھندستان یا پاکستان

میں وہ آسانیاں لائبریری کے ارباب حل وعقد فراہم نہیں کرتے جو یورپ یا دوسرے ملکوں میں ہیں۔ ملیشیا میں میرے خیال میں آسانیاں ہوں گی

اپنی علمی کوششوں سے برابر ہمیں باخبر رکھیے۔ ہاں یاد آیا ۲۹راپریل کو 'مدح وقدح دکن' کا نسخہ موصول ہوا۔ بہت دلچسپی سے پڑھا۔ عمر خالدی صاحب ۸ سے بھی غائبانہ تعارف ہوگیا، بہت کام کے آدمی ہیں۔ خالدی صاحب مرحوم سے میرے تعلقات تھے، حیدرآباد جاتا تو ان سے ملنے کی ضرور کوشش کرتا تاریخ اسلام کے بہت بڑے عالم تھے۔ خدا کرے عمر خالدی صاحب ان کی غیر مطبوعہ تحریرات مرتب کر کے شائع کرسکیں۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے والسلام

مختار الدین احمد

(۵۷)

باسمہ

علی گڑھ

۳۱/۱/۹۵ء

محبی السلام علیکم

مورخہ ۱۷رجنوری کل نسبتہً تاخیر سے ملا۔ لطف یہ ہے کہ اس پر نہ یہاں کے ڈاک گھر کی مہر ہے نہ جاپان کی۔ ٹکٹ بالکل سادہ ہے۔ آپ کا دسمبر کا لکھا ہوا خط نہیں ملا، یہ جہاں تک یاد آتا ہے پہلا خط ہے جو جاپان اور ھندستان کی راہ میں ضائع ہوا، آپ نے ظاہرا یہ لفافہ رجسٹری سے نہیں بھیجا، اگر بھیجا تو مشمولات کی وجہ سے کہیں کسٹم وغیرہ میں پہنچ گیا۔ بہت افسوس ہوا اس لیے بھی کہ لفافہ میں آپ کا تفصیلی خط تھا جس سے آپ کے سفر کے مزید حالات معلوم ہوتے۔ آپ کو خط علیحدہ اور قلم پارسل کے ذریعے بھیجنا تھا۔ مشفق خواجہ صاحب کو بھی بھیج دیتے تو وہ کسی آنے جانے والے کے ہاتھ ارسال کر دیتے۔ اب آپ عیدالفطر میں کراچی جائیں تو قلم اپنے ساتھ خرید کر لے جایئے ایک قلم موٹی نب کا ہو تو اچھا ہو۔ مزید روشنائی بھی کہ اب یہ چیزیں کراچی سے کسی آدمی کے ذریعے آئیں گی۔

تحقیق کا شمارہ (۸) زیر طبع ہے۔ ۴۰۰ صفحات چھپ چکے ہیں ۳۰۰ صفحات چھپنے باقی ہیں یہ دو ہفتہ پہلے کی اطلاع ہے اب تک تو مزید اوراق چھپ چکے ہوں گے۔ ڈاکٹر نجم السلام صاحب ایوان غالب کانفرنس میں دھلی آنے والے تھے ہم لوگوں کی دعوت پر لیکن ویزا ملنے میں تاخیر ہوتی گئی اور انھوں نے سفر کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ بلوچ صاحب ۲ کا مضمون اسی شمارے میں چھپ رہا ہوگا آپ بھی جلد بھیج دیجیے اور ایک عکسی نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیجیے۔

''یادگار نامہ فخر الدین علی احمد'' کی رسم اجرا ۲۱ر دسمبر کو صدر جمہوریہ ھند نے ایوان صدارت میں انجام دی، اب کتاب شائع ہوگئی ہے۔ اس ہفتے میں نے شاھد ماہلی صاحب کو لکھا ہے کہ آپ کا نسخہ جاپان بھیج دیا جائے میں نے آپ کا پتا انھیں لکھ دیا ہے۔ دس آف پرنٹس میں سے پانچ آپ کو جاپان بھجواؤں گا اور پانچ کراچی۔ غالب نامہ کے شمارے منگوانے کا خیال بہت اچھا ہے۔ میں اس سلسلے میں انھیں لکھوں گا کہ متعدد پیکٹوں میں رجسٹری کر کے کراچی بھیج دیے جائیں، ڈاک کا محصول یہاں پاکستان میں بہت بڑھ گیا ہے لیکن کیا کیا جائے۔ تیس بتیس شمارے اب تک اس کے شائع ہوئے ہیں اب ہر شمارے کی

قیمت =/۵۰ ہے لیکن پہلے کچھ کم تھی، سارے شماروں کی مجموعی قیمت (۱۹۹۰ کے دونوں شمارے کے ساتھ) کوئی =/۱۲۰۰ ہوتی ہے۔ محصول ڈاک کئی سو رُپے ہوں گے۔ میں دیکھوں گا کہ زرِ معاوضہ میں کتنے شمارے جا سکتے ہیں۔ دوسری شکل یہ ہے کہ اگر آپ آسانی سے اور ضوابط کے تحت کچھ رقم سکریٹری یا شاہد ماہلی صاحب کو بھیج دیں تو غالب نامہ کا مکمل سیٹ آپ کے پاس ہوگا اور آپ چاہیں گے تو بعض مطبوعات بھی منگوا سکیں گے۔

ایک آسان شکل کچھ اور سمجھ میں آتی ہے۔ غالب نامہ کے لیے دو ایک مضمون بھیج دیجیے تحقیقی ہو اور غالب یا غالب کے عہد کے کسی مصنف / کتاب پر ہو، آپ کے پاس ایسا مواد ضرور ہوگا۔ اس رسالے میں آپ کے مضامین شائع کر کے خوشی ہوگی۔ ہر مضمون کا معاوضہ =/۵۰۰ ملتا ہے اس طرح آپ کے ایک ہزار یہاں جمع ہو جائیں گے پھر ان سے غالب نامہ کے بقیہ شمارے اور اس ادارے کی مطبوعات آپ منگوا سکتے ہیں۔

جو مضامین آپ آج کل لکھ رہے ہیں وہ مرتب کر کے جلد بھیج دیجیے یہاں شائع کرادوں گا۔ ''نذر نذیر احمد'' کا مسئلہ غالباً مالی وسائل کی کمی کی وجہ (سے) التوا میں پڑ گیا ہے اس کی اشاعت میں تاخیر ہوگی، آپ لکھیں تو مسرت افزا والا مضمون ڈاکٹر شریف حسین قاسمی سے لے کر غالب نامہ میں شائع کرادوں۔ یہ بہت اچھا تحقیقی مضمون ہے اور غالب نامہ کے لیے بہت مناسب۔ ''بیاضِ رنجور'' سے والا پورا مضمون کم از کم اس کے متن کی عکسی کاپی رجسٹری سے فوراً بھیج دیجیے، میں اس عہد کے عظیم آباد سے کچھ واقفیت رکھتا ہوں۔ ممکن ہے کچھ مفید باتیں بتا سکوں۔ ڈاکٹر نذیر احمد اب غالب انسٹیٹوٹ کے نائب صدر ہو گئے ہیں سکریٹری فخر الدین علی احمد مرحوم کے صاحبزادے مقرر ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے آپ رابطہ رکھیں اور ان سے خط کتابت کرتے رہیں۔ ان کا پتا یہ ہے: سرسید نگر علی گڑھ۔ 202002۔ بلکہ میرا خط پاتے ہی انھیں خط لکھیں کہ یادگار نامہ فخر الدین علی احمد کا شدید انتظار ہے، معاوضے کی رقم نہ بھیجیے ''غالب نامہ'' کے شروع سے آخر تک کے سارے شمارے میرے کراچی کے پتے پر متعدد پیکٹوں میں رجسٹری کرا کے بھجوا دیجیے۔ بعد کو قیمت پیش کرنے پر بقیہ مطبوعات بھی منگواؤں گا۔ میرا حوالہ دے دیجیے کہ ان کے مشورے سے یہ خط آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

''بیاضِ رنجور'' والا مضمون جرنل کے لیے بھی بہت موزوں ہوگا لیکن وہاں اشاعت میں تاخیر ہوگی۔

علمی کوائف (اور) اپنے حالات سے مطلع کیجیے۔ جامعۂ ملیشیا کا احوال بھی لکھیے ان کا کتب خانہ تو سنا ہے وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔

جاپان کے قیام میں دو سال کی توسیع سے بہت خوشی ہوئی۔ آپ کے علمی و ادبی کام اور آپ کے اخلاق و محبت نے آپ کی جامعہ اور آپ کے شعبے کے اصحاب کو اس قدر متاثر کیا ہوگا کہ وہ آپ کو روکنے پر مجبور ہوئے ہوں گے۔ یہ بڑی اچھی خبر ہے اور اس سے مجھے مسرت ہوئی۔ اس لیے بھی کہ آپ کو وہاں کے قیام کے دوران علمی کام کرنے کے جو وسائل اور جیسی اچھی فضا ملی ہے وہ کراچی میں میسر نہیں، اور خصوصاً آج کل۔

تحقیق کے لیے جو مضمون آپ لکھ رہے ہیں اس میں امین زبیری کلیکشن ۱۴ کی تفصیلات ضرور درج کیجیے گا اور غیر مطبوعہ فہرستوں کی [کے] اہم مخطوطات اور نادر تحریرات کا بھی ذکر کیجیے۔

جاپانی سکے کی متبادل شرح لکھیے کہ وضاحت ہو، ڈالر میں بھی۔ آپ کے اس ہوائی خط پر ۹۰ ین کے ٹکٹ لگے ہیں

اس کا مطلب کیا ہے ہندستانی رپاکستانی سکوں میں Rs 6.50 کے برابر یا کچھ زیادہ ہے۔ ۱۰۰ ڈالر کے کتنے ین بنتے ہیں۔

مانچیسٹر لائبریری سے ایک فارسی دیوان کی زیروکس کاپی (یا بدرجۂ مجبوری میکروفلم) منگوانی ہے۔ آپ ناظم کتب خانہ کو لکھ کر پوچھیے کہ اس کا عکس کتنے کو حاصل ہوگا۔ میں نے آپ کے رفیق ظفر اقبال کو لکھا تھا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اجرت برٹش پونڈ میں ان سے معلوم کیجیے۔ اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے کہ کوئی دوست کتب خانے کو پونڈ میں رقم دے دیں۔ مائکروفلم اس لیے نہیں چاہتا کہ اس کی تکبیر میں بہت اخراجات ہوتے ہیں۔ زیروکس یا فلم بنا کر وہ انلارج کر کے بھیج دیں۔ میں نے وقائع عبدالقادر خانی اور رقعات فارسی کے ایک مجموعے کا اچھے بڑے سائز میں عکس منگوایا تھا۔ قیمت ڈاکٹر خالد حسن قادری صاحب نے ادا کردی تھی اور دونوں کے مائکروفلم اور انلارج کیے ہوئے اوراق خورشید الاسلام لندن میں اپنے ساتھ لیتے آئے تھے۔ مطلوبہ کتاب یہ ہے۔

کلیات فارسی مرزا زین الدین خاں عشق دہلوی ثم عظیم آبادی ۵، نمبر، فارسی: 219 بڑی تقطیع۔ ۹ یا ۱۱۳ اوراق

یہ نسخہ خود مصنف نے وارن ھیسٹنگ گورنر جنرل کو پیش کیا تھا جیسا کہ سر ولیم جونس کی تحریر ہے جو اس نسخے پر ثبت ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ نسخہ میری نظر سے گزرا ہے میں نے کچھ نوٹس بھی لیے تھے مانچسٹر کے قیام کے دوران۔ ہر غزل کی ابتدا میں انھوں نے یہ لکھا ہے یہ کس موقع پر اور کب اور کس مشاعرے کے لیے لکھی گئی ہے۔

ایک غزل صبح گاہ طلب'' (ورق ۱۹۲ الف) کے متعلق لکھا ہے: در مشاعرہ نواب علی ابراھیم خاں خلیل ۱۱۹۵ھ''۔ ایک غزل جس کی ردیف ''ہمہ شب'' ہے اس کے متعلق صراحت موجود ہے کہ ''در عظیم آباد بہ حسب فرمائش شاہ رکن الدین [عشق عظیم آبادی] سلمہ در ۱۱۹۱ھ'' ورق ۱۹۲ ب

مرزا زین الدین کا مختصر حال واشعار تذکرہ مسرت افزا میں موجود ہے۔ غالباً ھیبت جنگ ان کا خطاب تھا

یہ مخطوطہ جون ریلنڈ لائبریری مانچیسٹر میں محفوظ ہے۔ کئی سال ہوئے ایک صاحب کو لکھا تھا انھوں نے اطلاع دی کہ یہ نسخہ وہاں تلاش کیا نہیں ملا۔ یا تو جون ریلنڈ لائبریری کے بجائے انھوں نے مانچسٹر یونیورسٹی لائبریری میں تلاش کیا یا تساہل سے کام لیا اور آگے کے کام سے بچنے کے لیے انھوں نے یہ لکھ دیا۔

نسخہ میں نے خود وہاں دیکھا ہے پھر مطبوعہ فہرست فارسی میں بھی اس کا ذکر پڑھا تھا یہ ہو سکتا ہے کہ تنظیم جدید میں کتاب کا نمبر بدل گیا ہو۔ یہاں فہرست موجود نہیں آپ کے یہاں ہو یا کہیں اور ملیشیا وغیرہ ممالک میں تو آپ نمبر خود دیکھ سکتے ہیں اور اس کا اندراج بھی۔

بہر حال براہ کرم ایک خط اپنے شعبے کے رائٹنگ ھیڈ پر لائبریرین کو لکھ کر عکس کی اجرت معلوم کیجیے اور مجھے اطلاع دیجیے اب عکس برداری اور محصول پر بہت خرچہ ہوگا لیکن کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ مجھے ان کی شاعری سے زیادہ دلچسپی ہے ان تاریخی معلومات کے حصول کی انگلستان جانے کی کوئی راہ نکل آتی تو میں دو دن میں مکمل نوٹس تیار کر لیتا۔ ایک اور کتاب ''دیوان بتلا و عشق''، فارسی، ۲۱۹ میں بھی میری دلچسپی ہے اس کے عکس کی اجرت بھی معلوم کیجیے ممنون ہوں گا۔ امید ہے آپ بخیر ہوں گے

والسلام

مختار الدین احمد

باسمہ

علی گڑھ
ٹیلیفون:403517

یکم اگست ۱۹۹۵ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۰ر جولائی کل ۳۱ر جولائی کی شام کو حیدر آباد سے موصول ہوا، آپ براہ راست بھیجتے تو مجھے جلد ملتا اور اس کا جواب آپ کو کراچی میں بروقت ملتا۔ آج صبح اٹھ کر پہلا کام یہ کر رہا ہوں کہ آپ کو خط لکھ رہا ہوں، اگرچہ یقین نہیں کہ ان ھنگامی حالات میں آپ کو یہ خط ۶ر یا ۷ر اگست تک مل جائے۔

آپ نے اپنے اپریل کے خط کا ذکر کیا ہے یہ آپ نے براہ راست بھیجا تھا یا کسی کے ذریعے؟ آپ کا آخری خط میرے سامنے ہے وہ ۲۰ر فروری ۱۹۹۵ کا تحریر کردہ ہے جو مجھے ۴ر مارچ کو ملا۔ اس کا جواب میں نے ۷ر مارچ کو دے دیا تھا۔ پھر آپ کا خط نہ آیا تو میں نے اسے آپ کی مشغولیت پر محمول کیا۔

سفر مبارک ہو دعا ہے کہ یہ علمی سفر کامیاب ہو۔

آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یادگار فخر الدین علی احمد کا نسخہ جو دفتر والوں کے قول کے بموجب کراچی بھیجا گیا تھا آپ کو ملا یا نہیں۔ میں نے تاکید کی تھی کہ غالب نامہ کا مکمل سیٹ جو اتفاق سے موجود ہے آپ کو کراچی کے پتے پر بھیج دیا جائے۔ آپ کے خط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر یہ دونوں چیزیں نہ ملی ہوں تو براہ کرم ایک خط کراچی سے یا اپنے سفر کے دوران کہیں سے براہ راست ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (سرسید نگر، علی گڑھ) کو لکھیں اور اطلاع دیں کہ کتاب ابھی تک آپ کو نہیں ملی۔ یہ بھی صراحۃً لکھیے کہ مضمون کے معاوضے کی جگہ غالب نامہ کی مکمل فائل اور ممکن ہو تو ایوان غالب کی بعض مطبوعات بھی بھیج دیں۔ ان کے نام کا خط لکھ کر آپ مجھے بھی بھیج سکتے ہیں۔

تذکرہ مسرت افزا پر مقالہ غالب نامہ میں شائع کرا دوں گا۔ فی الحال وہ ڈاکٹر ۔۔۔ (دہلی) کے پاس ہے۔ جرنل کے تین شمارے ایک ساتھ چھپ کر آئے ہیں بیاض رنجور پر مضمون ممکن ہے آیندہ کسی اشاعت میں آئے۔ اطلاع ہے کہ جولائی میں بیدار صاحب کی مدت توسیع ختم ہو رہی ہے، ڈائرکٹر کی جگہ کا اشتہار ہو گیا ہے، جولائی تک تو وہ یقیناً پٹنہ میں ہیں اور توقع ہے کہ وہ اپنے کام نبٹا کر جائیں گے ان کاموں میں جرنل کا ۱۹۹۶ء کا شمارہ بھی ہے۔

''تنقیدات رنجور'' بھی جرنل ہی میں شائع ہو تو اچھا ہے ورنہ رسالۂ اردو کراچی میں شائع کرایے۔ میں کپتان قائم خاں قائم ٹونکی سے واقف نہیں۔

عشق عظیم آبادی کا فارسی ضخیم دیوان اور دیوان مبتلا میں نے خود مانچیسٹر کی جون ریلنڈ لائبریری میں دیکھا ہے کتابوں کے نمبر اس وقت وہی تھے جو میں نے آپ کو لکھے ہیں، جو کیٹلاگ وہاں کا آپ کی نظر سے گزرا ہے وہ قدیم چھاپے کا ہے، یا اس کا کوئی نیا اڈیشن نکلا ہے۔ ممکن ہے ترتیب جدید میں نمبروں میں فرق آ گیا ہو۔ یہ مخطوطات مانچیسٹر یونیورسٹی لائبریری میں نہیں جون ریلنڈ لائبریری میں میں نے دیکھے تھے۔ اب بھی پتا نہ چلے کہ تو یہ معلوم کیجیے کہ وہاں کلیات فارسی عشق عظم آبادی

اور دیوان مبتلا وعشق (فارسی) کا نمبر کیا ہے۔لائبریری کے ناظم کو بھی لکھیے اور لندن رمانچسٹر میں بھی کسی کو تحریر فرمایئے، آج کل عرشی صاحب کے خطوط کی ترتیب میں مصروف ہوں۔سفر میں جہاں بھی آپ ہوں فرصت نکال کر خطوط لکھتے رہیے کہ علمی کوائف سے مطلع ہوتا رہوں۔واپسی کے بعد ہجوم کار میں آپ کو تفصیل سے کچھ لکھنے کا موقع مشکل سے ملے گا۔خواجہ صاحب کے نام کا رقعہ بھیج دیجیے۔ممنون ہوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۹)

باسمہ

علی گڑھ

۹۵/۱۲/۲۳ء

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا اپروگرام مورخہ ۲۵/۴ مجھے ۵/۶ کو ملا تھا اور اسی زمانے میں یاد آتا ہے جواب دے دیا تھا، پھر ۲۴/ اکتوبر کا مرسلہ ایک رجسٹرڈ پیکٹ نومبر کے اوایل میں ملا، اس کا جواب علالت کی بنا پر نہ دے سکا معذرت خواہ ہوں۔میں ۹/ستمبر کو علیل ہوا اور اب اس لائق ہوا ہوں کہ باہر لان میں کرسی پر بیٹھ کر دھوپ کھا رہا ہوں اور آپ کو یہ سطور لکھ رہا ہوں۔

پرسوں کا آپ کا دوسرا گرامی نامہ مورخہ ۱۵/۱۲ صادر ہوا۔پچھلی رجسٹری کا لفافہ وزنی تھا، آپ کو خط اور تینوں مضامین قائم، مسرت افزا اور علی ابراہیم خاں پر ملے لیکن جو چیز آپ نے اہتمام سے بھیجی تھی وہ غائب تھی ڈاکیے اس طرح کی چیزوں کے عادی ہو گئے ہیں اور انھیں اندازہ ہو جاتا ہے۔لفافہ کا نچلا کنارہ کاٹ کر وہ چیز نکالی گئی ہے اور وہاں پر موٹا زرد رنگ کا ٹیپ چسپاں کر دیا گیا ہے جس سے اور مندرجات یہاں تک پہنچ گئے۔بہت افسوس ہوا، اب آپ زحمت نہ کریں یہ طریقہ انتہائی غیر محفوظ ثابت ہوا۔خوشی اس بات کی ہے کہ خط اور آپ کے مضامین محفوظ طریقے پر مجھ تک پہنچ گئے، اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

چند دن ہوئے پروفیسر نذیر احمد صاحب عیادت کے لیے تشریف لائے۔میں نے آپ کے تینوں مضامین انھیں دکھائے۔تذکرہ مسرت افزا پر آپ کا مضمون ڈاکٹر شریف الحسن قاسمی صاحب کے پاس موجود ہے جب بھی کتاب نذر نذیر احمد شائع ہوگی مضمون اس میں شامل (شائع) ہوگا قائم خاں پر مضمون آپ نے ٹونک کے رسالے کے لیے بھیجا ہے یہ میرے پاس کبھی نہیں آیا نہ میں نے اسے کہیں دیکھا۔ڈاکٹر صاحب کہتے تھے اس کا پہلا شمارہ انھوں نے دیکھا تھا پھر اس کی اشاعت کی انھیں اطلاع نہیں۔ہم لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ شائع بھی ہو رہا ہے یا نہیں اور یہ کہ اس کا ایڈیٹر کون ہے؟ میں صاحبزادہ کو جانتا ہوں لیکن ان کا اب اس رسالے یا ٹونک کے ادارے سے کوئی تعلق نہیں آپ مضمون وہیں بھجوانا چاہتے ہیں تو ایڈیٹر کا نام اور پتا لکھ کر بھیج دیجیے۔معارف کو میں بھیج سکتا ہوں لیکن یہ معلوم نہیں کب تک شائع ہوگا۔ہماری زبان میں بہت جلد شائع ہو سکتا ہے لیکن وہ اخبار ہے۔اردو ادب میں بھی دیر سویر چھپ سکتا ہے اب آپ جہاں کہیں وہاں بھیج دوں۔علی ابراہیم خاں پر مضمون میں نے ڈاکٹر صاحب کو دے دیا ہے آیندہ شمارے میں چھپ جائے گا۔جنوری ۱۹۹۷ کا شمارہ چھپ گیا ہے۔مضمون جولائی کے شمارے میں شائع ہوگا۔

اردو ادب کا تازہ شمارہ ''انند نرائن ملا نمبر'' ہے آپ کا مضمون ''تنقیدات رنجور''، ممکن ہے اگلی اشاعت میں آئے

رنجور کے اشعار کے چھپنے کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے، دس تازہ کتابیں ابھی چھپی ہیں ان میں یہ کتاب نہیں، بیدار صاحب دسمبر تک ضرور پٹنہ میں ہیں، معلوم ہوا ہے ۴۰ کتابیں بقول ان کے ''پائپ لائن'' میں ہیں، آپ کی کتاب بھی اسی میں ہوگی اور توقع ہے کہ جلد چھپ جائے گی۔ بیدار صاحب کو فوراً ایک فہرست بھیج دیجیے کہ ھندستان میں فلاں فلاں اصحاب کو آپ کی کتاب بھیج دی جائے، مولانا فرنگی رام پوری۲ کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔

آپ نے اتنا طویل علمی سفر کیا لیکن جن علمی اصحاب سے آپ کی ملاقات ہوئی ان کا ذکر نہیں کیا اور جو اہم مطبوعات مخطوطات آپ نے دیکھے ان کے متعلق آپ نے اطلاع نہیں دی۔ تفصیلی خط لکھیے۔

ڈاکٹر ظفر اقبال کے متعدد مضامین جاپان یونیورسٹی کے کسی رسالے میں چھپے تھے، آپ کے بھی ضرور شائع ہوئے ہوں گے۔ آف پرنٹس یا ان کے عکس بھجوایے۔

پچھلے خط میں میں نے دیوان زین الدین ھیبت جنگ، عشق کے فارسی دیوان مخطوطہ جون ریلنڈ لائبریری پر برمنگھم کے بارے میں کچھ تفصیلات لکھی ہے [ہیں]۔ میں ۱۹۵۴ یا ۱۹۵۵ میں برمنگھم گیا تھا اور یہ نسخہ دیکھا تھا۔ فہرست انگریزی چھپی ہوئی موجود تھی اس میں اس کا ذکر موجود تھا، ممکن ہے جون ریلنڈ کا سارا ذخیرہ اب برمنگھم یونیورسٹی لائبریری میں آ گیا ہو اور مخطوطات کی علیحدہ فہرست چھپی ہو۔ یہ فہرستیں ٹوکیو میں ممکن (ہے) نہ ہوں لیکن دونوں سفروں کے دوران آپ کی نظر سے ضرور گزری ہوں گی نہ گزری ہوں تو جون ریلنڈ لائبریری اور مانچسٹر یونیورسٹی لائبریری کے لائبریرین کو علیحدہ علیحدہ خطوط لکھیے۔ یا برمنگھم میں کوئی صاحب ذوق ہو تو اسے لکھیے کہ وہ تلاش کر کے مخطوطہ کا صحیح نمبر آپ کو بتائے کہ آپ اپنی یونیورسٹی کے لیے اس کی فلم بنا دے [رہے ہیں] اور آپ ٹوکیو میں اس سے اس کا ایک انلارجمنٹ بنوا کر مجھے بھیج دیں۔ عابد رضا بیدار اور دوسرے صاحبان کو بہت لکھا کسی نے توجہ نہیں کی ممکن ہے اس علمی کام میں تعاون آپ ہی کے نصیب میں ہو۔

(۶۰)

باسمہ

Dr. Mukhtar-ud-Din Ahmed

Ex. Head of Arbic Department. Nazima Manzil, Ameer Nashan Road,
Muslim University, Aligarh. Aligarh 202002
Tel: (0571) 403517
(0571) 404097

Date: ۹۶/۱۰/۱۵ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکتوب مورخہ ۵/اکتوبر کل سہ پہر کو یہاں پہنچا۔ پڑھ کر خوش ہوا اور ساتھ ہی ساتھ مایوس بھی ہوا۔ خوشی اس بات کی آپ چوتھائی دنیا گھوم کر متعدد کتب خانے دیکھ کر، اہل علم سے مل کر خیر و عافیت کے ساتھ جاپان واپس آ گئے، افسوس اس بات کا کہ آپ نے نہ ان ممالک سے کوئی خط لکھا جہاں جہاں کے آپ نے سفر کیے اور نہ ٹوکیو پہنچنے کے فوراً بعد آپ نے کوئی خط لکھا۔ آپ اوائل ستمبر کو وہاں پہنچ گئے ہوں گے۔ اسی وقت سے میں آپ کے خط کا انتظار کرتا رہا۲۔ مایوس یوں ہوا کہ آپ نے کلیات عشق کے عکس کے حصول کی معمولی کوشش بھی نہیں کی جس کا میں ایک سال سے انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے پچھلے سفر

ہندوستان سے مراجعت کے بعد لکھا تھا کہ اس بار موقع نہیں مل سکا آئندہ یہ کام کروں گا۔اس بار آپ دس دن لندن میں رہے اگر آپ ایک دن کے لیے بھی مانچسٹر چلے جاتے تو کام بن جاتا۔آپ نے سرسری طور پر انڈیا آفس کے لوگوں سے بات کی، انھوں نے مشکلات کا ذکر کیا اور آپ مطمئن ہو گئے ۔ کتاب جب وہاں موجود ہے تو نمبر تلاش کرنا کیا مشکل ہے۔سفر سے یا ٹوکیو پہنچنے کے بعد بھی آپ کا کوئی خط نہیں آیا تو میں نے ڈاکٹر سید مظفر حسین برنی صاحب کے صاحبزادے سے جو انگلستان میں مقیم ہیں کلیات کا صحیح نمبر معلوم کرایا۔وہ مانچسٹر گئے کتاب مل گئی اور نمبر کتاب بھی معلوم ہو گیا اور عکس برداری کی اجرت بھی انھوں نے لکھ بھیجی۔ بہر حال اب جو کچھ ہوا سو ہوا ، نسخے کے عکس کے حصول میں اب بھی آپ تعاون کر سکتے ہیں بشرطیکہ صحیح معنوں میں آپ دلچسپی لیں۔کلیات چونکہ ضخیم ہے اور عکس بنانے کے دام چونکہ بڑھ گئے ہیں اس لیے میں ارزاں طریقے سے عکس بنوانا چاہتا تھا۔معلوم ہوا زیروکس اب مخطوطات کے نہیں بنائے جاتے ۔ مائیکروفلم بن سکتی ہے لیکن اجرت کوئی ڈھائی سو پونڈ ہوگی، مائیکروفلم میرے کام کی نہیں جب تک اس کی تکبیر (ان لارجمنٹ) نہ کرائی جائے، اس کا مطلب ہے مزید اخراجات ۔ یہاں کسی ادارے یا یونیورسٹی کو ایسی علمی دلچسپی نہیں کہ وہ یہ رقم خرچ کرے۔ٹوکیو یونیورسٹی کے اپنے شعبے کے لیے آپ برابر کتابیں خریدتے رہتے ہیں اور مخطوطات کے عکس حاصل کرتے رہتے ہیں اگر اس مخطوطے کا جو بہت اہم ہے آپ مائیکروفلم اپنے شعبے کے لیے بنوانے کی [کذا] آپ اجازت حاصل کر سکیں تو بات بن سکتی ہے، فلم آجائے تو آہستہ آہستہ اس کے ان لارجمنٹ بھی بنوا سکتے ہیں۔

کتب خانہ مانچسٹر کے کچھ مخطوطات پر میرا ایک مضمون رسالہ معاصر (پٹنہ) میں شائع ہوا تھا، یہ بعد کو امرتسر بھاولپور کے کتب خانہ نمبر (۱۹۶۷) میں نقل ہوا اور یقین ہے کہ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا اور اس سے اس کلیات کی اہمیت کا آپ کو اندازہ ہوا ہوگا۔تقریبا ہر غزل کی ابتدا میں عشق دہلوی نے بتایا ہے کہ غزل کب کس موقعے اور کس مشاعرے کے لیے لکھی گئی ہے۔صبح گاہ طلب والی غزل (ورق ۱۹۲الف) کے متعلق لکھا ہے در مشاعرہ نواب علی ابراہیم خاں خلیل ۱۱۹۵ھ غزل ہمہ شب جس کی ردیف ہے کے بارے میں اطلاع ملتی ہے: در عظیم آباد بہ حسب فرمائش شاہ رکن الدین [عشق عظیم آبادی] سلمہ در سنہ ۱۱۹۱ھ (ورق ۱۹۲ب) اس طرح عظیم آباد، دہلی اور دوسرے مقامات کے بہت سے مشاعروں اور شاعروں کے بارے میں اس کلیات سے اطلاعیں ملتی ہیں۔

مرزا زین الدین خاں عشق دہلوی سے آپ واقف ہوں گے تذکرۂ مسرت افزا میں ان کا ترجمہ موجود ہے ص ۱۴۳ ص ۱۴۴۔ کلیات کا یہ نسخہ منحصر بفرد ہے دنیا میں کسی اور نسخے کے وجود کی اب تک اطلاع نہیں ۔ موجودہ نسخہ مصنف نے وارن ہیسٹنگ گورنر جنرل کو پیش کیا تھا جیسا کہ سر ولیم جونس کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے شعبے ، یونیورسٹی کے وسائل کتنے ہیں اور آپ کے اختیارات کیا ہیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ آپ سعی پیہم کریں گے تو کامیابی ضرور ہوگی۔ ۲۵۰ پونڈ جاپان کی ایک بڑی یونیورسٹی کے لیے کوئی مسئلہ نہیں بشرطیکہ صحیح طور پر اسکے حصول کی کوشش کی جائے۔

اب کچھ اور باتیں! آپ کا خط مورخہ ۷ جولائی مجھے ۳۰ کو مل گیا تھا۔ یہ شنبہ کا دن تھا۔دوشنبہ ۲۲ جولائی کو میں نے آپ کے نام ایک تفصیلی خط لکھا۔ یقین نہیں تھا کہ یہ آپ کو کراچی میں روانگی سے پہلے مل جائے گا اس لیے اسے لندن پروفیسر خالد حسن قادری کے پتے پر بھیجا اور انھیں لکھا کہ آپ جولائی کے اواخر یا اگست کے اوائل میں لندن پہنچنے والے ہیں، یہ نہیں معلوم قیام کہاں ہوگا۔ حیدر آباد کے ضیاء الدین شکیب ۳؎ اور سلیم قریشی ۴؎ سے وہ بہر حال ملیں گے، دو چار جگہ ٹیلیفون کھٹکھٹانے سے عقیل

صاحب کا پتا چل جائے گا۔ایسا ہو تو یہ خط جو بہت ضروری ہے ان کو بھجوا دیجیے۔خیال تھا کہ آپ لندن سے ضرور اس خط کی رسید بھیج دیں گے اور قادری صاحب بھی مجھے اطلاع دے دیں گے کہ آپ سے ملاقات ہوگئی اور خط انھیں بھیج دیا گیا اب کل جو خط آپ کا آیا ہے اس میں میرے خط کا کوئی ذکر نہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یا تو خالد حسن قادری صاحب لندن میں موجود نہیں یا وہ آپ کا پتا نہ چلا سکے۔میں نے بہت تفصیلی خط آپ کو لکھا تھا اردو کتاب کے چار صفحات کے عکس ملے تھے اس کے بارے میں بھی آپ کو اطلاع دی تھی۔اگر آپ کے پروفیسر خالد حسن قادری سے تعلقات ہوں تو براہ راست انھیں خط لکھ کر وہ مکتوب منگوا لیجیے یا کسی دوست کو مامور کیجیے کہ وہ ان سے لے کر آپ کو بھیج دے

اب یاد آیا کاکوری کے بزرگ کی کتاب (جس کے چار صفحوں کے عکس آپ نے بھیجے ہیں) کے متعلق آپ کو خط ۲۲ اگست کو کراچی کے پتے پر بھیجا ہے۔خیال تھا کہ واپسی پر آپ کراچی نہ بھی رکے تو افراد خانہ اپنے خطوط کے ساتھ میرا وہ خط بھی آپ تک بھیج دیں گے۔آپ کے پیش نظر خط میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔خط نہ ملا ہو تو کراچی سے منگوا لیجیے۔

ابن معصوم ۵ کا سفر نامہ عرصہ ہوا چھپ گیا ہے لیکن بہت معمولی اڈیشن ہے۔ایک اسکالر نے اسے مشہور عربی علمی رسالے المورد (عراق) میں اسے قسط وار چھاپا تھا۔ڈاکٹر سیّد محمد ابراہیم مرحوم سابق صدر شعبہء عربی عثمانیہ یونیورسٹی کی نگرانی میں ایک طالب علم پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے اسے اڈٹ کر رہا تھا میں نے ان کی طلب پر المورد سے پوری کتاب کا عکس بنوا کر انھیں بھیج دیا تھا۔یہ خوب ہوا کہ یہ کتابی شکل میں شائع ہوگیا۔الذریعہ کے اشاریہ کی اشاعت کی اطلاع ملی تھی لیکن ابھی یہ ہمارے یہاں نہیں آئی ہے۔

امین زبیری کا ذخیرہء کاغذات اس لائق ہے کہ مرتب کر کے شائع کیا جائے۔انھوں نے بہت سے خطوط اور تحریرات کراچی جاتے وقت لٹن لائبریری کو دے دیے تھے۔یہ ایک جگہ تھے ایک فائل میں، بعد کو آزاد لائبریری جا کر یہ کاغذات ایک جگہ نہیں رہے، لائبریری کے کون صاحب اس پر کام کر رہے ہیں؟ نقلیں کن اصحاب نے حاصل کیں۔معلوم ہو تو لکھیے گا۔

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری اور ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کی مرسلہ کتابیں مل گئی تھیں۔ بیتی کہانی ۶ آپ نے بہت اچھی طرح مرتب اور بہت اہتمام سے چھپوائی ہے۔اس کا ایک نسخہ آپ کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو دے آیا تھا۔شاہجہان پوری صاحب نے جو کتاب بھجوائی تھی اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر انصار اللہ صاحب کو بھجوا دی تھی (دیا تھا)۔نواب زینت محل کی خودنوشت یے میری نظر سے نہیں گزری۔علی ابراہیم خان پر مضمون غالب نامے میں چھپ گیا ہے، بہت غلط چھپا تھا میں نے اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے بہت محنت سے اس کی تصحیح کی، لیکن مطبع نے تصحیح سے معذوری ظاہر کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ دوبارہ کتابت کرائی گئی بعض صفحات کی۔پورا شمارہ چھپ کر مجلد ہو کر آ گیا تھا اب سابق اوراق نکال کر جو اوراق دوبارہ چھاپے جا رہے ہیں اس شمارے میں لگائے جائیں گے پھر یہ شمارہ شائع ہوگا۔ڈاکٹر صاحب سے کہہ دیا ہے چھپتے ہی وہ ایک کاپی آپ کو ٹوکیو بھجوا دیں۔

قائم خاں قائم ٹونکی پر آپ کا مضمون چھپا ہوا دیکھا ہے لیکن اس وقت بالکل یاد نہیں آ رہا کہاں؟ شاید ہماری زبان میں یا کتاب نما میں۔اس کے بارے میں پھر آپ کو لکھوں گا۔تنقیدات رنجور ہماری زبان میں چھپ گیا ہے۔اس کا عکس آپ کے لیے بنوا لیا تھا آج کاغذات میں مل گیا ہے بھیج رہا ہوں۔

جابر رضا صاحب (لندن) کو میں کچھ پہچان نہیں سکا، کچھ تفصیل لکھیے۔کتاب ''فخر الدین علی احمد یادگاری مجلّہ'' اور

''غالب نما'' کا سیٹ اب بھی کراچی پہنچا یا نہیں، نہ پہنچا ہو تو براہ راست ڈاکٹر نذیر احمد کو لکھیے۔ (سر سید نگر علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۲) جرنل (۱۰۵) ہفتے عشرے میں شائع ہوگا ممکن نہیں کلام رنجور اس میں شائع ہوا ہو۔ اب اڈیٹر اور ڈائرکٹر حبیب الرحمٰن چغتائی ۸ ہیں انھیں خط لکھیے۔

مخطوطات کے چند صفحات کی فلم بھیج رہا ہوں براہ کرم ان کے اچھے انلارجمنٹ بنوا کر بھیج دیجیے۔ ایک مضمون میں ان کے عکس شائع کرانے ہیں اس لیے عکس واضح اور جلی ہوں۔

لیجیے چار صفحوں کا طویل خط لکھ کر پچھلی کمیوں کی کچھ تلافی کر دی ہے، امید ہے بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۶۱)

باسمہ

علی گڑھ

۹۶/۱۲/۳۰ء

مکرمی جناب پروفیسر صاحب السلام علیکم

ابھی ایک تفصیلی خط آپ کو کراچی کے پتے پر لکھا ہے، توقع ہے کہ آپ کو ۸ جنوری تک مل جائے گا لیکن یقینی نہیں ہے اس لیے مختصر طور اس خط کے مندرجات دوبارہ لکھ رہا ہوں۔

مورخہ یکم دسمبر حیدر آباد سے ہو کر رسالہ ۱۹ کو مل گیا تھا۔ مائکروفلم کا انلارجمنٹ ملا تھا، پسند نہیں آیا میں نے سمجھا تھا جاپان میں اس کا عکس صاف، واضح اور sharp بنے گا۔ یہ تو دھندلا غیر واضح سا بنا اور سب سے بڑی خرابی یہ کہ اس کی تکبیر (انلارجمنٹ) منفی بنا، مثبت نہیں۔ یعنی سفید کاغذ پر سیاہ تحریریں ہوتیں تو پڑھنے میں آسانی ہوتی۔ سیاہ بیک گراؤنڈ پر سفید تحریریں صحیح طور پر پڑھنے میں نہیں آتیں۔ کلیات عشق کی اگر مائیکروفلم آپ کا شعبہ یا یونیورسٹی حاصل کرے اور اس کا انلارجمنٹ ٹوکیو ہی میں بنوانا پڑے تو ایسا انلارجمنٹ نہ بنوایئے گا۔

آپ کا مضمون علی ابراہیم خاں غالب نامہ (جون ۱۹۹۶) میں چھپ گیا ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے میں نے تحریک کی تھی اور انھوں نے شاید ماہلی صاحب کو ہدایت کی تھی کہ آپ کو بھیج دیا جائے۔ یقین ہے اب تک مل گیا ہوگا۔ نہ ملا ہو تو ڈاکٹر صاحب (۴، ۶۴۵ سر سید نگر علی گڑھ) کو لکھیے یا ان کے نام کا خط میرے لفافے میں ڈال دیجیے کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ ادارے کے لوگ ترسیل رسالہ میں کس قدر ست ہیں۔

۲۷ر دسمبر کو ہروشی گیتا آئے اور دیر تک ان سے باتیں ہوتی رہیں اردو خوب بولتے ہیں اور اردو ادب کے بڑے سنجیدہ طالب علم راستاد ہیں۔ یہاں کچھ لوگوں سے ملوایا ہے آپ کا خط مورخہ ۱۲/۱۸، مضامین کے آف پرنٹس، قلم، لائبریری کے لیے بچی کہانی ملی۔ مضامین میرے کام کے ہیں اور قلم ہیرو سیاہ روشنائی والے خوب ہیں، نب ذرا باریک ہے اگر کبھی موٹی نب کا قلم مل جائے تو لے کر رکھ لیجیے اور ڈاک کے بجائے کسی آنے جانے والے کے ہاتھ بھیج دیجیے گا اس کی کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں باریک لکھتا ہوں اور اس باریک نب سے تحریر اور زیادہ باریک ہو جاتی ہے کراچی جو خط میں نے آپ کو بھیجا ہے اسی قلم سے لکھا ہے

آپ تو خیر پڑھ لیں گے جوان آدمی ہیں لیکن میری زیادہ تر خط کتابت اپنے ہم عمروں سے ہے وہ پڑھنے میں زحمت محسوس کریں گے۔

کلام رنجور جرنل کے شمارے ۱۰۵ میں چھپ گیا ہے مسعود حسن صاحب کی اطلاع صحیح ہے اگر اب بھی نہ پہنچا ہو تو ڈاریکٹر محمد حبیب الرحمان حقانی صاحب کو لکھیے۔

بیتی کہانی میں مصنفہ نے رکن الدین محمود کو شاہ شیخاں لکھا ہے ڈاکٹر نذیر احمد کہتے تھے یہ شاہ سنجان کی تصحیف ہے میں نے آپ کو کسی خط میں لکھ دیا تھا۔ اب ڈاکٹر صاحب نے غالب بار جنوری (۱۹۹۷) میں جو ابھی ۲۵ر دسمبر کو چھپ کر آیا ہے ایک مستقل مضمون ''خاندان پاٹودی کے مورث اعلیٰ'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ اس شمارے کا بھی ایک نسخہ آپ کو بھیج دیں۔ وہ دفتر میں تو کہہ دیں گے بلکہ تاکید بھی کر دیں گے لیکن ہندوستان پاکستان کے دفاتر خاص طور پر علمی وادبی مراکز کے دفاتر کا جو حال ہے آپ کو معلوم ہے اب ایوان غالب کے سکریٹری فخر الدین علی احمد مرحوم کے صاحبزادے بدر الدین احمد ہیں جو سپریم کورٹ کے ایڈوکیٹ ہیں۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے رابطہ علی گڑھ کے پتے پر قائم رکھیے وہ اب وائس پریزڈنٹ ہیں لیکن ان کا دہلی جانا آنا اب بہت کم ہو گیا ہے اس لیے ایوان غالب کے پتے پر ان کی ڈاک انھیں یا تو ملتی نہیں یا بہت تاخیر سے پہنچتی ہے۔

میں نے لکھا تھا کہ یادگار نامہ قاضی عبدالودودؒ کے لیے ایک بہت اعلیٰ تحقیقی مضمون بھیجیے۔ آپ کی یونیورسٹی میں مشرقیات کا کوئی ماہر ہو تو اس سے بھی لکھوائیے لیکن موضوع یا موضوعات سے ہمیں پہلے مطلع کر دیجیے۔

ڈاکٹر سید مظفر حسین برنی صاحب نے اب تک انگلستان سے منگوا کر کلیات عشق کا موجودہ نمبر مجھے نہیں بھیجا، لیکن اب چونکہ وہاں مخطوطے کا پتا چل گیا ہے اس لیے آپ کے خط کا جواب اور صحیح تخمینہ آ جائے گا بلکہ ممکن ہے اب تک آ گیا ہو۔ اس سلسلے میں دو باتوں کا خیال رکھیے فلم بنوانے اور اس کی تکبیر (انلار جمنٹ) پر خاصی رقم خرچ ہو گی اس لیے ذاتی طور پر اخراجات کا بار اٹھانا نہ میرے لیے ممکن ہے نہ آپ کے لیے موزوں ہے۔ ہاں آپ اپنی کوششوں سے اگر اپنے شعبے یا یونیورسٹی کو ایک اہم مخطوطے کے عکس حاصل کرنے پر آمادہ کر لیں اور بعد کو کسی نہج پر یا ایک ساتھ یا آہستہ آہستہ اس عکس کی زیروکس کاپی مجھے بھیج سکیں تو یہ بڑا کام ہو گا۔

دوسری اہم بات یہ کہ مائکروفلم سے انلار جمنٹ انگلستان ہی میں کرائیں تو بہتر ہو، بدرجۂ مجبوری جاپان میں اچھے عکس بنوانے کی کوئی شکل اختیار کریں۔ میں نے لکھا تھا کہ برٹش لائبریری یا لندن میں اپنے دوستوں سے پوچھیے فلم سے انلار جمنٹ کا کوئی ارزاں طریقہ ضرور ہو گا۔

ہندوستان میں تو فلم کے ایک فریم (دو چھوٹے صفحات) کا انلار جمنٹ بارہ پندرہ روپے میں بنتا ہے میں نے باڈلین، انڈیا آفس اور برٹش میوزیم سے کلیات میر حسن، تذکرۂ عشقی ؎، تذکرۂ شورش ؎، مسرت افزا اور تذکرۂ بے جگر ۵ کے عکس مالک رام صاحب اور دوسرے اصحاب کے لیے بنوائے تھے، ان میں سے بعض پر صرف ایک شیلنگ (دو صفحوں پر ۱۱ آنے) خرچ ہوئے تھے لیکن ظاہر ہے یہ ۱۹۵۶ کی بات تھی شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بعض مخطوطات کے مائکروفلم ان کے پاس پہلے سے موجود ہوں اور ان لوگوں نے انلار جمنٹ کاغذ کے ایک بڑے موٹے ضخیم رولر پر کرا کے بھیجے تھے اور مزدوری بچانے کے لیے اوراق علیحدہ علیحدہ کاٹ کر نہیں بھیجے تھے میں نے بہت وقت خرچ کر کے صفحہ صفحہ یا ورق ورق علیحدہ کر کے ہندوستان پاکستان بھیجا تھا۔ اس طول بیانی سے آپ گھبرا گئے ہوں گے لیکن یقین ہے آپ میرا مقصد اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

مضامین کے عکس بھی ان کی زیروکس کاپی جو آپ نے بھیجی ہے وہ بہت اعلیٰ ہے اور جاپان کی روایت کے عین

مطابق ہو۔ خدا کرے کلیاتِ عشق کے سلسلے میں جو عکس آپ لندن یا ٹوکیو میں بنوائیں وہ میری خواہشوں کے مطابق ہو۔ اس سلسلے میں جو پیش رفت ہو اس سے مطلع کرتے رہیں۔ پچھلے سفر میں جو مخطوطات اور اہم مطبوعات آپ نے دیکھے ہوں ان کی سرگزشت آپ ایک مضمون میں لکھ کر اسے کہیں چھپوائیں تو خوب ہو۔ نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیے خدا کرے یہ سال آپ کے لیے اور آپ کے خاندان کے لیے ہر طرح باعث خیر و برکت ہو۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام مخلص

مختارالدین احمد

ایوان غالب دہلی میں غالب پر سمینار ۲۳ دسمبر کو شروع ہو کر ۲۵ کو ختم ہوا۔ پچیس تیس مقالے پڑھے گئے۔ آپ کے یہاں سے ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب، شان الحق حقی صاحب، افتخار احمد عدنی صاحب شریک ہوئے۔ حقی صاحب علی گڑھ بھی آئیں گے ۷، ۸۔ نوری کو شعبہ اردو، اردو نظم پر ایک سیمینار منعقد کر رہا ہے۔ ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب وغیرہ کو ویزہ نہ مل سکا۔ ٹوکیو۔ دہلی، ٹوکیو کے ہوائی اخراجات کیا ہیں؟ بہت ہوں گے۔ اگر آپ کی یونیورسٹی سفر خرچ دینے پر تیار ہو تو آئندہ سال آپ ضرور آنے کی کوشش کریں۔ ہندوستان عرصے سے آپ نہیں آئے ہیں۔ عام طور پر دو ماہ پہلے دعوت نامہ بھیجا جاتا ہے لیکن آپ کہیں گے تو اس سے پہلے آپ کو بھجوا دیا جائے گا تا کہ آپ کو یونیورسٹی سے خط کتابت میں آسانی ہو۔

(٦٢)

باسمہ

علی گڑھ

۱۲/۱۰/۹۷ء

یکشنبہ

محبی معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا آخری خط جو مجھے ملا ہے وہ ۲۸ جون کا لکھا ہوا ہے براہ حیدرآباد یہاں ۴ اگست کو موصول ہوا تھا جواب اس لیے نہیں دیا کہ آپ نے اس میں لکھا تھا کہ آپ ۱۲ جولائی تا وسط ستمبر ٹوکیو میں نہ رہیں گے۔ اگر براہ راست خط بھیج دیتے تو میرا جواب آپ کو ٹوکیو یا کراچی میں وقت پر مل جاتا۔ حیرت ہوئی کہ آپ کے حیدرآبادی دوست نے اس قدر تاخیر سے خط کیوں پوسٹ کیا۔ جب خط مجھے ملا ہے اس وقت کراچی میں ایک ہفتہ قیام کر کے آپ لندن روانہ ہو گئے ہوں گے، آپ نے لندن میں اپنے مستقر کا یا کسی اور جگہ کا پتا لکھا ہوتا تو آپ کو وہیں خط لکھتا، لیکن موجودہ حالت میں خاموشی کے سوا کیا چارہ تھا، خیال تھا کہ آپ اپنے سفر کے دوران کہیں سے خط لکھیں گے اور اپنے فتوحات کا حال لکھیں گے، یہ نہ ہوا تو اس انتظار میں رہا کہ پورے سفر کا مفصل حال ٹوکیو پہنچ کر لکھیں گے، آج آپ کو سفر سے واپس آئے تقریباً ایک ماہ ہو گیا تو ناچار میں نے قلم اور کاغذ اٹھایا اس لیے کہ مجھے تو بہر حال آپ کو لکھنا تھا۔

ظاہرا میرے خطوط آپ کو نہیں ملے میں نے آپ کے مضمون مسرت افزا نسخہ لندن کی رسید بھیج دی تھی اور لکھا تھا کہ ڈاکٹر نذیر احمد تین ماہ کے لیے امریکہ گئے ہوئے ہیں واپسی پر آپ کا خط [اور] مضمون انھیں دکھاؤں گا اور جو رائے ہوگی اس سے آپ کو مطلع کروں گا اس عرصے میں ڈاکٹر شاہ جہان پوری نے آپ کی دونوں کتابیں مجھے بھیجیں اور ایک سیٹ ڈاکٹر نذیر احمد کے لیے بھی روانہ کیں۔ تقریباً تین ماہ گزار کر ۱۰ ستمبر کو یہاں پہنچے ان سے ملا اور پاکستانی غزل، امیر خسرو اور مکتوب ٹوکیو درخہ

۲۸/جون ان کے حوالے کیا اور اس بات کی تاکید کی کہ عقیل صاحب کو جواب دیجیے اور فوراً دیجیے۔ میرے نام کے خط میں بھی جو باتیں آپ نے پوچھی تھیں ان کی طرف بھی انھیں متوجہ کیا۔ یہ بھی کہا کہ عقیل صاحب غالب نامہ کے اس شمارے کے لیے کب سے لکھ رہے ہیں جس میں اُن کا مضمون چھپا ہے وہ بھی بھجوایئے۔ انھوں نے ساری باتوں کے جواب [میں] وعدہ کیا اور چند دنوں کے بعد میں گیا تو انھوں نے کہا انھوں نے آپ کو لکھ دیا ہے اور غالب نامہ بھی وہ دہلی جا کر بھجوا دیں گے۔ یقین ہے ان کا خط آپ کو مل گیا ہوگا۔

محمد خالد [محمد عمر خالدی] صاحب۳۲ (حیدر آباد) غالباً وہی ہیں جن کے ساتھ آپ مل کر آپ نے حیدر آباد پر ایک کتاب شائع کی تھی۔

معارف (اگست) میں ان کی کتاب شمع فروزاں۳۳ پر تبصرہ پڑھ کر ۲۷ اگست کو خط لکھا کہ ابوالنصر خالدی مرحوم۳۵ پر اس کتاب میں جو مضمون ہے، وہ میں پڑھنا چاہتا ہوں اور مبارز الدین رفعت کے نام شائع شدہ خطوط بھی دیکھنا چاہتا ہوں کتاب اگر قیمتی ہو تو ان دونوں تحریروں کے عکس بھیج دیں۔ آپ سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ ڈاکٹر معین الدین عقیل کا خط آیا تھا وہ وسط ستمبر تک ٹوکیو پہنچنے والے ہیں اس وقت وہ امریکا میں ہوں گے۔ آپ انھیں خط لکھیں تو متوجہ کریں۔ آپ نے اپنے خط میں بشارت سنائی تھی اور لکھا تھا کہ اگست میں خود مانچسٹر جانے کا پختہ ارادہ ہے وہاں جا کر ضرور پیش رفت کی کوشش کروں گا اور پھر آپ کو اطلاع دوں گا۔ ظاہراً کلیات عشق کے عکس کے بارے میں آپ کچھ نہ کر سکے اس لیے اب تک اطلاع نہیں دی۔

لندن میں آپ خالد حسن قادری صاحب سے ضرور ملے ہوں گے۔ کیسے ہیں کیا کر رہے ہیں؟ ایک سال پہلے کا بھیجا ہوا آپ کے نام میرا خط تو ان کے پاس کیا محفوظ رہا ہوگا؟

بہر حال اب بعض کی تلاش کے لیے ایک مفصل خط لکھیے اور تمام مقامات، جن جن لوگوں سے آپ ملے اور جو قلمی و مطبوعہ مواد آپ نے دیکھے ان کا ذکر کیجیے اور جو کچھ عکس یا کتاب اپنے لیے یا ٹوکیو کی لائبریری کے لیے آپ لائے ہوں ان کا بھی ذکر کیجیے میری دلچسپی کی چیزیں ضرور ہوں گی ان کی زیروکس بھیجیے۔ آپ نے پچھلی مرتبہ بعض روسی وغیر روسی رسالوں میں شائع شدہ فہرست مخطوطات کے عکس بھیج کر ممنون کیا تھا یہ اب بھی میری میز پر میری نظر کے سامنے ہیں اور آپ کی یاد دلاتے ہیں۔

(۶۳)

باسمہ

مختار الدین احمد

ام اے، پی ایچ ڈی (علیگ) ڈی فل (آکسن)

/۱۱/۹۷ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۴/اکتوبر ۱۹۹۷ء یہاں ۳/نومبر کو وصول ہوا۔ ممنون ہوں لیکن بعض تفصیلات کتب نہ ہونے کے پڑھ کر تشنگی بڑھ گئی۔ کچھ اہم مخطوطات جو آپ نے دیکھے ہیں ان کے نام ضرور للہ بھیجیے بقید نام مصنف۔ پھر جب آپ یہ مضمون شائع کریں گے تو تفصیلات پڑھ لوں گا۔

دیوان عشق کے عکس کے بارے میں افسوس ہے کہ آپ کو غلط اطلاع ملی۔ محب گرامی ڈاکٹر مظفر حسین برنی کے صاحبزادے انگلستان میں ہیں برنی صاحب کے توجہ دلانے پر ان کے صاحب زادے نے جو خط لکھا تھا اس کے جواب کا عکس

بھیج رہا ہوں۔ خط لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے دوبارہ مجھے لکھا کہ مخطوطے کا نمبر غلط ہے اس نمبر پر کوئی کلیات عشق نہیں۔ اس خط سے اس کی بھی تردید ہوگئی جس میں صاف لکھا ہے کہ یہ نمبر صحیح ہے اور اسی نمبر پر یہ کتاب ملتی ہے۔ میں خط کا عکس بھیج رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب ضخیم ہے اور مجلد ہے اس لیے پشتے کے پاس کی عبارت کے عکس اچھے نہیں آئیں گے لیکن ہمارا کام چل جائے گا ہم مضمون لکھیں گے۔ دیوان اڈٹ نہیں کر رہے ہیں۔

فی الحال آپ یہ کیجیے کہ اپنے تیار کردہ نوٹس کی زیروکس کاپی فوراً بھیج دیجیے، میں کسی اور کو زحمت دوں گا کہ وہ سارے مطالع نقل کر کے بھیج دے، اگرچہ ایسے آدمی کی تلاش بھی مشکل ہے۔ بارھویں صدی ہجری کے جن عظیم آبادی شعرا وامرا کا ذکر ہے ان سے بیشتر سے میں واقف ہوں۔ یادگار نامہ قاضی کے لیے اسی نسخے پر مضمون لکھنا چاہتا ہوں۔

فی الحال تو میں اسی پر قناعت کروں گا لیکن اگر آپ کی یونیورسٹی اس دیوان کی فلم یا عکس واقعی منگوا سکتی ہے اور آپ لائبریرین اور دوسرے ذمہ داران کو اجرت، عکس فراہم کرنے پر راضی کر سکتے ہیں تو میں چاہوں گا کہ آپ مس نیگ کو مرسلہ خط کی نقل بھیج کر یہ پوچھیں کہ یہ غلط فہمی انھیں کیوں ہے؟ یا اس طرح معاملات بگڑنے کا اندیشہ ہو تو پھر ان صاحب سے رجوع کیجیے جنھوں نے یہ خط لکھا ہے پتا خط میں درج ہے۔

آپ نے جو متعدد کتب خانوں کے اہم مخطوطات پر نوٹس لکھے ہیں آپ ان پر مقالہ لکھ کر شائع کریں۔

مطبوعہ وغیر مطبوعہ فہرستوں اور متعلقہ کتابوں کے جو عکس آپ نے تیار کرائے ہیں اور جن کی ایک نقل میرے لیے آپ نے بنوائی ہے وہ ضرور بھیجے۔ پچھلی مرتبہ کچھ مطبوعہ مواد کے عکوس آپ نے بھیجے تھے وہ اہم تھے اور میرے لیے مفید۔

پروفیسر اسارا بوتا کا منتظر رہا افسوس کہ ان کی ملاقات سے محروم رہا۔ فلم وغیرہ آپ کراچی میں مشفق خواجہ صاحب کے حوالے کریں وہ بھیجنے کی کوئی صورت نکال لیں گے۔ عکوس ومطبوعات آپ بھیجیں۔

یادگار نامہ میں اب آپ کا مضمون مسرت افزا والا ہی چھپے گا، آپ صحیح فرماتے ہیں یہ مضمون اس مجموعے کے لیے زیادہ مناسب ہوگا۔ آپ کا خط ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو بھیج دیا اور متوجہ کیا کہ غالب نامہ کا مطلوبہ شمارہ اب تک آپ کو نہیں ملا۔ میرا خیال ہے اب آپ تک پہنچ گیا ہوگا۔

عمر خالدی صاحب کو میں نے ۲۷ راگست کو اسٹوڈینٹس بک ڈپو چار مینار حیدرآباد کے پتے پر خط لکھا تھا مضمون یہ تھا: ''معارف (اگست) میں شمع فروزاں پر تبصرہ پڑھا۔ ابوالنصر خالدی مرحوم پر اس میں جو مضمون چھپا ہے وہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ مبارز الدین احمد رفعت مرحوم کے نام شائع شدہ خطوط بھی دیکھنا چاہتا ہوں ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کا خط آیا تھا، وہ وسط ستمبر تک ٹوکیو پہنچنے والے ہیں، اس وقت وہ امریکہ میں ہوں گے''

اب معلوم ہوا آپ کے خط سے کہ وہ حیدرآباد میں نہیں بوسٹن میں ہیں۔ ناشر نے انھیں میرا خط بھیجنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں نے دو مضمونوں کے عکس کے لیے اس لیے لکھا تھا کہ کتاب بھیجنا ممکن نہ ہو تو کچھ اوراق کے عکس ہی بھیج دیں، آپ اگر محمد علی اثر یا کسی اور کو لکھ کر اصل کتاب بھجوا دیں تو مزید کرم ہو۔

ان کی اور آپ کی حیدرآباد والی کتاب پر جو تاثرات میں نے لکھ کر آپ کو یا ان کو بھیجے تھے وہ تو شاید ان کی نظر سے گزر گئے تھے۔

ہاں مس نیگ کا یہ بیان بھی صحیح نہیں کہ ان کے یہاں مائکروفلم یا عکس کا کوئی انتظام نہیں۔ غالب نے ہملٹن کو اپنے دو رسالے بھیجے تھے جو ان کے پس ماندگان نے جون ریلنڈ لائبریری میں محفوظ کرا دیئے تھے۔ میں نے ۱۹۵۵ میں وہاں کئی دن بیٹھ کر پچاسوں مخطوطات دیکھے تھے۔ کچھ تحریروں کے عکس بھی لیے تھے، بعض نادر تصویروں کے بھی عکس حاصل کیے تھے۔ اسوقت غالب کے ان رسالوں کے عکس نہیں لے سکا تھا۔ اب وہاں سے دونوں رسالوں کے عکس آ گئے ہیں، نہایت صاف ستھرے اور واضح عکس ہیں رسالۂ معارف کی تقطیع پر۔ وہ میں نے دیکھا ہے غالباً پچاس منٹ دو صفحوں کے لیے ہیں اس طرح مس نیگ نے یہ اطلاع بھی صحیح نہیں دی کہ فلم یا عکس کا یہاں انتظام نہیں۔ عقیل صاحب آپ وہاں غلط ہاتھوں میں پھنس گئے۔

کراچی آپ کب پہنچ رہے ہیں اور کب تک وہاں رہیں گے؟ مشفق خواجہ صاحب علیل ہو گئے تھے دواخانے گئے تھے اب واپس آ گئے ہیں لیکن اپنے پرانے مکان میں نہیں کلفٹن والے فلیٹ میں مقیم ہیں۔

لندن کی لائبریری میں معلوم ہوا ہے اردو خطوط کا بہت بڑا ذخیرہ آ گیا ہے۔ آپ نے دیکھا؟

پروفیسر ہا گیتا پروشی سے مل کر بہت خوش ہوا، اب بھی یاد آتے ہیں۔ انھیں میرا اسلام کہیے۔ خواجہ محمد زکریا بھی جاپان میں تشریف رکھتے ہیں، کبھی اگر ملاقات ہو جائے تو ان کی خدمت میں میرا اسلام پیش کیجیے۔

سقوط پر کوئی تحریر نظر سے گزری تو اطلاع دوں گا۔

امید آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

مانچسٹر خط لکھیں تو یہ واضح کر دیں کہ آپ کو مائکروفلم نہیں چاہیے (اس لیے کہ مائکروفلم سے تکبیر کا مسئلہ پیدا ہوگا اور ایک بار جو چند صفحات کی تکبیر آپ نے جاپان سے بھیجی تھی، وہ مجھے بالکل پسند نہیں آئی) بلکہ فلم ان لارج کرا کے بھجیں۔ ان سے درخواست، کا فارم بھی ساتھ ہی ساتھ منگوا لیجے کہ اس کی خانہ پری کے بعد آپ کی لائبریری / ادارہ انھیں بھیج سکے۔ معاف کیجیے آپ کو بہت زحمت دے رہا ہوں لیکن یہ علمی کام ہے اس میں تعاون کی آپ سے بجا توقع ہیں۔

(۶۴)

باسمہ

فوری

N 40 35 17

DEPARTMENT OF ARBIC

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

ALIGARH- 202002

Dated....یکم جنوری ۱۹۹۸ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ ۷/دسمبر تاخیر سے ملا۔ آپ ۱۰/جنوری تک کراچی میں ہیں اس لیے وہیں کے پتے پر یہ خط لکھ رہا ہوں خدا کرے آپ کو جاپان روانہ ہونے سے پہلے آپ [کذا] کو مل جائے،

آپ نے مفصل خط لکھا ہے پڑھ کر بہت سی باتیں معلوم ہوئیں۔ حسین علی عزت کی اضراب سلطانی کے ساتھ معاصر سرسید منشی غلام محمد[۱] کی خودنوشت ضرور مرتب کیجیے۔ اس کا مطبوعہ نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ اس پر حواشی ضرور لکھیے۔ علی گڑھ کے سلسلے میں کوئی بات دریافت طلب ہو تو بے تکلف پوچھیے۔

کلیات عشق سے میری دلچسپی ضرور ہے لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس پر ۲۵۰ پونڈ یعنی ستر و ساڑھے ستر ہزار روپے آپ اپنی جیب سے خرچ کریں۔ اردو دیوان ہوتا تو آپ کے کام آتا کہ آپ اڈٹ کر کے کہیں چھپوا لیتے اور میں مضمون لکھ لیتا۔ فارسی دیوان اور وہ بھی اس قدر ضخیم آپ اسے اڈٹ کرنے کی طرف مائل نہ ہوں گے۔ یا تو یہ کیجیے کہ دیوان کے پچیس پچیس ورق (ابتدا اور آخر کے) کے عکس بنوایے، یا آپ مانچسٹر خود جائیں تو مکمل نوٹس لے لیجیے۔ میرے لیے فی الحال یہ کافی ہے کہ دو چار اچھی غزلوں کے عکس مل جائیں اور ہر اس غزل کا مطلع اور مقطع جس کے سلسلے میں یہ اندراج ہو کہ عظیم آباد میں کس مشاعرے میں کس کے یہاں اور کب پڑھی گئی۔ ان کے اشعار سے زیادہ اہمیت میرے لیے یہ ہے کہ ان کے اندراجات سے عظیم آباد کی بارھویں صدی ہجری کی علمی و ادبی زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ ہاں اگر آپ کی یونیورسٹی یا کوئی علمی ادارہ عکس کے اخراجات ادا کرے تو دوسری بات ہے۔ پھر مکمل عکس لینے میں مضائقہ نہیں۔

مانچسٹر سے جو غالب کے دو رسالوں کے عکس آئے ہیں وہ بہت صاف اور واضح ۲۲×۱۸ کی تقطیع پر ہیں اگر آپ کو بنوانا ہی ہو تو اس طرح کا عکس بنوایے۔ ایک فولیو کے عکس پر اجرت وہ لوگ زیادہ نہیں لیتے۔ مائکروفلم میں مجھے تردد یہ ہے کہ جو فلم میں نے آپ کو ان لارجمنٹ کے لیے بھیجی تھی اور جس کی تکبیر آپ نے بھیجی تھی اس کی تقطیع اگرچہ بڑی تھی لیکن یہ منفی عکس تھا اور بہت برا بنا تھا۔

اگر آپ دیوان کا مکمل عکس بنوائیں تو اس سلسلے میں جو پیش رفت ہو اس سے مطلع کرتے رہیے۔

میں نے کوشش کی تھی کہ ایوان غالب دہلی عکس منگوائے۔ ڈائرکٹر کے خط کے جواب میں مانچسٹر سے عجیب خط آیا کہ ہم عکس افراد کو دیتے ہیں اداروں کو نہیں دیتے۔ یہ کیسی دلچسپ بات ہے، معاملہ اس کے برعکس ہوتا تو ایک بات بھی تھی۔

انڈیا آفس کے خطوط (ذخیرہ امین زبیری) جن لوگوں نے لیے ہیں خدا کرے شائع بھی کریں اور جلد

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو آپ کے خط کے وہ فقرات پڑھ کر سنا دیے۔ منتظمین کہتے ہیں انھوں نے قطعی طور پر مطلوبہ شمارہ آپ کو بھیج دیا ہے۔ شاید اب پہنچا ہو۔ آپ کہیں تو ڈاکٹر صاحب کے مضمون کا عکس بھجوایا جائے۔

علماء سیتاپور[۲] کے غیر مطبوعہ تذکرے کا نام کیا ہے مصنف کون ہیں؟ ''سید العلماء''[۳] کے بارے میں کچھ تفصیلات لکھیں تو یہاں تلاش کراؤں۔

نئے سال کی تہنیت قبول فرمایئے　　　والسلام　　　خیر طلب

مختار الدین احمد

ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب
الھدیٰ سا سائٹی 358/15-A-4
کراچی نورتھ۔ 75850

باسمہ

علی گڑھ
۳۰/۷/۹۱ء

محبی پروفیسر عقیل صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۰ر جولائی یہاں ۲۳ر کو موصول ہوا۔ میں مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی کا وائس چانسلر ہو کر ۱۰ار اپریل کو پٹنہ چلا گیا تھا۔ بہت دن رہ کر یہاں آیا۔ ڈاک میں آپ کا خط تلاش کیا نہیں ملا۔ پھر خیال ہوا آپ نے کسی پہلے خط میں یورپ اور دوسرے مقامات کے سفر کا ذکر کیا تھا اور لکھا تھا کہ ۱۵ر جولائی تک واپس آؤں گا۔ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ یہ علمی سفر مبارک ہو لیکن واپسی پر مختصر سہی سفر کی روداد ضرور لکھیے اور جو نوادر کتب آپ نے اس سفر میں دیکھے ہوں ان کا حال ضرور لکھیے گا۔ آپ کے اس خط میں اس سفر کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں۔ کہیں سفر ملتوی تو نہیں ہو گیا تھا؟

دیوان عشق کی فلم نہ بنوایئے، مکمل دیوان کا بہت صاف ستھرا عکس بن کر میرے پاس آ گیا ہے۔ آپ صرف یہ کریں کہ دیوان کے آخری صفحے کا عکس منگوا دیں اور اگر آپ نے پہلے سفر میں اس مخطوطے کے نوٹس لیے تھے تو مطلع کیجیے کہ آخری صفحے کے مندرجات کیا ہیں۔ مجھے کچھ شبہ ہوتا ہے کہ آخری صفحہ یا صفحات کے عکس کسی وجہ سے میرے پاس نہیں پہنچے۔ مجھے خاتمے کی عبارت کی ضرورت ہے جس میں کاتب کا نام، تاریخ کتابت وغیرہ درج ہو۔ آخری اوراق جو میرے پاس آئے ہیں ان کے مندرجات یہ ہیں:

آخری مخمس اس مصرع پر ختم ہوتا ہے: مشکل آسان کن حاجات نہال ہمہ (صفحات کے نمبر عکس میں نہیں آئے ہیں)

اس کے بعد رباعیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پہلے رباعی بے نقط ہے: کرار محمد آمدہ سروارم۔ ۳۲ ورق تک رباعیات کا سلسلہ ہے۔ پھر ڈیڑھ صفحے کی نثری تمہید کے بعد دوبارہ رباعیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے: شد منبع فیض از تو زسر تا پا صبح۔ پانچ ورق تک رباعیوں کا سلسلہ چلتا ہے۔ آخری رباعی: چوں گشتم من خستہ گرفتار دل / ایے کار دل / غم یار دل۔ آخری سطر بعنایت بندہ نوازی چارہ ساز بے انبار دو زدہ تقطیع شجرہ اخرم۔ اسی پر عکس ختم ہو جاتا ہے۔ بے ربط طور پر۔ یا تو نسخہ ناقص الآخر ہے یا میرے پاس آخری صفحہ یا آخری صفحات کے عکس نہیں پہنچے۔ بیشتر صفحات پر نمبر صفحہ درج نہیں یا عکس میں نہیں آیا ہے، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ آخری صفحہ ہے اس مخطوطے کا عکس بنانے والے / پیک کرنے والے نے صفحات ادھر ادھر کر دیے۔ بہر حال مجھے معلوم کرنا ہے کہ آخری صفحہ اس مخطوطے کا کون سا ہے، اس کے اندراجات کیا ہیں۔ آپ اپنے نوٹس دیکھیے اور مانچیسٹر لائبریری کی فہرست مجموعہ بھی دیکھیے، اس میں نسخے کا حال کیا لکھا ہے، تاریخ کتابت درج کی۔ ہے یا ناقص الآخر لکھا ہے؟

جواب جلد دیجیے اور اپنی خیر و عافیت۔ سے مطلع کیجیے اور علمی کوائف بھی لکھیے۔ خدا بخش جرنل ۱۱۲ چھپ کر آ گیا ہے اس میں آپ کو مضمون "بیاض رنجور" چھپا ہے اور مسیحی کتبات والا مضمون بھی اسی شمارے میں شائع ہوا ہے پرچہ نہ ملا ہو تو ڈائریکٹر کو لکھیے۔ معلوم نہیں آپ نے ان سے آف پرنٹس کی فرمائش کی تھی یا نہیں۔

مظہر الحق یونیورسٹی ابھی بالکل ابتدائی دور میں ہے، وائس چانسلر کا کام تو بعد کو آنا ہے پہلے تو حکومت نے جو پچیس تیس لاکھ روپے دیے ہیں اور بیس پچیس ایکڑ زمین اس پر حکومت کے کارندوں کو عمارت بنانی ہے۔ دفتر قائم کرنا ہے کچھ تقررات کرنے ہیں میں نے ابتدائی کارروائی جو مجھے کرنی تھی وہ کر دی ہے۔

باسمہ

MUKHTAR UD DIN AHMED
Formerly Professor and Chairman
DEPARTMENT OF ARBIC
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH 202002 · INDIA

علی گڑھ
۲۶ دسمبر ۲۰۰۰ء

مکرمی ڈاکٹر تمیل صاحب   السلام علیکم

عرصے سے آپ سے خط وکتابت بند ہے کچھ نہیں معلوم آپ کہاں ہیں کیا کر رہے ہیں، کیا لکھ رہے ہیں؟
یہاں تک یاد آتا ہے آپ کا آخری خط مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۸ء ٹوکیو سے آیا تھا جس کا جواب میں نے اکتوبر میں دے دیا تھا۔ ابھی ڈائری دیکھی۔ آپ کا خط ۱۸ اکتوبر کو پہنچا تھا جس کا جواب میں نے اسی ماہ کی ۵ تاریخ کو دے دیا تھا، پھر میں آپ کے خط کا منتظر رہا لیکن کوئی خط مجھے موصول نہیں ہوا۔

اس خط میں آپ نے رامندن، برلن ہائیڈل برگ ویانا لندن اور مانچسٹر جانے اور وہاں کے کتب خانے دیکھنے کا ذکر کیا تھا۔

آپ نے دیوان عشق کی فلم کی مانچسٹر سے وصول یابی کا ذکر کیا تھا اور لکھا تھا کہ فلم ساز نے کئی اوراق درمیان میں سہوا چھوڑ [دیئے ہیں]۔ میں نے آپ سے ان کی تفصیلات مانگی تھیں کہ دیکھوں جو عکس میرے پاس آیا ہے ان میں وہ اوراق ہیں کہ نہیں۔ آپ کا کوئی جواب نہیں آیا۔ معلوم نہیں ترک شدہ اوراق جن کے عکس کی آپ نے مانچسٹر فرمائش لکھ بھیجی تھی آپ کو موصول ہوئے یا نہیں۔ موصول ہوئے ہوں تو ان کی نشاندہی کیجیے گا۔

میرا مقالہ یادگار نامۂ قاضی عبدالودود میں شائع ہوا یہ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا کچھ اضافات و ترمیمات کے ساتھ تحقیق (حیدرآباد سندھ) کے تازہ شمارے میں بھی چھپا ہے، اب تک یہ بھی آپ کی نگاہ سے گزر چکا ہوگا۔ دیکھیے گا کہ آپ کے فوٹوگرافر نے جو اوراق چھوڑ دیے ہیں ان کے حوالے میرے مضمون میں ہیں یا نہیں۔

جو نوٹس آپ نے یورپ کے مخطوطات کے مطالعے کے بعد لکھے تھے آپ نے شائع کیے ہوں تو مجھے بھی بھیجیے تا کہ آپ کے دریافت شدہ معلومات سے میں مستفید ہوسکوں۔

آپ نے اپنے آخری خط میں اضراب سلطانی (نسخہ کلکتہ) کے عکس کے حصول کی کوئی صورت مجھ سے پوچھی تھی، میں نے اپنے ایک عزیز کا نام اور پتا آپ کو لکھا تھا کہ یہ عکس حاصل کر کے آپ کو بھیج دیں گے۔ میں نے انھیں بھی لکھ دیا تھا کہ وہ آپ کے لیے اس کا عکس بنوادیں۔ آپ کا تو پھر کوئی خط نہیں آیا ان کا خط آیا تھا کہ عکس آپ کو بھیج دیا گیا۔ کچھ دنوں بعد ان کا خط آیا کہ اضراب سلطانی کا مطبوعہ نسخہ ان کے پاس آ گیا ہے اس اطلاع سے خوشی ہوئی کہ کتاب شائع ہوگئی۔

کتاب نہ سہی کتب خانوں میں اپنے جمع کردہ معلومات کی تفصیل سے ضرور مطلع فرمائیے جواب جلد دیجیے اور سلسلہ خط کتابت جاری رکھیے

والسلام

مختارالدین احمد

''جہات، جہد آزادی'' ابھی مجھے موصول نہیں ہوئی

عید اور سال نو کی تہنیت قبول فرمائیے۔

یہاں اب تک میرے علم کے مطابق صرف دو نسخے رسالہ تحقیق کے موصول ہوئے ہیں ڈاکٹر نذیر احمد کو اور مجھے۔ کتب خانہ خدا بخش تک کو نہیں پہنچا ہے مشفق خواجہ صاحب اور آپ کو بھی یہ رسالہ شاید ابھی نہیں ملا ہے ورنہ ضرور اطلاع دیتے۔

فخر الدین علی احمد اور قاضی عبدالودود کے بعد اب ڈاکٹر یوسف حسین خان مرحوم کے لیے ایک یادگار نامہ شائع ہو رہا ہے اسی ادارے سے۔ آپ ان سے حیدر آباد کے تعلق سے بھی اچھی طرح واقف ہیں اس لیے آپ کا مضمون اس مجموعے میں ضرور ہونا چاہیے۔

آپ کوئی تاریخی مضمون خاص طور پر حیدر آباد کی نسبت سے لکھیں تو اچھا ہے۔ حیدر آباد کی تاریخ پر جو کچھ انھوں نے کام کیا ہے اس پر بھی آپ ایک مضمون لکھ دیں تو خوب ہو۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب جلد ہی یہ کتاب شائع کرنا چاہتے ہیں انھوں نے کچھ مضامین جو قاضی صاحب کے مجموعے میں جانے تھے، اس کتاب کے لیے روک لیے ہیں۔ ان میں آپ کا بھی مضمون ہے۔ ممکن ہے آپ حیدر آباد کے تعلق سے کوئی اور مضمون اس مجموعے کے لیے دینا پسند کریں اس لیے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ کتاب کے ابتدائی حصے میں چند مضامین ڈاکٹر یوسف حسین صاحب کی زندگی و تصانیف اور ان کے کارناموں پر ہونے چاہئیں اور آخری حصے میں عام ریسرچ کے مضامین جو مضمون نگار حضرات اپنے پسندیدہ موضوعات پر لکھیں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

۱۱۵/۳۵۸ے-۴۰

الھدیٰ سوسائیٹی

شمالی کراچی 75850

(۶۷)

باسمہ

پوسٹ کارڈ

۲۰۰۱/۹/۴ء

محبی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مہینوں یا شاید برسوں کی خاموشی کے بعد آپ کا خط مورخہ ۶ جون ۲۰۰۱ مجھے ۲۲ کو ملا اور میں نے اسی دن آپ کو اس کا تفصیلی جواب دیا اور کچھ استفسارات کیے۔ جواب سے اب تک محروم ہوں آپ نئے مکان میں منتقل ہو رہے تھے اور آپ نے لکھا تھا کہ فی الحال شعبہ اردو کے پتے پر خط کتابت کی جائے چنانچہ میں نے شعبہ ہی کے پتے پر آپ کو خط لکھا تھا۔ آج گھر کے پتے پر لکھ رہا ہوں کہ ان دو تین مہینوں میں آپ نئے مکان میں ضرور منتقل ہو گئے ہوں گے، میرا ۲۲ جون کا خط سامنے رکھ کر جواب دیں تو مزید ممنون ہوں گا۔

انسائیکلو پیڈیا ایرانیکا، دانش نامہ جہان اسلام اور دائرہ معارف اقبال کے مقالات کے آف پرنٹس یا ان کے عکس

روانہ نہ کر سکیں تو کم از کم ان کے عنوانات سے اطلاع بخشیں۔

مختصر طور پر یورپ کے فتوحات کا حال لکھیے۔ سلیم الدین قریشی صاحب (لندن) کا پتا بھی لکھیے۔ ذخیرہ دہلی پر فہرست کی رو سے مفصل مضمون لکھیے۔

قاضی عبدالودود صاحب کے دستوں میں رام پور کے نواب کے ایک عزیز واجد علی خاں ۲ تھے انگلستان میں ان کے معاصر تھے وہ بعد کو سندھ جا کر بس گئے تھے ان کا مجموعہ کلام ''رنگ اشک'' آپ کے یہاں شائع ہوا تھا اسکی عکسی نقل مطلوب ہے۔ مرحوم کا تخلص غالباً اشک تھا۔

یادگار نامہ یوسف حسین خان کے لیے مضامین جمع ہو رہے ہیں اور لکھے جا رہے ہیں۔ آپ کا ایک مضمون ہم لوگوں کے پاس ہے اس مجموعے کے لیے لیکن میں چاہتا تھا کہ یوسف حسین مرحوم پر نہ سہی ان کی کسی کتاب پر آپکا مضمون ہو خاص طور پر ان کتابوں پر جن کا تعلق حیدر آباد سے ہے اس موضوع پر آپ کی گہری نظر ہے دکتر عمر خالدی صاحب سے بھی کچھ لکھوائیے۔ مضمون اردو میں ہو۔

کسی کتاب کی ضرورت ہو یا کوئی علمی ادبی مسئلہ دریافت طلب ہو تو بلا تکلف لکھیے جواب کی پوری کوشش کروں گا کسی ذریعہ سے آپکو ڈاکٹر صاحب کے خط کی جلد چہارم بھجوائی تھی ملی ہوگی۔ رسید نہ آئی امید آپ بخیر ہوں گے

والسلام

مختار الدین احمد

پروفیسر معین الدین عقیل صاحب
مکان نمبر بی۔۲۱۵ بلاک ۱۵
گلستان جوہر، کراچی

(٦٨)

باسمہ

پوسٹ کارڈ

۲۰۰۱/۹/٤ء

مکرمی السلام علیکم

مورخہ ۱٤ جون کا جواب آپ کی ہدایت پر شعبہ اردو کے پتے پر بھیجا تھا جواب نہ آیا۔ معلوم نہیں آپ کو ملا یا ضائع ہوا۔ براہ کرم یورپ کے فتوحات کا لکھیے۔

سلیم الدین قریشی کا پتا لکھیے اور ان کی تصانیف کے نام بھی۔ 'ذخیرہ دہلی'' کا کچھ حال لکھیے اور بہتر ہو اگر اس پر آپ ایک مضمون لکھ کر جرنل خدا بخش کو بھیجیں۔

واجد علی خاں اشک رام پوری قاضی عبدالودود کے دوست اور کیمبرج میں ان کے معاصر کی نظموں کا مجموعہ رنگ اشک آپ کے یہاں چھپا ہے مل جائے تو اصل بھیج دیجیے ورنہ اس کی زیروکس کاپی۔

یادگار نامۂ یوسف حسین کے لیے آپ کا مضمون ہمارے پاس محفوظ ہے لیکن کیا اچھا ہوا گر مرحوم پر ایک مضمون لکھیں ان کے قیام حیدر آباد کی روشنی میں، یا ان کی کسی کتاب پر ایک مضمون لکھوا دیں وہ کتاب اگر حیدر آباد کے متعلق ہو تو اور بھی اچھا ہو۔

عمر خالدی صاحب کو بھی متوجہ کیجیے۔

ڈاکٹر صاحب کے خط (جلد چہارم) آپ کو ملی ہو گی رسید نہیں آئی۔

(۶۹)

باسمہ

پوسٹ کارڈ

علی گڑھ

۲۰۰۲/۱۱/۴ء

مجی السلام علیکم

پروفیسر غفور شاہ قاسم صاحب کا خط ثمرین سعید کے مقالۂ علیہ، امتیاز علی تاج ؒ کے عکس کے بارے میں آیا تھا آپ کے حوالے سے میں نے جواب دے دیا تھا کہ مقالہ آزاد لائبریری میں موجود ہے، لائبریرین کو لکھ کر عکس فلم کی اجرت دریافت کریں اور کسی مناسب ذریعے سے انھیں بھیج دیں۔ ان کا کوئی جواب نہیں آیا۔ اس خیال سے کہ انھیں میرا خط شائد نہ ملا ہو ابھی پھر انھیں لکھا ہے۔ احتیاطاً آپ کو لکھ رہا ہوں طالب علم کی جس قدر بھی ممکن ہو مدد کرنی چاہیے، آپ انھیں سمجھا کر لکھیں کہ اس سلسلے میں انھیں کیا کرنا چاہیے،

ویسے اس موضوع پر جب دو مقالے پی ایچ ڈی کے لکھے جا چکے ہیں تو وہ اسی موضوع پر مقالہ کیوں لکھنا چاہتے ہیں، انھیں کوئی دوسرا موضوع دیجیے۔

عرصے سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا ہے نہ آپ کے کاموں کی کوئی اطلاع مجھ تک پہنچی ہے۔ مطلع کر کے ممنون کیجیے۔

دکتر ظفر اقبال صاحب کے صدر شعبہ ہونے کی اطلاع ملی ہے اگرچہ بہت دیر سے خوشی ہوئی۔ زیادہ خوشی ہوتی اگر یہ اطلاع دوسروں سے نہیں خود ان سے ملتی۔ انھیں سلام کہیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

برادرم یہ خط آپ کے لیے ہے۔ دوسرا ڈاکٹر ریاض الاسلام صاحب کے لیے ہے۔ ایک لفافے میں بند کر کے انھیں بھجوا دیجیے شکریہ ۱-۱۲-۲۰۰۲ء

ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب

مکان نمبر بی ۲۱۵۰ بلاک ۱۵

گلستان جوہر

Karachi

پوسٹ کوڈ 75270

(۷۰)

باسمہ

پوسٹ کارڈ

علی گڑھ

۲۰۰۲/۹/۳

محبی معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا آخری خط مورخہ ۱۴ جون مجھے ۲۴ کو ملا تھا میں نے اسی دن آپ کو خط لکھا تھا جواب نہ آیا تو ۲ر ستمبر کو دوسرا خط لکھا، آپ کی طرف سے خاموشی رہی۔ کیا مصروفیت بہت بڑھ گئی ہے لیکن ایسی بھی مصروفیت کیا کہ آدمی چند سطریں نہ لکھ سکے۔

بس اپنی خیر و عافیت سے مطلع کیجیے اور اپنے تازہ علمی کاموں سے آگاہی بخشیے۔ مضامین چھپے ہوں تو آف پرنٹس بھیجیے یادگار نامہ یوسف حسین خاں کے لیے کوئی تیس مضامین جمع ہو گئے ہیں آپ کا مضمون بھی ہے۔ کاتب ناہنجار بہت سست نویس ہے۔ یا اس نے دوسرے کام لے رکھے ہیں، صرف نصف مضامین کی کتابت کر سکا ہے ہم لوگ دو کاتب سے کام کروانا نہیں چاہتے، تحریر میں یکسانی باقی نہیں رہتی۔

نیا مکان مبارک ہو نیا ٹیلیفون نمبر لکھیے گا۔

آپ نے پچھلے خط میں ''ذخیرہ دہلی'' کے ضخیم کیٹلاگ کا ذکر کیا تھا (مرتبہ سید حسین بلگرامی) اس پر تفصیلی مضمون لکھیے۔

کیا قومی زبان اور رسالہ اردو برابر شائع ہو رہے ہیں۔ قومی زبان جو ہر ماہ پابندی سے آتا تھا کئی مہینے سے نہیں آیا ہے۔ شاید ڈاک کے مناسب انتظام کا انتظار ہو۔ لیکن اب آپ کے یہاں سے برابر کتابوں کے پارسل اور رسالے آ رہے ہیں۔

جواب کا انتظار رہے گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۷۱)

باسمہ

دی ریجنسی پالاس

THE REGENCY PALACE

HOTEL

علی گڑھ

یکشنبہ ۵ ستمبر ۲۰۰۲ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا خط جو ۱۹ مئی کو ٹائپ ہوا ظاہر اً دفتر میں پڑا رہا، بعد ڈاک گھر بھیجا گیا۔ یہاں اواخر اگست میں پہنچا، میری نظر سے ۲۶ اگست کو گزرا جب میں عمان / اردن میں ایک ہفتہ قیام کر کے علی گڑھ واپس آیا۔

ہر چند آپ نے یہ خط سال دو سال بعد لکھا ہے لیکن ممنون بہر حال ہوں کہ آپ نے یاد فرمایا تا خیر سے ہی سہی۔ شعبے اور جامعہ کی مصروفیات کا حال سنا ان حالات میں غیر علمی کام بڑھ جاتے ہیں، پھر بھی آدمی چاہے تو خط کتابت کے لیے تو کچھ وقت نکال ہی سکتا ہے۔ میں کوئی ۱۷ سال تک شعبے کا صدر رہا، دو بار فیکلٹی آف آرٹس کا ڈین اور ایکزکٹو کونسل کا ممبر رہا، پچیس سال سے زیادہ فیکلٹی اور اکیڈمک کونسل کا رکن رہا، چار پانچ سال جامعہ اردو کا پرو وائس چانسلر رہا اور علمی و انتظامی میٹنگس میں گھنٹوں بیٹھ کر عمر عزیز کا خاصہ حصہ ضائع کیا یہ میرے فرائض منصبی میں داخل تھا لیکن خط لکھنے اور جواب دینے میں میں نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ مختصر خط لکھے لیکن لکھے اور وقت پر لکھے۔

میں نے مسرت افزا پر تصحیح ہو جانے کے باوجود، ایوان غالب سے آپ کے مضمون کی کاپی منگوا کر اس کا عکس بنوا کر آپ کو رجسٹری سے اس لیے بھیجا تھا کہ احتیاطاً ایک نظر آپ بھی ڈال لیں، اس بات کے باوجود کہ آپ کے مضمون کی کاپیاں یہاں ہم لوگوں نے ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صدر شعبہ فارسی دہلی یونیورسٹی سے پڑھوائی تھیں کہ ممکن ہے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں اب مہینوں کے بعد غلط نامہ آیا ہے، اب تو فلم بھی بن چکی ہو گی بہر حال مرسلہ کاغذ دہلی بھجوا رہا ہوں شائد اب کچھ نہ ہو سکے لیکن کوشش تو کرنی ہی چاہیے۔

اس پورے عرصے میں آپ کے مضامین کے مطالعے سے محروم رہا۔ آپ کی طرف کے رسالے بھی بہت کم آئے اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ مطبوعہ مضامین کے عکس فوراً بھیجیں۔ رقعات آبدار ۱، خطوط نیرنگ ۲ تذکرۂ علمائے سیتاپور کے تو نام بھی کبھی نہیں سنے، مطالعے تو بعد کی چیز ہے۔

میر (میر کون؟ کیا میر تقی میر؟) ۳ اور شاہ عبدالعزیز ۴ کی غیر مطبوعہ تحریروں کا ملنا مبارک ہو۔ جلد چھپوایئے یہاں کوئی قابل ذکر مجموعۂ مضامین مرتب ہونے والا ہوا تو اطلاع دوں گا

امید مزاج بخیر ہو گا۔ والسلام

مختارالدین احمد

فہرست مطبوعات جامعہ کراچی ملی، شکریہ حسب ذیل کتابوں میں میری دلچسپی ہے،

۱) حضرت عثمان کی شہادت — از ڈاکٹر محمد نعیم (بشرطیکہ یہ وہ ڈاکٹر سلیم ہوں جو علی گڑھ میں میرے استاد تھے، جنھوں نے پروفیسر ابوبکر حلیم صاحب کی نگرانی میں تاریخ میں علی گڑھ سے ڈاکٹریٹ کی تھی اور جو تقسیم ہند کے وقت حلیم صاحب کے ساتھ کراچی چلے گئے تھے۔)

۲) نظام الملک طوسی ۵ — از ڈاکٹر رضوان علی ندوی

۳) Those who Dared ۶ — از جسٹس قدیر الدین احمد

۴) بلاکم و کاست ۷ — از مہدی علی صدیقی

۵) یاد ہے سب ذرا ذرا — از عبدالرحمن ایڈووکیٹ

اور جریدہ کے صرف وہ شمارے جو میری دلچسپی کے ہوں، میری دلچسپیوں کا حال معلوم ہوا۔ جو تازہ شمارہ آپ نے بھیجا ہے وہ پڑھ کر ابن سینا لائبریری کو بھجوا رہا ہوں۔ شکریہ

(۷۲)

باسمہ

۲۰ر دسمبر ۲۰۰۴

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے ایک خط آپ کو لکھا تھا جواب کا انتظار ہے۔ فہرست مطبوعات کراچی یونیورسٹی مل گئی تھی میں نے لکھا تھا کہ صرف وہ کتابیں بھیجیے جو میرے ذوق کی ہوں۔

یادگار نامہ یوسف حسین شائع ہوگئی ہے اس میں آپ کا مضمون شامل ہے۔ تصحیح نامہ قدرے تاخیر سے ملا تھا۔ کتاب ایوان غالب نئی دہلی سے آپ کو بھیجی جارہی ہے۔ رسید سے مطلع کیجیے گا۔

آپ نے خط لکھنا بند کردیا ہے مصروفیات بڑھ گئی ہوں گی۔ امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۷۳)

باسمہ

ندوة قومية حول
المنزعات الجديدة فی الشعر العربی المعاصر
NATIONAL SEMINAR
ON
"NEW TRENDS IN CONTEMPORARY ARBIC POETRY"
10th & 11th March. 2004
Department of Arbic, A.M.U., Aligarh

علی گڑھ

٤/٥/٢٠٠٦ء

محبی معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۷راپریل اصغر عباس صاحب ۲۷راپریل کو دے گئے تھے۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ بہت دنوں کے بعد آپ کا خط آیا اور کاشف حالات ہوا اس لیے مزید خوشی ہوئی۔ اس طرف کچھ دنوں سے سلسلہ خط کتابت، بندر ہا جس کی وجہ یاد نہیں آتی۔ میں نے آخری خط آپ کو چند ماہ پہلے لکھا تھا اور وہ جو ایک سلسلہ کراچی یونیورسٹی نے اردو مطبوعات کا شروع کیا ہے اس کا ذکر کر کے مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی پھلواروی کی خودنوشت آپ سے منگوائی تھی اس لیے کہ مہتمم حضرات سے میرا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ نہ کتاب آئی نہ خط کا جواب۔ خط میں نے غالباً شعبے کے پتے پر بھیجا تھا ممکن ہے آپ تک نہ پہنچا ہو۔ اس کتاب کی اور اس سلسلۂ مطبوعات کی ان کتابوں کی مجھے اب بھی ضرورت ہے جو میری دلچسپی کی ہوں اور میری دلچسپی سے واقفیت رکھنے والا مشفق خواجہ مرحوم کے بعد پورے کراچی میں آپ سے بہتر کوئی نہیں۔

یاسر احمد سلمہ کی تقریب شادی پر آپ کا تہنیت نامہ ملا، شکریہ۔ بیگم صاحبہ کو سنا دیا گیا: دلہا دلھن (یاسر اور

سعدیہ) ایک ماہ ہمارے ساتھ رہ کر یکم مئی کو دہلی گئے اور اپنے اپنے کام میں لگ گئے۔ دونوں نے گڑھوال یونیورسٹی، دہرہ دون سے کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی کیا ہے اور وہ یونیورسٹی میں اول و دوم آئے ہیں۔ دونوں اچھی اچھی دہلی کی کمپنیوں میں ملازم ہو گئے ہیں۔ خدا انھیں خوش رکھے اور ترقی درجات دے۔

قومی زبان (فروری) میں مشفق خواجہ صاحب مرحوم پر میری ناچیز کوشش آپ لوگوں کو پسند آئی، محنت ٹھکانے لگی۔ فنون (لاہور) کا تازہ شمارہ دیکھیے گا۔ ہماری زبان (دہلی) کا خواجہ نمبر آپ نے نہ دیکھا ہو تو بھیج دوں۔

خدا کرے خواجہ صاحب مرحوم کے کتب خانے کی حفاظت کا وہ امریکی فرم مناسب انتظام کرے کہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ یہ کتب خانہ اگر کراچی ہی میں رہے تو مرحوم کی روح کو مزید تسکین ہو۔ آپ نے رقم ۲۳ لاکھ لکھی ہے یا ۳۰ لاکھ؟ خدا کرے آمنہ[۲] کو اس رقم سے بھرپور حصہ ملے جو باتیں سننے میں آئیں اور جو آپ نے لکھیں ان سے تشویش ہوئی۔ طارق خواجہ[۳] صاحب تو حسب معمول امریکہ چلے جائیں گے آمنہ کی دیکھ بھال مناسب طور پر ان کی بہن اور ذوالفقار مصطفےٰ صاحب ہی اب کر سکیں گے۔ خواجہ صاحب کی وفات کی خبر امریکہ سے ملتے ہی میں نے دو خط آمنہ کو ناظم آباد کے پتے پر لکھے تھے۔ معلوم ہوا کہ مرحوم کی ساری ڈاک ان کے سامنے والے مکان میں جمع ہوتی رہی خطوط آمنہ نے شاید نہیں پڑھے یا وہ اس عالم میں نہیں رہیں کہ خطوں کے جواب دے سکیں۔ مولا ان کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کا حال سن کر دل دکھتا ہے۔

یہ امریکہ کا کون سا ایسا ادارہ ہے جسے اردو فارسی کی کتابوں کی حفاظت کا خیال آیا۔ بڑی بات یہ ہے کہ وہ کتابیں امریکہ منتقل کرنا نہیں چاہتا کراچی یا اسی ملک میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس میں طارق خواجہ صاحب کی کوششوں کا ضرور دخل ہوگا ورنہ خواجہ صاحب مرحوم تو ایک زمانے میں ہمدرد یونیورسٹی میں اپنی کتابیں محفوظ کرا دینا چاہتے تھے، پھر انھیں اندازہ ہوا کہ وہاں کتابیں محفوظ نہیں رہ سکیں گی، ان کا ارادہ بدل گیا۔ مجھے متعدد بار انھوں نے اس سلسلے میں لکھا تھا، میں نے اپنے مضمون میں یہ حصے حذف کر دیے تھے۔

میرے پاس مرحوم کے بہت سے خطوط ہیں مکمل متن شائع کرنا چاہتا ہوں آپ کا کیا مشورہ ہے کہاں سے جلد شائع ہو سکتا ہے؟ میں کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے مسائل سے چھاپنے والے ادارے کو بچا لوں گا اور ان کی طرف سے (یا اپنی طرف سے) کمپوز کرا کے تصحیح کے بعد سارا مواد بھیجنے کو تیار ہوں۔

خوب یاد آیا، ادارہ یادگار غالب کراچی کا کام اب کون دیکھتا ہے؟ مرحوم نے کئی کتابیں مرتب کرنے کی مجھ سے فرمائش کی تھی، بار بار لکھا اب افسوس ہوتا ہے کہ اب تک کئی کتابیں وہاں سے شائع ہو گئی ہوتیں۔ انھوں نے ان کتابوں کے بارے میں لکھا تھا کہ میں ادارۂ یادگار غالب کے لیے مرتب کر دوں۔

۱) مکاتیب مالک رام بنام مختار الدین احمد وغیرہ

۲) مکاتیب عبدالستار صدیقی

۳) غالب پر میرے مقالات دو جلدوں میں

اسی طرح دو ایک کتابیں اور مثلاً مضامین الامراء، دوار کا داس شعلہ

اب ان کی وفات کے بعد مرحوم کی خواہشیں اور فرمائشیں پوری کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، سارے ضروری کام چھوڑ کر ان امور کی انجام دہی اب ضروری ہے۔ اگر یہ کام میں نہ کر سکا اور شائع نہ کرا سکا تو مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا آپ اس منصوبے کی تکمیل میں میری مدد کریں اور مناسب مشورے دیں۔

بہتر ہو ادارے کے کارکنوں سے گفتگو کر کے مجھے اطلاع دیں کہ کون سا کام پہلے وہ اصحاب شائع کرنے پر تیار ہیں تا کہ وہی کام پہلے ہاتھ میں لوں۔

ابھی معلوم ہوا کہ خواجہ کی مرتب کردہ ان کے والد کی ڈائری کراچی سے شائع ہو گئی ہے ایک نسخہ فوراً بھجوائیں۔ کیا رسالہ اردو بند ہو گیا یا التوا میں ہے۔ مدت سے اس کی شکل نہیں دیکھی، عالی صاحب کو متوجہ کیجیے وہاں آپ موجود ہیں جالبی صاحب موجود ہیں۔ لیجیے ایک طویل خط آپ کو لکھ ڈالا، اس طرح طویل خاموشی کی کچھ نہ کچھ تلافی ضرور ہو جائے گی۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

خط جلد لکھیے اور مفصل لکھیے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل

B- 215/15 گلستان جوہر، کراچی۔75290

(۷۴)

باسمہ

قومی سمینار

" دانش گاہ علی گڑھ میں ادب"

﴿۲۰، ۲۱/ دسمبر ۲۰۰۴ء﴾

شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۰/ستمبر ۲۰۰۶ء

محبی عقیل صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہیں ہوئی تردد ہے۔ ایک خط خیریت جوئی کا لکھا تھا اگر آپ کو ملا تو جواب نہ آیا۔ آپ جلد ہی متقاعد ہونے والے تھے اگر ہو گئے ہوں تو تہنیت قبول فرمائیے کہ ملازمت کی پوری مدت نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی۔ اپنے فرائض کا خیال رکھا اپنے مناصب کا احترام کیا اور علم کی روشنی پھیلانے کی بھرپور کوشش کی۔ عرصۂ ملازمت میں اگر آپ نے چند تلامذہ بھی ایسے پیدا کر دیے، جو علم و ادب کی مشعل روشن رکھنے کی کوشش کریں گے تو گویا آپ نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

یونیورسٹی کی ملازمت سے سبکدوشی کے معنی علمی و ادبی سرگرمیوں سے سبکدوشی ہرگز نہیں۔ آپ کو تو اب سکون و

اطمینان سے اپنے قیمتی کتب خانے میں بیٹھ کر کام کرنے کا موقعہ ملا ہے، اب آپ حسب منشا کام کر سکتے ہیں اور ان منصوبوں کی تکمیل کر سکتے ہیں جن کی طرف توجہ کا آپ کو موقع اب تک نہیں ملا ہے۔ مشرق اور مغرب کے کتب خانوں سے جو قیمتی مواد آپ اپنے ساتھ لاتے رہے ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کا اب بہترین موقع آپ کو ملا ہے اس سے آپ ضرور فائدہ اٹھائیں۔

ان مصروفیات کے ساتھ اگر آپ کو کسی مناسب ادبی و علمی ادارے میں کام کرنے کے مواقع مل جائیں تو ایسی پیشکش کو ضرور قبول کیجیے۔ یہ کام آپ ہی جیسے لوگ اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں۔

زمانۂ حال میں جو کام آپ نے کیے ہیں ان سے مطلع فرمایئے، مضامین چھپے ہوں تو ان کے آف پرنٹس بھیجیے۔

بھئی کراچی یونیورسٹی کی اردو مطبوعات نہیں پہنچ رہی ہیں۔ خواجہ صاحب کی مرتب کردہ ڈائری شاید چھپ گئی۔ آج مدیر معارف سے اطلاع ملی کہ "معارف" کے مضامین کی انڈیکس چھپ کر ان کے پاس آ گئی ہے۔ یہ ضرور بھجوایئے۔

کراچی یونیورسٹی کے رجسٹرار صاحب تو عرصے سے خاموش ہیں۔ متعدد پی ایچ ڈی کے مقالے آئے، رپورٹ بھیج دی حال بھی بھیج دیے، مہینوں نہیں مدت گزر گئی معاوضے کا چیک موصول نہیں ہوا تین چار مقالوں سے کم نہیں جانچے ہیں کسی کا معاوضہ نہیں آیا۔

آخری مقالہ ظفر اقبال صاحب کی نگرانی میں کام کرنے والی ایک خاتون کا تھا جنھوں نے سعادت یار خان رنگین کے کلیات ایڈٹ کیا تھا۔ رپورٹ کے لیے تقاضے کے خطوط اور ٹیلیفون آتے رہے، معاوضہ جلد بھجوانے کے وعدے کیے گئے، رپورٹ بھیجے مہینوں گزر گئے اب ہر طرف خاموشی ہے۔

آپ خود صدر شعبہ رہے ہیں یونیورسٹی کے بہت سینیر اساتذہ میں ہیں ذرا کنٹرولر صاحب سے ملیے اور پوچھیے یہ کیا ہو رہا ہے۔ سارے مقالوں کی جانچ کے ڈرافٹ ڈالر میں بنوا کر مجھے یا میرے بینک کو بھیجیں۔ اسلام آباد یونیورسٹی کا بھی یہی حال ہے۔ اس معاملے میں پنجاب یونیورسٹی کا رجسٹرار آفس بہت چست ہے وہ لوگ تاخیر نہیں کرتے یا اردو عربی کے اساتذہ انھیں متوجہ رکھتے ہیں۔

مفصل خط لکھیے۔ امید آپ بخیر ہوں گے والسلام

خیر طلب
مختار الدین احمد

(۷۵)

باسمہ

علی گڑھ
۱۵ ستمبر ۲۰۰۶ء

محبّ گرامی السلام علیکم

مورخہ ۵ ئومبر موصول ہوا۔ تہنیت کا شکریہ۔ سر سید سیمینار میں آپ کا آنا نہ ہو سکا ورنہ اس تقریب میں شریک ضرور ہوتے اور ہم لوگوں کو مسرور کرتے۔

یونیورسٹی کے متعلق شخص نے آپ کو غلط اطلاع دی کہ ایک مقالے کا اعزازیہ بھیج دیا گیا ہے، یہ آج ۱۵ تاریخ تک

نہیں پہنچا، پھر ایک مقالے کے اعزازیہ بھیجنے کا کیا تکلف ہے جب کئی مقالے جانچ کو بھیجے گئے ہیں۔ نہ اسٹیٹ بینک آف انڈیا شاخ مسلم یونیورسٹی میں رقم آئی ہے نہ مجھے کوئی ڈرافٹ موصول ہوا ہے۔ زحمت ہوگی آپ خود ملیں ٹیلیفون سے کام نہیں چلنے کا۔ رجسٹرار اور کاغذات دیکھ کر سبھی مقالوں کے معاوضے کا ڈرافٹ ڈالر میں بنوایئے اور مجھے بھجوایئے۔ زحمت دہی کے لیے عفو خواہ ہوں

''ارمغان سید عبداللہ'' مل گئی تھی ''ارمغان عبادت بریلوی'' کے لیے سلیم ملک صاحب[۲] کو لکھ بھیجوں گا۔ تحسین فراقی صاحب[۳] شائد ابھی لاہور ہی میں ہوں۔

کیا جمیل جالبی صاحب کراچی میں موجود نہیں ہیں ایک خط لکھا تھا جواب نہیں آیا۔ جمیل الدین عالی صاحب[۴] کے گھر کا پتا لکھیے گا، کاشف[۵] سلمہ کی تقریب شادی کے موقع پر ان کا اور ان کی بیگم صاحبہ کا ٹیلیفون آیا تھا

خواجہ صاحب مرحوم کے بعد ادارۂ یادگار غالب کراچی کا سربراہ کون مقرر ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں بعض باتیں آپ سے پوچھی تھیں آپ میرے پچھلے خط دیکھ کر جواب مرحمت فرمائیں۔ فنون[۶] کی اشاعت کا کوئی انتظام ہوا؟

ایک خط آپ کو ستمبر میں لکھا تھا کاغذات میں دبا رہا اب مل گیا ہے، بھیج رہا ہوں۔

امید (ہے) آپ بخیر وعافیت ہوں گے والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

ڈاکٹر معین الدین عقیل

B- 215/15 گلستان جوہر، کراچی۔75290

پس نوشت:

رجسٹرار کے دفتر والوں نے غلط بیانی کی کہ یونیورسٹی سے ایک چیک بھیج دیا ہے۔ آج ۲۳ نومبر تک نہیں آیا۔ اور پھر ایک مقالے کا معاوضہ کیوں؟ کئی مقالے جانچ کر بھیج چکا ہوں۔ ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ پیرزادہ محمد قاسم صاحب[۷] VC کو لکھوں، اب ایسے معمولی کام کے لیے انھیں لکھنا اچھا معلوم نہیں ہوا۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب

کراچی

(۷۶)

باسمہ

پروفیسر مختار الدین احمد

سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علی گڑھ

۲۱ر فروری ۲۰۰۹ء

مکرمی ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

مؤرخہ ۲۶ر جنوری موصول ہوا، ممنون ہوا۔

مجھے کسی دوست نے بین الاقوامی یونیورسٹی[۱] میں آپ کے تشریف لے جانے اور ایک علمی رسالہ[۲] نکالنے کے

ارادے کا ذکر کیا تھا۔ آپ کے خط سے اس کی تصدیق ہوگئی۔ یقین مانیے بہت خوشی ہوئی۔ اس یونیورسٹی کے ذمہ داروں کو میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں جن کی نظر آپ پر پڑی اور جنہوں نے آپ کو اردو کی مزید خدمت کا موقع دیا۔ آپ ایک دو سال میں اگر حالات موافق ہوں تو وہاں کم از کم تین سال رہنے کا عزم مصمم کریں تا کہ آپ جتنے پروجیکٹ بنائیں ان کی تکمیل کر سکیں۔ تین سال میں ''معیار'' بھی مضبوط بنیاد پر کھڑا ہو جائے گا۔

رسالے کے لئے جو موضوعات آپ نے طے کئے ہیں وہ بہت مناسب ہیں۔ اس رسالے کا نام ''معیار'' جو اس کی ترجیحات بھی ہونے چاہئیں جن کی طرف آپ نے اپنے خط میں اشارہ کیا ہے۔ کمزور صحت (جو عمر کا تقاضہ ہے) کے باوجود میں آپ کے رسالے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور بھیجوں گا

پہلا شمارہ کب تک شائع کرنے کا خیال ہے، اس پر اب تک کتنا کام ہو چکا ہے؟ اس کے لئے محبّ گرامی ڈاکٹر وحید قریشی کے خطوط بھیجنا چاہتا ہوں جو تعداد میں پچاس سے کیا کم ہوں گے، لیکن یہ شائع ہوں ایک ہی شمارے میں، بقیہ آئندہ والی بات نہ ہو۔ حواشی لکھنے کا تکلف نہ کیا جائے تو اچھا ہے، اس میں وقت خرچ ہوتا ہے یا مختصر اور ضروری حواشی ہوں۔ ایک شکل یہ بھی ہے کہ خطوط میں بھیج دوں مختصر حواشی آپ کر لیں تا کہ آپ کا بھی اشتراک ہو جائے۔ کمپوز کرا کے ایک پروف پڑھ کر تصحیح کرا کے ان اوراق کی زیروکس کاپی ڈاک سے یا ای میل سے بھیج دیں کہ ایک نظر میں بھی ڈال لوں۔

آپ کا رسالہ مضمون نگاروں کو معاوضہ بھی دے گا؟ غالباً جواب نفی میں ہوگا۔ آف پرنٹس کتنے دیں گے؟ آپ کے یہاں کے ایک رسالے سے دو باتیں طے ہوگئی ہیں۔ خطوط کی اشاعت کو ہم دونوں اولین ترجیح دے رہے ہیں ان سے طے ہوا کہ میں خطوط چھانٹ کر کمپوز کرا کے پروف پڑھ کر تصحیح کے بعد CD بنوا کر انہیں بھیج دوں، اور وہ کمپوزنگ اور غالباً پروف ریڈنگ کی اجرت ادا کر دیں گے اور ۱۰۰ آف پرنٹس کتابی شکل میں دے دیں گے کہ کتب خانوں اور دوستوں کو دے سکوں۔ دیکھئے یہ منصوبہ کس حد تک کامیاب ہوتا ہے۔ خطوط و مضامین یہاں سے کمپوز اور تصحیح کرا کے بھیجنا خاصا مشکل ہے، میرے اور کاموں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ میرے پاس خطوط کا اچھا ذخیرہ ہے۔

تنقیدی مضامین، کہانیاں اور غزلیں چھاپنے والے رسالوں کی کمی نہیں، نہ یہاں نہ وہاں۔ آپ تحقیقی مضامین، متون فارسی و اردو، مکتوبات و نوادر پر زور دیں اور ان کے حصول پر پوری توجہ کریں۔

جواب مفصل دیجئے اور ای میل سے بھیجئے، عطا خورشید صاحب کی ای میل پر اور اس پتے پر hasnainzafarin2005@rediffmail.com ابھی فون پر ڈاکٹر انور محمود خالد صاحب نے وحید قریشی صاحب کی علالت کی اطلاع دی۔ بہت تردد ہوا خدا انہیں شفائے عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔ فروری میں میری مرتب کردہ کتاب ''مکتوبات مشفق خواجہ'' شائع ہونے والی تھی ان کے ادارے کی طرف سے خواجہ صاحب مرحوم کی برسی کے موقع پر۔

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مرحوم کی جگہ پر ان کے ادارہ میں کس کا تقرر ہوا۔

سید ظفر الحسن کے ادارے کا سربراہ کون ہے؟ کتابیں چھپ رہی ہیں؟

مجلس کے انتظام کے تحت کچھ کتابیں شائع ہوئی ہیں؟

شیخ منظور الٰہی رحوم کے مختصر حالات مطلوب ہیں، کہیں کچھ چھپا ہو تو بھیجئے۔
امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام۔

خیر طلب

مختار الدین احمد

Nazima Manzal, 4/286,Amir Nishan Road, Aligarh-202002
Phone: (0571) 2703517
Mobile: +91-9837280300

(۷۷)

باسمہ

پروفیسر مختار الدین احمد
سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علی گڑھ
۲۶؍مارچ ۲۰۰۹ء

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

آپ کا رسالہ[۱] اب تک نہ آیا غالباً ابھی زیر طبع ہے۔ میرے فروری کے ای۔میل کا بھی جواب نہ آیا جس میں آپ سے کئی باتیں پوچھی تھیں۔ یہ بھی کہ آپ کو وحید قریشی کے خطوط[۲] بھیج دوں، جواب نہ آیا۔ اب میں چاہتا تھا کہ پہلے ہی شمارے میں یہ خطوط چھپ جائیں، لیکن آپ نے کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ خط فوراً لکھئے۔ وحید قریشی صاحب کی علالت سے سخت تردد ہے۔ خدا انہیں جلد صحت دے۔ ان کی خیریت سے مطلع کیجئے۔ ڈاکٹر سید جاوید اقبال[۳] آپ سے ملنے والے تھے ان سے ملاقات ہوئی ہوگی اور آپ نے انہیں نیک مشوروں سے نوازا ہوگا۔

والسلام

مختار الدین احمد

Nazima Manzal, 4/286,Amir Nishan Road, Aligarh-202002
Phone: (0571) 2703517
Mobile: +91-9837280300

(۷۸)

باسمہ

پروفیسر مختار الدین احمد
سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علی گڑھ
۲۴؍اپریل ۲۰۰۹ء

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

خط تو نہیں آیا لیکن آپ کا پیغام حسنین ظفر صاحب کے ذریعہ ملا۔

قریشی صاحب کے خطوط نکلوائے ۷۰ کے قریب ہوں گے۔ بعض طویل بھی ہیں۔ حواشی تمہید سمیت رسالے کے ڈیڑھ سو صفحے میں آئیں گے۔ آپ کے رسالے کے پہلے شمارے کے لیے شائد موزوں نہ ہو۔ اس میں اور بھی تو مضامین ہوں گے۔ پھر ان کی کمپوزنگ، حشیہ نگاری، دوبارہ کی پروف ریڈنگ کے لیے کئی ماہ درکار ہوں گے۔ ان حالات میں یہ خطوط میں نے سیّد جاوید اقبال صاحب کو دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کے مکاتیب نمبر میں کی اشاعت میں ابھی کئی ماہ کا وقفہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر میں نے یہیں کمپوز کرا کے حواشی لکھ کر پروف کی تصحیح کرا کے سارا میٹر روانہ کیا تو وہ سارے اخراجات ادا کرنے کو تیار ہیں۔ وہ اس کے ۱۰۰ نسخے کتابی شکل میں تیار کر کے بھیجنے کا وعدہ کرتے ہیں، اگر میں موجودہ مصروفیات اور موجودہ صحت کی حالت، میں اس کے لیے وقت نکال سکا۔

رہا آپ کا رسالہ تو وہ اپنا رسالہ ہے اس کے لیے ایسی چیز بھیجوں گا جس سے آپ خوش ہو جائیں گے بشرطیکہ آپ ان تحریروں کے عکس چھاپنے پر تیار ہو جائیں۔ سو (۱۰۰) آف پرنٹس اہتمام سے چھاپ کر کتب خانوں اور احباب میں تقسیم کے لئے بھیج دیں گے۔

اپنی رضامندی کی اطلاع آپ فوراً ای میل سے دیں۔

والسلام

مختارالدین احمد

Nazima Manzal, 4/286,Amir Nishan Road, Aligarh-202002
Phone: (0571) 2703517
Mobile: +91-9837280300

(۷۹)

باسمہ

پروفیسر مختار الدین احمد
سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

علی گڑھ

۲۴راپریل ۲۰۰۹ء

مکرمی پروفیسر معین الدین عقیل صاحب السلام علیکم

ای میل کے جواب کا انتظار ہے۔ پہلے شمارے کے لیے کتنے صفحات تک کا میٹر بھیجوں۔ کیا آپ کچھ خطوط کے عکس چھاپنے کا انتظام کر سکتے ہیں؟ اس شمارے کے صفحات کی تعداد کیا ہوگی؟

والسلام

مختارالدین احمد

Nazima Manzal, 4/286,Amir Nishan Road, Aligarh-202002
Phone: (0571) 2703517
Mobile: +91-9837280300

حواشی:

ابتدائیہ:

۱۔ مضمون ''ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ان کی مرتبہ کلیات''، ''مکاتیبِ اکبر''، از: راشد شیخ، ماہ نامہ الحمرا، اکتوبر ۲۰۱۲ء، ص ۲۳۔

۲۔ خط نمبر ۷ ملاحظہ کیجیے

۳۔ مضمون: ''مختار الدین احمد آرزو کی تحقیقی خدمات''، از: ڈاکٹر شہاب الدین، شش ماہی تحقیقی مجلّہ ''تحقیق''، جلد ۱۷، جنوری تا جون ۲۰۰۹ء، ص ۲۷۰۔

۴۔ آپ کی پیدائش ۱۹۴۶ء، حیدر آباد دکن، اردو کے نام ور محقق اور نقاد، ۱۹۵۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور کراچی میں متمکن ہوئے آپ نے مقامی اسکول سے میٹرک جب کہ ۱۹۶۸ء میں کراچی یونیورسٹی سے اردو میں آنرز کیا۔ پھر یہیں سے ۱۹۶۹ء میں ایم اے اور ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی میں آپ کے مقالے کا موضوع 'تحریک آزادی میں اردو کا حصہ' تھا، جو ۱۹۷۶ء میں انجمن ترقی اردو کراچی سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کو اردو، انگریزی، فارسی اور عربی زبانوں پر دسترس حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ہندی، اطالوی اور جاپانی زبانوں سے بھی خاصے واقف ہیں۔ ۱۹۸۴ء میں آپ کراچی یونیورسٹی سے منسلک ہوگئے۔ اب تک پچیس سے زائد تصنیفات و تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں: نوادرات غالب، پاکستانی غزل، تشکیلی رویے اور رجحانات، امیر خسرو اور تاریخ، پیرایہ اردو (غیر ملکی طلبہ کے لیے درسی کتاب)۔ Iqbal From Finite in infinite، پاکستان میں اردو ادب: محرکات و رجحانات کا تشکیلی دور، تحریک آزادی کا تعلیمی پس منظر، تحریک آزادی اور مملکت حیدر آباد، پاکستان میں اردو تحقیق: موضوعات اور معیار، اقبال اور جدید دنیائے اسلام، اخلاقی تعلیم، پاکستان میں اردو غزل، مسلمانوں کی حدوجہد آزادی، تحریک آزادی میں اردو کا حصہ، تحریک پاکستان اور مولانا مودودی، دکن اور ایران، سلطنت بہمینہ اور ایران کے علمی و تمدنی روابط، منتخبات اخبار اردو، منتخبات اردو نامہ، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، کتابیات اور کلام نیرنگ وغیرہ۔ (ماخوذ از انسائیکلو پیڈیا ادبیات عالم: دنیا اور پاکستان) ایڈیٹر: یاسر جواد، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۱۳ء، ص ۸۸۴، ۸۸۵)

۵۔ خط نمبر ۶ ملاحظہ کیجیے۔

۶۔ دوران گفتگو ڈاکٹر معین الدین عقیل نے بتایا۔

۷۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل سے ٹیلی فونک گفتگو۔

خط نمبر ۱:

۱۔ مقتدرہ قومی زبان نے اپنے قیام کے کم و بیش ڈیڑھ سال بعد اپنا ترجمان ماہ نامہ ''اخبار اردو'' کراچی سے جاری کیا۔ جس کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا کیوں کہ مقتدرہ کا صدر دفتر ان دنوں کراچی میں ہوا کرتا تھا۔

''مقتدرہ قومی زبان'' کا قیام معروف اسکالر اور سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کی خواہش پر جنرل ضیاء الحق نے کراچی میں قائم کیا۔ اس اخبار کی اشاعت کا پروگرام بھی ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا تھا مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ ۱۹۸۱ء جنوری میں انتقال فرما گئے چناں چہ ان کے بعد مقتدرہ کے صدر نشین میجر آفتاب حسن نے اس کو عملی صورت دی اس ماہ نامہ کی اوّلین مجلس مشاورت میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر شمس الدین، محمد رمضان، ہلال احمر زبیری، ڈاکٹر نعیم الحسن نقوی، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن، ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہاں پوری شامل تھے۔ ابتدائی شمارے کے مدیر مسئول میجر آفتاب حسن تھے، مدیر اعزازی ڈاکٹر معین الدین عقیل تھے۔ (مضمون اخبار اردو کا پہلا شمارہ ۳۰ سالہ سفر کی کہانی از علی یاسر مشمولہ ماہ نامہ اخبار اردو، اسلام آباد، ص ۲ر۳ جولائی ۲۰۱۱ء)

۲۔ جامعہ کراچی سے ایم۔اے صحافت کیا۔ آج کل پاکستان سے باہر مقیم ہیں۔

۳۔ ہلال احمد زبیری، اشتیاق حسین قریشی کے رفیقِ خاص تھے، مقتدرہ قومی زبان میں منتظم بھی رہے۔ اشتیاق حسین قریشی چیئر کے منتظم، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے ممتاز کارکن بھی تھے۔

۴۔ اردو کے معروف ماہر لسانیات، لغت نویس، محقق، نقاد، ولادت ۲۳ ستمبر ۱۹۳۴ء بتی پٹھاناں متصل سرہند۔ وفات ۱۴ر اپریل ۱۹۹۱ء کنجروڑ سیالکوٹ۔ آپ کی تصانیف میں سے چند کا ذکر: علمی اردو لغت، مخزنِ اقوال و امثال، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (۴ جلد میں) زبان و بیان اور جامع الامثال وغیرہ (وفیات اہل قلم ص ۴۸۴، ۴۸۵)

۵۔ آپ ۲۸ر جولائی ۱۹۲۶ء کو قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں انھوں نے پرائمری، ۱۹۴۲ء میں مڈل، ۱۹۴۷ء میں یوپی بورڈ سے میٹرک کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا، ۱۹۵۰ء میں انھوں نے اسلامیہ کالج بدایوں سے انٹر اور اسی سال اپنے والد کے ساتھ پاکستان آئے۔ ابتدائی کچھ عرصہ ضلع دادو سندھ میں رہے۔ پھر کراچی آ گئے۔ یہاں انھوں نے محکمہ رسد حکومت پاکستان میں ملازمت اختیار کر لی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۵۶ء میں اردو کالج کراچی سے بی۔اے اور کراچی یونیورسٹی سے ایم۔اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا۔ ۱۹۵۷ء میں پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی میں معاون محقق اور ریسرچ افسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۳ء کچھ عرصہ اردو کالج میں جز وقتی استاد شعبۂ اردو رہے۔ لیکن جلد ہی مستقل لیکچرر کی حیثیت سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۸۰ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ان کے مقالے کا عنوان ''اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ'' تھا۔ آپ کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۷۵ء میں اردو کالج کی جانب سے ہلال اور ۱۹۷۶ء میں اکیڈمک ایوارڈ، اسی سال تمغۂ قائداعظم سے نوازا گیا۔ آپ کی تصانیف میں سے ''مولانا فیض احمد بدایوں، مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مولانا محمد احسن نانوتوی، غالب اور عصر غالب، کاروانِ رفتہ وغیرہ نمایاں ہیں۔

۶۔ آپ کی ولادت شاہ جہاں پور انڈیا میں ہوئی تعلیمی اسناد میں ان کی تاریخ ولادت ۱۰ر جنوری ۱۹۳۰ء درج ہے جو کہ درست نہیں ان کی تاریخ ولادت ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شاہ جہاں پور کے مدرسہ ''بحر العلوم''

میں داخل کروادیا گیا یہاں ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۹ء تک رہے۔آپ نے پرائیویٹ اردو، عربی، فارسی کے امتحانات پاس کیے۔لکھنؤ یونیورسٹی سے دبیر کامل اور الہ آباد یونیورسٹی سے مولوی کا امتحان پاس کیا۔۱۹۳۹ء میں شاہ جہاں پور کی آرڈی ننس فیکٹری میں ملازمت اختیار کی اور اسی فیکٹری میں ۱۹۴۱ء میں پہلی بار مزدور یونین بنی اور اس کے جوائنٹ سیکریٹری مقرر ہوئے۔کچھ عرصے بعد شہر کے عربی مدرسہ ''فیض عام میں ابتدائی کتابوں کا درس دینے کے لیے استاد مقرر ہوئے، اس کے بعد اسلامیہ ہائر سیکنڈری اسکول میں فارسی اور عربی کے استاد کی جگہ خالی ہوئی تو وہاں ملازمت اختیار کرلی کچھ عرصے بعد بریلی چلے گئے اور تقریباً ساڑھے تین سال وہاں رہے ''ندرت'' بریلی جو ہفتہ وار اخبار تھا وہاں ملازمت کرلی۔ ۶ راگست ۱۹۵۹ء میں شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی میں ریسرچ اسسٹنٹ کے طور پر تقرر ہوا۔۱۹۶۴ء میں اسے کل وقتی منظوری حاصل ہوگئی۔۳۱ر دسمبر ۱۹۸۴ء کو اسی عہدے سے سبک دوش ہوئے۔آپ کی تصانیف میں انتخاب نظیر اکبر آبادی، اردو کیسے لکھیں، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، اردو املا، تدوین تحقیق روایت، تفہیم وغیرہم شامل ہیں۔آپ کا انتقال ۲۶ رفروری ۲۰۰۶ء کو ہوا۔(ڈاکٹر ٹی آر۔رینا: (مرتب) ''رشید حسن خان کے خطوط''، دہلی اردو بک ریویو، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰،۳۲،۱۲۸)

۷۔ آپ ۱۶ار ستمبر ۱۹۰۹ء باز ید پور بہار میں پیدا ہوئے۔۱۹۲۶ء میں انھوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔۱۹۳۲ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی۔ایس۔سی آنرز اور ۱۹۳۳ء میں طبیعات میں ایم۔ایس۔سی کیا اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے اسٹیٹ اسکالر شپ پر لندن چلے گئے۔۱۹۳۶ء میں وطن واپس آنے کے بعد حیدرآباد دکن میں انسپکٹر تعلیم مقرر ہونے اور ساتھ ہی مددگار ناظم تعلیمات کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔۱۹۴۷ء میں مجلس تعلیم ثانوی کے معتمد مقرر ہوئے کچھ عرصے اورنگ آباد کالج کے پرنسپل بھی رہے۔۱۹۴۸ء میں سقوطِ حیدرآباد کے بعد وہ پاکستان آ گئے اور ۱۹۴۹ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں صدر شعبہ سائنس مقرر ہوئے۔۱۹۵۳ء میں آپ کا اردو کالج میں بہ حیثیت پرنسپل تقرر ہوا، اس ذمہ داری کے ساتھ آپ جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ کے اعزازی ناظم بھی تھے اور کچھ عرصہ شعبہ کیمیا کے منتظم بھی رہے آپ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۲ء تک شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ کے باقاعدہ ناظم اور شعبہ فطری علوم کے پروفیسر رہے۔۱۹۷۸ء میں مقتدرہ قومی زبان قائم ہوا تو آپ اس کے معتمد مقرر ہوئے اور ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے انتقال کے بعد قائم مقام صدر نشیں مقرر ہوئے۔۱۹۸۳ء تک وہ اس منصب پر فائز رہے۔اسی دوران ''اخبار اردو'' جاری کیا۔آپ کی تصانیف میں: (۱) اسرار نیل (ڈراما)۔ سائنس کی پہلی دوسری، تیسری اور چوتھی کتاب (۳) معلومات سائنس (۴) سائنس اور زندگی (۵) سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں (۶) اردو ذریعہ تعلیم اور اصلاحات طبیعات ریاضی فلکیات و کیمیا وغیرہ۔آپ کا انتقال فروری ۱۹۹۳ء کو کراچی میں ہوا۔(دبستانوں کا دبستان کراچی از احمد حسین صدیقی قرطاس کراچی ص ۲۲-۲۳)

۸۔ معروف ماہر تعلیم اور شاعر ڈاکٹر محمد دین تاثیر ۳۰ر نومبر ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔آپ آزادی سے پہلے ایم۔اے۔او

کالج امرتسر اور سری پرتاب کالج سری نگر کے پرنسپل رہ چکے ہیں۔ آزادی وطن کے بعد ان کا تقرر اسلامیہ کالج لاہور میں بہ حیثیت پرنسپل ہوا ان کا مجموعہ کلام ''آتش کدہ'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ ان کا ایک ناول ''کنول'' اور ''مقالات ناشیر'' بھی قابل ذکر ہیں۔ (پروفیسر محمد اسلم: ''خاک خفتگانِ لاہور'' لاہور، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، لاہور ۱۹۹۳ء، ص ۵۲)

۹ ۲۰ رستمبر ۱۹۱۱ء لاڑکانہ کے ایک قصبے بہمن میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں لکھنے کی ابتدا کی۔ ۱۹۲۶ء میں شکارپور سے شائع ہونے والے جریدے ''پھاگن'' سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں سکھر سے شائع ہونے والے جریدے ''الستار'' کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۴ء کے دوران ایوب کھوڑو کے اخبار ''زمیندار'' کی ادارت کی اس کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ مل کر ''صبح سندھ'' جاری کیا جو ۱۹۳۵ء تک نکلتا رہا۔ ۰۰۰ فارسی زبان و ادب کی خدمات پر انھیں ایران سے ''نشان سپاس'' ملا۔ ۱۹۵۰ء میں سندھی ادبی بورڈ کی بنیاد پر آپ اس کے سب سے مستعد رکن رہے آپ کی چند اردو تصانیف ''مولانا محبّ علی خان''، ''ہفت مقالہ''، ''دودِ چراغ محفل'' وغیرہ معروف ہیں۔ آپ ۲راپریل ۱۹۸۲ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ (اخبار اردو اسلام آباد ص ۲۷، مئی ۱۹۸۲ء)

۱۰ آپ کا اصل نام عبدالحیٔ تھا۔ ۱۹رستمبر ۱۹۳۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جدِ امجد کشمیر سے لاہور آئے۔ آپ کے والد لاہور سے کراچی آ کر آباد ہوئے۔ مشفق خواجہ نے ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۵۲ء میں کراچی بورڈ سے میٹرک، ۱۹۵۷ء میں بی۔اے آنرز۔ ۱۹۵۸ء میں ایم۔اے اردو کے امتحانات کراچی یونیورسٹی سے پاس کیے۔ بی۔اے آنرز کے فوراً بعد ہی آپ انجمن ترقی اردو سے منسلک ہو گئے تھے۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۳ء تک آپ انجمن سے وابستہ رہے۔ یہاں خواجہ صاحب نے بہ حیثیت مدیر سہ ماہی ''اردو''، مدیر ماہ نامہ ''قومی زبان'' مدیر ''قاموس الکتب'' اور نگراں شعبۂ تحقیق و مطبوعات خدمات انجام دیں۔ آپ کے تحقیقی کاموں میں تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا'' مصنف سعادت خان ناصر کی ترتیب و تدوین اور مقدمہ جو دو جلدوں میں ہے اس کی پہلی جلد مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۰ء میں اور دوسری ۱۹۷۲ء میں شائع کی ۰۰۰ ایک اہم تحقیقی کام، ''جائزہ مخطوطاتِ اردو'' ہے جو ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔ ''تحقیق نامہ ۱۹۹۱ء میں''، ''ادبیات'' ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۷ء تک مختلف اخبارات و جرائد میں دو ہزار سے زائد کالم لکھے۔ ''کلیاتِ یگانہ''، ''خطوطِ یگانہ'' اور ''مضامینِ یگانہ'' مرتب کیے

ان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۹۸ء میں صدارتی تمغہ حسن کارکردگی سے نوازا گیا۔ آپ کا انتقال ۲۱رفروری ۲۰۰۵ء کو کراچی میں ہوا۔ (احمد حسین صدیقی، دبستانوں کا دبستان کراچی، جلد اول ص ۴۵۴۔۴۵۶ محمد حسین اکیڈمی ۲۰۰۵ء) (احمد حسین صدیقی، دبستانوں کا دبستان کراچی، جلد دوم کراچی قرطاس ص ۷، ۲۰۰۵ء)

۱۱ آپ ۱۲رجون ۱۹۲۹ء کو علی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علی گڑھ میں ہوئی۔ ۱۹۴۳ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول سہارن پور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۵ء میں میرٹھ کالج سے ایف۔اے۔ ۱۹۴۷ء میں یہیں سے بی۔اے

کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں آپ پاکستان آ گئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی یہاں بہادر یار جنگ ہائی اسکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ نے سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی (اردو) اور ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی بعدازاں انھوں نے سی۔ ایس۔ ایس کا امتحان پاس کیا اور انکم ٹیکس افسر مقرر ہوئے جہاں ترقی کرتے ہوئے انکم ٹیکس کمشنر کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۸۳ء میں کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ قومی زبان کے چیئرمین نامزد ہوئے۔ آپ کی چند تصانیف یہ ہیں: تاریخِ ادب اُردو ''پاکستان کلچر''، ''ادب کلچر'' اور ''مسائل''، ''نئی تنقیدیں''، ''محمد تقی میر''، ''مثنوی کدم راؤ پدم راؤ'' (۴ جلدیں) وغیرہ انعامات واکرام: داؤد ادبی ایوارڈ، طفیل ادبی ایوارڈ، ستارہ امتیاز، ہلال امتیاز وغیرہ (دبستانوں کا دبستان، کراچی حصہ اول، از احمد حسین صدیقی کراچی محمد حسین اکیڈمی ص ۱۲۱، ۱۱۹)

خط نمبر۲:

۱۔ آپ ۳۰ رجون ۱۹۱۶ء، دہلی میں پیدا ہوئے۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے۔ کچھ عرصہ پنڈی میں رہے جہاں ریڈیو پاکستان راول پنڈی سے وابستہ رہے وہاں سے کراچی آ گئے جہاں نامور رسائل و جرائد سے وابستہ رہے آپ کی تصانیف میں: میری غزل، میزان حق وغیرہ شامل ہیں۔ ۸ راگست ۱۹۹۰ء کو کراچی میں وفات پائی۔ (بستانوں کا دبستان، کراچی حصہ اول، ص ۳۶۸، وفیات اہل قلم ص ۳۶۰)

۲۔ آپ ۳ رجون ۱۹۱۶ء کو حیدرآباد دکن بہ مقام سنگاریڈی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ تعلیم جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانے میں اپنی صلاحیتوں کے سبب جامعہ کی انجمن اتحاد طلباء کے صدر منتخب ہوئے۔ یہیں سے ادبی زندگی کا آغاز کیا اور بہت جلد افسانہ نگار اور ڈرامہ نویس کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ افسانوں کا ایک مجموعہ ''محبت کی چھاؤں'' کے نام سے شائع ہوا۔ آپ نے حیدرآباد کی یاد میں تین کتابیں لکھیں ''دکن اداس ہے یارو''، ''پھر نظر میں پھول مہکے''، ''ذکرِ یار چلے'' وغیرہ آپ نے ۱۹۶۹ء میں کراچی میں ادارہ یادگارِ غالب قائم کیا جس کے تحت غالب لائبریری کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ کی دیگر کتب میں ''خون دل کی کشید''، ''لوح و قلم''، ''قرض دوستاں'' وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے ۴ ردسمبر ۱۹۸۴ء کو کراچی میں وفات پائی۔ (صابر براری: ''تاریخ رفتگاں''، کراچی، ادارۂ فکر نو ۱۹۸۶ء، ص ۲۶۴)

۳۔ آپ ۲۷ رجنوری ۱۹۴۵ء کو پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے آنرز اور ایم۔ اے اردو ۱۹۷۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے پاس کیا۔ ۱۹۷۹ء میں ایم۔ اے ایریا اسٹڈیز کی لندن یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔ آپ کا خاندانی پیشہ صنعت و تجارت ہے آپ نے بھی اسی پیشے کو اختیار کیا آپ کی تصانیف میں ''غلام رسول مہر اوران کا دور''، ''سفر نامہ حیات اقبال کے چند مخفی گوشے''، ''اقبال کا سیاسی شعور''، ''زماں و مکاں اور بھی ہیں''، ''آج بھی اس دیس میں''، ''سفر آشوب قید مقام سے گزر''، ''مہر بیتی''، ''حجاز نامہ'' وغیرہ شامل ہیں۔ (ٹیلی فونک گفتگو مورخہ یکم جون ۲۰۱۳ء)

۴۔ آپ علوم اسلامی کے معروف عالم، محقق، ادیب، دانش ور، سابق ڈائریکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد تھے آپ ۱۹۱۸ء کو پیدا ہوئے جب کہ آپ کا انتقال ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اسلام آباد میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم ص ۲۳۹)

۵۔ پروفیسر ایمریطس، بانی شعبۂ اسلامی وثقافت، و تقابل ادیان سندھ یونیورسٹی، جام شورو، صدر شعبہ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۸ء، ۱۳؍دسمبر ۱۹۶۸ء سے ۱۲؍دسمبر ۷۰ء، ۷؍دسمبر اور ۱۹۷۶ء سے ۲۱؍دسمبر ۱۹۷۶ء۔

۶۔ ولادت ۵؍نومبر ۱۹۴۲ء بھٹنڈہ ضلع پٹیالہ آپ اردو کے معروف ادیب، نقاد محقق، ماہر غالبیات، ماہر تعلیم، صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج فیصل آباد (۱۹۷۴ء ۱۹۸۱ء) صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج لاہور (۲۰۰۲ء ۱۹۸۱ء) چند اہم تصانیف: ''بابائے اردو احوال و آثار'' ۱۹۶۴ء، ''غالب اور انقلاب ستاون'' ۱۹۷۴ء، ''یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق'' ۱۹۸۹ء، ''بابائے اردو خدمات و فرمودات'' ۱۹۹۶ء، ''یادگار عبدالحق'' ۲۰۰۲ء وفات ۵؍اگست ۲۰۰۵ء لاہور۔ (وفیات اہل قلم ۴۳۹) آپ نے سندھ یونیورسٹی جام شورو سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

۷۔ عقیل صاحب نے ''ایک نادر سفر نامہ'' کے عنوان سے دکن کے اہم مقامات کے احوال وکوائف کو حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا اس سفرنامے کے مصنف عبدالغفار خان تھے۔ یہ نادر سفر نامہ مکتبۂ اسلوب کراچی سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔

۸۔ (ضلع ہردوئی، یوپی) سید فرزند احمد بن سید عبدالحئی بلگرامی (شاعر) تلمذ مرزا دبیر، مرزا غالب، ولادت ۷؍اپریل ۱۸۳۴ء، مارہرہ ضلع ایٹہ وفات ۱۲؍مئی ۱۸۹۰ء۔ تصانیف: ''تذکرہ جلوۂ خضر''، ''ترجمہ بوستان خیال''، ''دیوان اردو'' (تین) (بشارت فروغ رام پوری ''وفیات مشاہیر اردو، کلکتہ ۲۰۰۰ء ص ۱۴۴)

۹۔ تخلیقی ادب کراچی، مدیر مشفق خواجہ تھے

۱۰۔ تحقیقِ ادب کے نام سے خواجہ صاحب نے کوئی مجلہ شائع نہیں کیا۔

خط نمبر ۳:

۱۔ آپ کا اصل نام سید دل دار علی اور قلمی نام فرمان فتح پوری ہے۔ آپ ۲۶؍جنوری ۱۹۲۶ء کو فتح پور (ہنسوہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۴۲ء میں مدرسہ اسلامیہ فتح پور سے درجہ اول میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۵ء میں الہ آباد بورڈ یوپی سے ایف اے کیا۔ ۱۹۵۰ء میں آگرہ یونیورسٹی سے بی۔اے پاس کیا۔ ۱۹۵۰ء میں آپ پاکستان آگئے اور کراچی میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۵۸ء میں شعبہ اردو کراچی یونیورسٹی سے اول درجے میں ایم۔اے (اردو) کر کے یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ آپ نے بی۔ٹی اور ایل۔ایل بی بھی اول درجے میں پاس کیے۔ ''اردو کی منظوم داستانیں'' کے عنوان سے گراں قدر تحقیقی مقالہ لکھا جس پر ۱۹۶۵ء میں پی ایچ ڈی، اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری پر ۱۹۷۴ء میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر صاحب تقریباً ۳۰ سال شعبۂ اردو جامعہ کراچی سے منسلک رہے اور ۱۹۸۵ء میں انھیں اردو ڈکشنری بورڈ کا چیف ایڈیٹر اور صدر مقرر کیا گیا۔ آپ کی چند تصانیف: ''اردو رباعی''، ''اردو کی منظوم داستان''، ''تحقیق و تنقید''، ''نیا اور پرانا ادب''، ''میر انیس حیات اور

شاعری'' اردو ہندی تنازعہ'' وغیرہ معروف ہیں۔ آپ کی علمی و ادبی خدمت کے اعتراف میں آپ کو ۱۹۸۵ء میں سول اعزاز'' ستارۂ امتیاز'' سے سرفراز کیا گیا۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اول ص ۳۴۲۔۳۴۰)

۲۔ '' پاکستان میں اُردو تحقیق''، ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تصنیف ہے جسے انجمن ترقی اردو نے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا تھا اور ۲۰۰۸ء میں مقتدرہ قومی زبان نے۔

۳۔ آپ ۱۹ر ستمبر ۱۹۲۳ء کو سیوہارہ ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ندرت ہائی اسکول سیوہارسے، مڈل ۱۹۲۶ء میں مشن پارکر ہائی اسکول سے میٹرک ۱۹۴۱ء میں گورنمنٹ انٹر کالج مراد آباد سے ایف اے اور ۱۹۴۳ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔اے کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۴۵ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے ایم۔اے اردو، ۱۹۵۴ء میں آگرہ یونیورسٹی سے ایم۔اے سوشیالوجی، ۱۹۴۸ء میں '' اردو کی نثری داستانیں'' کے نام سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۰ء میں '' اردو مثنوی شمالی ہند میں'' کے موضوع پر گراں قدر مقالہ لکھ کر ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی پوری زندگی درس و تدریس میں بسر ہوئی آپ کا انتقال ۲۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو امریکا میں ہوا آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں: '' رموز غالب''، '' عام لسانیات''، '' لسانی مطالعے''، '' تفسیرِ غالب''، '' اردو کا اپنا عروض''، '' حقائق'' وغیرہ۔ (مقالہ بہ عنوان '' مکاتیب گیان چند بنام رفیع الدین ہاشمی'' از ارشد محمود ناشاد مشمولہ معیار شمارہ ۲، اسلام آباد دسمبر ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۳، ۱۱۴)

خط نمبر ۴:

۱۔ آپ کا خاندانی نام تصدق حسن اور قلمی نام ابوسلمان شاہ جہاں پوری ہے اور اب اصل بھی یہی ہے، کیوں کہ میٹرک تا ایم۔اے (اردو) اور پی ایچ ڈی میں بھی یہی نام ہے۔ اسی نام سے سروس کا آغاز ہوا۔ آپ ۳۰ر جنوری ۱۹۴۰ء کو شاہ جہاں پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آ گئے۔ سندھ کے مختلف شہروں میں رہنے کے بعد ۱۹۵۷ء میں مستقل سکونت کراچی میں اختیار کی۔ آپ نے پرائیویٹ طور پر ۶۴۔۱۹۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک اور پھر انٹر پاس کیا۔ اس کے بعد جناح کالج کراچی میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۶ء میں بی۔اے اور ۱۹۷۰ء میں ایم۔اے (اردو) کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۸۰ء میں پی ایچ ڈی (اُردو) کیا۔ آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں'' شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی''، '' حفیظ الرحمٰن ایک سیاسی مطالعہ'' اس کے علاوہ ابوالکلام آزاد پر ایک درجن کتابیں، مولانا عبید اللہ سندھی پر تین کتابیں مولانا محمد علی جوہر پر ایک کتاب لکھی اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب آج بھی تصانیف و تالیفات میں مشغول ہیں۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اول، ص ۲۱۔۱۹)

۲۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا سہ ماہی علمی و ادبی مجلہ جو ۱۹۶۰ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ اس میں یونیورسٹی کے اساتذہ اور محققین کے مقالات شامل ہوتے ہیں اس نے علی گڑھ کے مشاہیر پر چار خصوصی نمبر شائع کیے یہ یونیورسٹی کے تمام شعبہ جات کا مشترکہ علمی و ادبی مجلہ ہے۔

۳۔ اس وقت کراچی یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر اسلم فرخی تھے۔

۴۔ آپ کا اصل نام سید اختر حسین جب کہ قلمی نام اختر حسین رائے پوری ہے۔۱۲ر جون ۱۹۱۶ء کو رائے پور (سی پی بھارت) میں ولادت ہوئی۔۱۹۲۸ء میں آپ نے رائے پور سے میٹرک، کلکتہ یونیورسٹی سے ایف۔اے اور بی۔اے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پاس کیا اس کے بعد بنارس یونیورسٹی سے ایم۔اے سنسکرت کی سند حاصل کی۔۔ ۱۹۳۷ء میں مزید تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے اور پیرس یونیورسٹی سے ۱۹۴۰ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ مقالے کا موضوع ''سنسکرت ادب میں سماج کی تصویر'' تھا۔ یہ مقالہ فرانسیسی زبان میں شائع ہوا اور اسی زبان میں لکھا بھی گیا تھا۔آپ کی تصانیف و تالیفات میں ''آگ اور آنسو''، ''محبت و نفرت''، ''زندگی کا میلہ''، ''گورکی کی آپ بیتی''، وغیرہ شامل ہیں۔آپ کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے ''نشانِ سپاس'' سے نوازا۔۲ر جون ۱۹۹۶ء کو وفات پائی۔(دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اول ص ۴۴۔۴۳)

۵۔ اختر حسین رائے پوری کی ''گردِ راہ'' کراچی مکتبۂ افکار ۱۹۸۴ء سے شائع ہوئی۔

۶۔ آپ ۱۵ر ستمبر ۱۹۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک کی تعلیم گوڑگاؤں میں حاصل کی۔گورنمنٹ ہائی اسکول دہلی سے میٹرک پاس کیا، علی گڑھ یونیورسٹی سے بی۔اے، سینٹ سیفنز کالج دہلی سے ایم۔اے (انگریزی) کے امتحانات پاس کیے۔۱۹۵۵ء میں لندن میں ذرائع ابلاغ عامہ کا کورس مکمل کیا قیام پاکستان سے پہلے کلکتہ میں مترجم، مانیٹر نشریات کی حیثیت سے اور دہلی میں نائب مدیر ماہ نامہ ''آجکل'' کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۸ء تک مدیر اعلیٰ ''ماہ نو'' کراچی و نگراں مطبوعات ڈپٹی ڈائریکٹر اشتہارات و مطبوعات و فلم سازی حکومت پاکستان اور رکن سابق انفارمیشن سروس پاکستان رہے۔آپ ترقی اردو بورڈ کراچی کے رکن اور معتمد بھی رہے۔آپ کی تصانیف میں ''انتخاب ظفر''، ''تنقیدِ حریت''، ''خیابان پاک''، ''دل کی زبان''، ''انجان راہی''، ''تار پیراہن''، ''نکتۂ راز'' وغیرہ شامل ہیں۔(دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اول ص ۳۲۶۔۳۲۵)

خط نمبر ۵:

۱۔ ''علی گڑھ تاریخ ادبِ اردو'' کے نام سے شائع ہوئی اس کے مرتب آل احمد سرور ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی۔اس تاریخ پر جو اعتراضات ہوئے ان میں غیر معیاری ایڈیٹنگ، اور سنہ پیدائش میں اغلاط بہ کثرت تھیں چوں کہ لکھنے والے مختلف لوگ تھے اس لیے اس میں اتحادِ خیال نہیں تھا وغیرہم۔

۲۔ آپ کا اصل نام صدیق، تخلص مجنوں اور قلمی نام مجنوں گورکھپوری تھا۔۱۰ر مئی ۱۹۰۴ء کو گورکھ پور میں پیدا ہوئے۔ مجنوں صاحب نے درس نظامیہ اور بی۔اے تک کی تعلیم گورکھ پور، علی گڑھ اور لکھنؤ میں حاصل کی۔اس کے بعد ۱۹۳۴ء میں آگرہ یونیورسٹی سے انگریزی میں، ۱۹۳۵ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے اردو میں ایم۔اے کیا۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ کالج اور یونیورسٹی کی پروفیسری

میں گزارا۔ تصانیف میں: ''شوپنہار''، ''ادب اور زندگی''، ''اقبال، تاریخ جمالیات''، ''تنقیدی حاشیے''، ''نقوش و افکار''، ''نکات مجنوں'' اور ''غالب شخص وشاعر'' شامل ہیں۔ آپ کا انتقال ۴؍جون ۱۹۸۸ء کو کراچی میں ہوا۔ (دبستانوں کا دبستان، کراچی حصہ اول ص ۳۸۷۔۳۸۵)

۳۔ ڈاکٹر نذیر احمد: نام ور محقق شعبۂ فارسی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا۔

۴۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب نے یہ کتاب اپنے شوق کی بنا پر ڈاکٹر مختار الدین صاحب سے منگوائی تھی اور ڈاکٹر صاحب نے عقیل صاحب کو اس کتاب کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بھجوائی تھی جو آج بھی عقیل صاحب کی لائبریری میں موجود ہے۔

۵۔ مطبوعہ علی گڑھ، ایجوکیشنل ہاؤس ۱۹۸۰ء۔

۶۔ آپ اردو کے ممتاز ادیب، افسانہ نگار و کالم نگار، دانش ور ہیں۔ آپ ۱۴؍اگست ۱۹۰۶ء کو حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے۔ ''محراب و منبر'' کے عنوان سے اخبارات میں کالم لکھتے تھے۔ ماہ نامہ ''مشیر'' کراچی، اور ''چراغ راہ'' کراچی کے مدیر رہے۔ ''شیطانی قہقہے'' کے مصنف ہیں آپ کا انتقال ۶؍مارچ ۱۹۹۱ء کو شگاگو (امریکا) میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم ص ۴۲۳)

۷۔ عبدالغنی شمس: کراچی۔ بی ۴؍۱۸ ابہار کالونی جمشید روڈ کراچی کے رہائشی ڈاکٹر مختار الدین احمد کے پرانے رفیق۔

خط نمبر ۶:

۱۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد قرآن کانفرنس میں شرکت کے لیے آئے تھے یہ کانفرنس شہید حکیم محمد سعید نے منعقد کی تھی۔ (بالمشافہ گفتگو ڈاکٹر معین الدین عقیل)

۲۔ محمد نظیر صدیقی اصل نام اور نظیر صدیقی قلمی نام تھا آپ ۷؍نومبر ۱۹۳۰ء کو موضع سرائے ساہو، ضلع چھپرا، صوبہ بہار انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں انھوں نے پٹنہ یونیورسٹی سے میٹرک، ۱۹۴۸ء میں انٹر کیا۔ نظیر صدیقی نے بی۔اے اور ایم۔اے کی تعلیم ڈھاکہ یونیورسٹی سے مکمل کی۔ ۱۹۵۴ء میں قائداعظم کالج ڈھاکہ میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۹ء میں کراچی آ گئے جمیل الدین عالی نے ان کا تقرر اردو کالج میں کروایا۔ ۱۹۷۱ء کے وسط میں ان کا تقرر فیڈرل گورنمنٹ کالج برائے طلباء اسلام آباد ہو گیا۔ ان کی تصانیف میں: ''شہرت کی خاطر''، ''تاثرات و تعصبات''، ''میرے خیال میں''، ''جان پہچان''، ''اردو غزل ایک مطالعہ''، ''عندلیب شادانی (شخصیت و فن)'' وغیرہ شامل ہیں۔ نظیر صدیقی کا انتقال ۱۲؍اپریل ۲۰۰۱ء کو اسلام آباد میں ہوا۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اوّل ص ۴۹۴۔۴۹۲)

۳۔ آپ ۱۱؍فروری ۱۹۳۱ء میں دکی (بلوچستان) میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے اردو (دہلی کالج)، پی ایچ ڈی (دہلی کالج) آنرز ان پرشین (پنجاب یونیورسٹی)، صوتیات اور تشکیلی گرامر پر خصوصی کورس (انڈیانا یونیورسٹی)، ڈپلوما لسانیات (دہلی یونیورسٹی)۔ آپ کی چند تصانیف: ''ہندوستانی قصوں سے ماخوذ اردو مثنویاں''، ''اردو کی تعلیم

کے لسانی پہلو"، "اردو افسانہ کی روایت و مسائل"، "امیر خسرو کا ہندی کلام"، "سفر آشنا، سانحہ کربلا بہ طور شعری استعارہ"، "اسلوبیات میر" وغیرہ (ہندوستان کے اردو شعرا اور مصنفین، ص ۵۳۷، ۵۳۶)

۴ ضیا جالندھری، ۲۸ر فروری ۱۹۲۳ء کو جالندھر میں پیدا ہوئے۔ اصل نام ضیا نثار احمد ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے انگریزی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۴۵ء میں آل انڈیا ریڈیو کے شعبہ نشر و اشاعت سے وابستہ ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد محکمہ ڈاک سے وابستہ ہوئے۔ اور ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۷۷ء میں پاکستان ٹیلی وژن کے مینجنگ ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ مئی ۱۹۸۵ء میں سرکاری ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ اردو اور پنجابی زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔ آپ کی شاعری کے مجموعے "سر شام"، "فارس"، "خواب سراب" کے نام سے شائع ہوئے۔ (انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا از سید قاسم محمود، الفیصل، لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۶۲۶)

۵ ادیب خاکہ نگار، افسانہ نویس، ڈرامہ نگار، معلم، صحافی۔ ۱۱ر ستمبر ۱۹۰۵ء بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور ۲۷ر اکتوبر ۱۹۹۵ء میں انتقال ہوا۔ چند اہم تصانیف "علی پور کا ایلی"، "الکھ نگری"، "پیاز کے چھلکے"، "تلاش"، "ہندیاترا" وغیرہ۔ (وفیات اہل قلم، ص ۴۴۴)۔

۶ صاحب اسلوب نثر نگار، ۱۵ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ ترین سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کی تصانیف: "آواز دوست"، "لوح ایام"، معروف ہیں۔

۷ سابق پروفیسر شعبہ اردو، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

۸ آپ ۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز ۱۹۳۰ء میں کیا، ۱۹۴۰ء میں اسلامیہ ہائی اسکول بھاٹی گیٹ لاہور سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۴ء میں بی۔اے، ۱۹۴۶ء میں ایم۔اے فارسی، ۱۹۵۰ء میں ایم۔اے تاریخ اور ۱۹۵۲ء میں الفریڈ پٹیالہ ریسرچ اسکالرشپ پر فارسی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔ سی۔ ایس۔ ایس کے امتحان میں آٹھویں نمبر پر آئے اور پوسٹل سروس کے لیے منتخب ہوئے لیکن آپ نے ۱۹۵۱ء میں اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں لیکچرر کی ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۷ء سے لے کر ۱۹۶۴ء تک اسلامیہ کالج لاہور میں شعبہ تاریخ اور فارسی میں خدمات انجام دینے کے بعد ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۲ء کو پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اردو کے لیکچرر کے طور پر آ گئے جہاں [illegible] ۱۹۷۶ء میں اورینٹل کالج کے پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں وفاقی حکومت نے مقتدرہ قومی زبان کے لیے آپ کی خدمات مستعار لیں۔ ۱۹۸۷ء میں آپ لاہور واپس آ گئے اور بزم اقبال اور اقبال اکیڈمی میں ۱۹۹۷ء تک خدمات انجام دیں۔ تصانیف: "شبلی کی حیات معاشقہ"، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ"، "تنقیدی مطالعے"، "مقالات تحقیق"، "اقبال اور پاکستانی قومیت" وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۷ر اکتوبر ۲۰۰۹ء کو ہوا۔ (ماہنامہ "الحمرا" اکتوبر ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۶، ۱۲۴)

۹ آپ (پ ۱۹۲۵ء) [illegible] ضلع بلند شہر، یوپی میں پیدا ہوئے۔ میرٹھ کالج سے ۱۹۴۶ء میں ایم۔اے اردو کیا۔ قیام

پاکستان کے بعد لاہور آ گئے اور نامور اخبارات و رسائل کے مدیر رہے۔ آپ کی چند تصانیف میں: ''گلی کوچے''، ''کنکری''، ''آخری آدمی''، ''شہرافسوس''، ''بستی'' وغیرہ مشہور ہیں۔ (اردو افسانہ نگار از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو اکیڈمی، سندھ، کراچی، ص۲۷۸)

۱۰؎ ادیب، شاعر، انگہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں صادق ایجرٹن کالج سے بی۔ اے۔ کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ہفت روزہ ''پھول'' اور ہفت روزہ ''تعلیمِ نسواں'' کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں ماہ نامہ ''ادبِ لطیف'' کی ادارت کے فرائض بھی سنبھالے۔ ۱۹۴۵ء میں تینوں رسالوں کی ادارت سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء میں ماہ نامہ ''سویرا'' کے تین ابتدائی شمارے مرتب کیے۔ ۱۹۴۸ء۔۱۹۴۹ء میں ماہ نامہ ''نقوش'' کی ادارت کی۔ ۱۹۴۸ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین صوبہ پنجاب کے سکریٹری اور ۱۹۴۹ء میں کل پاکستان ترقی پسند مصنفین کے سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ مئی ۱۹۵۱ء میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت چھے ماہ کے لیے نظر بند کر دیے گئے۔ ۱۹۵۳ء میں پروگریسیو پیپرز لمیٹڈ کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والے روز نامہ ''امروز'' لاہور اور کراچی کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت ایک سال کے لیے نظر بند کر دیے گئے۔ بعد ازاں ایک ادبی مجلّہ ''فنون'' جاری کیا۔ ۱۹۷۴ء میں مجلس ترقی ادب لاہور کے ناظم اور ۱۹۷۶ء میں ''بزمِ اقبال'' کے اعزازی سیکریٹری مقرر ہوئے۔ شعری مجموعے ''رم جھم''، ''جلال و جمال''، ''شعلۂ گل''، ''دشت وفا''۔ افسانوی مجموعے: ''چوپال''، ''بگولے''، ''آس پاس''، ''سیلاب و گرداب''، ''در و دیوار''، ''سناٹا''، ''گھر سے گھر تک''، ''کپاس کا پھول''، ''آبلے'' وغیرہ شامل ہیں۔ (شخصیات کا انسائکلوپیڈیا، ص۶۷)

۱۱؎ آپ (۱۹۹۸۔۱۹۲۰ء) اردو ادب کے استاد، محقق، نقاد، مصنف، سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور تصانیف: ''اردو تنقید کا ارتقا، تنقیدی زاویے''، ''غالب کا فن''، ''جدید اردو تنقید'' وغیرہ۔ (تحقیق جام شورو شمارہ ۲۰/۱۹، ۲۰۱۱، ص۱۸۶)

۱۲؎ آپ ۲۲ر مئی ۱۹۲۶ء کو قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ اردو کے معروف ادیب، افسانہ نگار، ناول نگار، سفر نامہ نگار، مترجم، صحافی تھے۔ ۲۰۰۰ آپ کی تصانیف میں نفرت کی دیوار (۱۹۵۶ء)، روپ نگر (۱۹۶۵ء)، خزاں (۱۹۵۳ء) ذرا ذرا سی باتیں (۱۹۶۸ء) ارضِ خیاط و ماقسط (۱۹۶۴ء، کشور محمود و بابر (۱۹۶۷ء) وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۲۰۰۰ء میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم، ص۴۴۷)

۱۳؎ آپ ۱۴ر اگست ۱۹۲۳ء لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ معروف ادیب، خاکہ نگار، سفر نامہ نگار اردو زبان کے شہرہ آفاق مجلّہ ''نقوش'' لاہور کے مدیر، جنرل سیکریٹری پاکستان رائٹرز گلڈ (۸۱۔۱۹۷۵) رہے۔ تصانیف: ''جناب''، ''آپ''، ''مکرم''، ''معظم''، ''مجی''، ''صاحب''، ''مخدومی'' وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۴ر فروری ۱۹۸۶ کو اسلام آباد میں ہوا۔ (ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ، وفیات اہل قلم، ص۴۰۸)

خط نمبر ۷:

۱؎ ناموران علی گڑھ، ادارۂ فکر و نظر نے اس کا کام کا بیڑا اٹھایا تھا کہ سر سید کے زمانے سے لے کر (۱۹۸۵ء) تک جتنے

قابلِ ذکر اصحاب علی گڑھ یا مسلم یونیورسٹی سے وابستہ رہے ان کی حیات و خدمات پر تحقیقی نوعیت کے مضامین لکھوائے جائیں اور انھیں ''فکر و نظر'' کے خصوصی شماروں کی شکل میں چار جلدوں میں پیش کیا جائے۔ نامورانِ علی گڑھ کے نام سے یہ چار جلدیں شائع ہوئیں۔ نامورانِ علی گڑھ کا پہلا کارواں جنوری تا ستمبر ۱۹۸۵ء، دوسرا کارواں ۱۹۸۶ء، تیسرا کارواں، جلد اول ۱۹۸۸ء، تیسرا کارواں جلد دوم ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔

۲۔ منشی نجم الدین، ''سرسید کے ایک رفیق'' ہے (دیکھیے مشمولہ نئی تحریریں، اگست ۱۹۵۶ء، ص ۶۹۔۸۵)

۳۔ آپ ۶ / اپریل ۱۹۲۱ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئے انھوں نے الہ آباد یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ الہ آباد یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم۔ اے کیا اس کے بعد ۱۹۴۶ء میں فیڈرل پبلک سروس سے سینٹرل سپیریئر سروس میں منتخب ہوئے اور پاکستان منتقل ہو گئے۔ آپ پاکستان میں وزارتِ خزانہ، کامرس اور کیبنٹ ڈویژن میں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور ۱۹۸۳ء میں وفاقی سیکریٹری کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۳ء تک پاکستان برما شیل کے چیئرمین، اکنامک ڈیولپمنٹ انسٹی ٹیوٹ واشنگٹن اور انسٹی ٹیوٹ آف بینکرز پاکستان کے فیلو رہے۔ آپ انجمن ترقی اردو پاکستان کے صدر اور جامعہ کراچی کی سنڈیکیٹ کے رکن بھی تھے۔ ۳ / دسمبر ۱۹۹۵ء کو نورالحسن جعفری کا اسلام آباد میں انتقال ہوا۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ دوم ص ۴۷۶۔۴۷۵)

خط نمبر ۸:

۱۔ لطف اللہ نام اور مہندس تخلص تھا۔ وطن لاہور تھا، حکمت، علم ہندسہ اور منطق میں ماہر۔ تصانیف: جمیع البدائع، منتخب الحساب، رسالہ خواص اعداد، آسمانِ سخن، شرح خلاصۃ الحساب، دیوان سحر جلال۔ (مضمون: لطف اللہ مہندس، تاج محل کا ایک معمار از ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، مشمولہ ''دریافت'' نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد شمارہ چھے، ص ۱۳۸۔۱۳۸)

۲۔ ممتاز ماہر تاریخ و وفیات، ماہر تعلیم، محقق مصنف کتب تاریخ، سابق صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ آپ پاکستان میں وفیات نگاری کے بانی ہیں آپ ۲۸ / نومبر ۱۹۳۲ء کو چھور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں: ''دین الٰہی اور اس کا پس منظر'' ۱۹۷۰ء، ''وفیات اعیان پاکستان'' ۱۹۹۲ء، ''تاریخی مقالات'' ۱۹۷۰ء، ''سرمایہ عمر'' ۱۹۷۶ء ''خفتگان خاک لاہور'' ۱۹۹۳ء، ''خفتگان کراچی'' وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۶ / اکتوبر ۱۹۹۸ء کو لاہور میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم ص ۳۸۱)

۳۔ معروف محقق، استاد اور صوفی۔ ۲۳ / ستمبر ۱۹۱۲ء کو جبل پور میں پیدا ہوئے اور ۲۵ ستمبر ۲۰۰۵ء حیدرآباد میں دارفانی سے کوچ کر گئے، نویں جماعت تک تعلیم جبل پور میں حاصل کی اس کے بعد علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے جہاں سے میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے، ایم۔ اے اردو، ایم اے فارسی اور ایل ایل بی کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۹۳۷ء میں کنگ ایڈورڈ کالج امراوتی میں لیکچرر مقرر ہوئے، ناگ پور یونیورسٹی میں صدر شعبۂ اردو رہے۔ ۱۹۶۴ء

میں حسن غزنوی پر مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد اردو کالج کراچی، کراچی یونیورسٹی اور پھر سندھ یونیورسٹی میں استاد اور صدر شعبہ رہے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد ایمریطس پروفیسر کے منصب پر فائز رہے۔ مختلف موضوعات پر پچاس سے زائد کتابیں تحریر کیں: ''اقبال اور قرآن''، ''فارسی پر اُردو کا اثر''، ''ملفوظات اکابر نقشبندیہ''، ''معارفِ اقبال، تحقیقی جائزے''، ''علمی نقوش''، ''حالی کا ذہنی ارتقا'' اور ''ہمارا علم و ادب'' وغیرہ معروف ہیں۔

۴۔ آپ ۱۹۳۳ء کے لگ بھگ سادات وشیوخ کے مشہور قصبے بجنور (یو۔ پی) میں پیدا ہوئے۔ ۱۳؍فروری ۲۰۰۱ء لطیف آباد حیدرآباد میں دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ شیخ زادگان بجنور میں سے ہیں جو امیر تیمور کے حملے کے وقت (۸۰۱ھ) سے قاضی محلہ بجنور میں آباد چلے آتے ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم بجنور میں حاصل کی۔ بی۔ اے میرٹھ کالج سے کیا۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۹ء تک اردو ماہ نامہ ''معیار'' (میرٹھ) سے وہ بہ حیثیت مدیر وابستہ ہوئے۔ نجم الاسلام مرحوم نے ایم۔ اے اردو، سندھ یونیورسٹی سے کیا اور وہیں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں کی زیرِ نگرانی ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۶۹ء میں ''دبستانِ دہلی کی نثر'' کے عنوان سے مقالہ لکھا۔ غزالی کالج لطیف آباد حیدرآباد سندھ میں لیکچرر اور یہاں کے پہلے پرنسپل بھی رہے۔ کچھ عرصے بعد ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے آپ کو سندھ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں بلا لیا۔ یہاں سے آپ نے ۱۹۸۷ء میں رسالہ ''تحقیق'' شائع کیا۔ ۱۹۹۳ء میں جب آپ ریٹائر ہوئے تو یونیورسٹی کے اربابِ اختیار نے ازخود یونیورسٹی سے آپ کا تعلق برقرار رکھا اور اعزازیہ مقرر کر کے شعبے میں انھیں پروفیسر کی حیثیت دی اور رسالہ تحقیق کی ادارت ان ہی کے پاس رہنے دی۔ آپ کی شائع شدہ کتب درج ہیں: ''دین و ادب'' مطبوعہ ۱۹۸۹ء (مقالہ برائے ایم۔ اے) ''دو آہنگ'' ۱۹۹۰ء، ''مطالعات'' ۱۹۹۰ء اس کے علاوہ ملک کے نامور تحقیقی مجلات میں اعلیٰ پائے کے تحقیقی و تنقیدی مضامین شائع ہوئے۔ (سہ ماہی ''انشاء'' ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر (حصہ اول) حیدرآباد ص ۱۹، جنوری تا مارچ)

خط نمبر ۹:

۱۔ اسلوب احمد انصاری: معروف نقاد، ادیب، انگریزی ادبیات کے استاد۔ مارچ ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ انگریزی کے استاد اور صدر شعبہ رہے۔ مجلّہ ''نقد و نظر'' کی ادارت بھی کی۔ تصانیف میں: ''ادیب اور تنقید''، ''نقش غالب''، ''اقبال کی ۱۳ نظمیں''، ''نقشِ اقبال''، "Iqbal Eassy & Studies" معروف ہیں۔

۲۔ محقق، علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے استاد۔

۳۔ ارمغان مجنوں مرتبہ صہبا لکھنوی، شبنم رومانی، جلد اول و دوم، مجنوں اکیڈمی ۱۹۸۴ء، کراچی۔

۴۔ آپ ۲۰؍نومبر ۱۹۰۳ء کو یو۔ پی کے ایک چھوٹے سے قصبے پٹیالی میں پیدا ہوئے آپ کی ابتدائی تعلیم الہ آباد میں

ہوئی لیکن مڈل کا امتحان پٹیالی کے ایک اسکول سے پاس کیا اور اسلامیہ ہائی اسکول سے ۱۹۱۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس کے بعد ملک کے حالات خراب ہو گئے آپ نے تعلیم کو خیر باد کہا اور تحریک عدم تعاون میں شامل ہو گئے جب یہ تحریک ٹھنڈی پڑ گئی تو آپ نے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور دہلی منتقل ہو گئے۔اپنی تعلیم جاری رکھنے کے لیے انھوں نے سینٹ اسٹیفن کالج میں داخلہ لیا۔۱۹۲۳ء میں انھوں نے پہلے دہلی یونیورسٹی سے تاریخ میں بی۔اے آنرز کیا پھر اسی مضمون میں ایم۔اے کیا۔ایم۔اے کے بعد آپ کو اسی کالج میں بہ حیثیت لیکچرر اپائنٹ کر لیا گیا تقرری کے بعد آپ نے ایم اے فارسی کیا۔ڈاکٹر صاحب کی اہلیت و قابلیت کی بنیاد پر سینٹ اسٹیفن کالج کی طرف سے انھیں تمام مراعات اور پوری تنخواہ کے ساتھ پی ایچ ڈی کے لیے کیمبرج یونیورسٹی بھیجا گیا جہاں انھوں نے Administration of Sultante of Delhi کے عنوان پر مقالہ تحریر کیا۔قیام پاکستان کے بعد حالات آپ کے موافق نہ رہے اور آپ پاکستانی سفارت خانے میں منتقل ہو گئے اور پھر پاکستان آ گئے۔۱۹۴۹ء میں ڈاکٹر صاحب پانچ سال مرکزی حکومت کی وزارت تعلیمات، وزارت اطلاعات اور وزارت بحالیات میں رہے۔۱۹۶۱ء میں کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے اس کے علاوہ آپ بانی مقتدرہ قومی زبان بھی ہیں۔۲۲/جنوری ۱۹۸۱ء کو آپ کا انتقال ہوا۔آپ کی تصانیف میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے: ''بت تراش''، ''ہم زاد''، ''صیدزبوں''، ''گناہ کی دیوار''، ''معلم اسود''، ''ایجوکیشن ان پاکستان''، ''دی ایڈمنسٹریشن آف مغل ایمپائر'' وغیرہ۔(دبستانوں کا دبستان کراچی، احمد حسین صدیقی، کراچی، محمد حسین اکیڈمی ۲۰۰۳ء، ص ۵۸۔۵۵)

۵ ''یادگارِ اشتیاق حسین قریشی''، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اکادمی کراچی کی جانب سے ۱۹۸۶ء میں یہ منصۂ شہود پر آیا۔

خط نمبر ۱۱:

۱ جامعہ کراچی میں عربی کے پروفیسر تھے۔

۲ آپ ۲۲/دسمبر ۱۹۰۶ء کو پھالیہ پنجاب میں پیدا ہوئے۔آپ کی تعلیم پاکستان کے مختلف تعلیمی اداروں میں ہوئی جیسے ڈسٹرک بورڈ مڈل اسکول پھالیہ، وکٹوریہ ڈائمنڈ جوبلی ہائی اسکول وزیر آباد، گورنمنٹ انٹر کالج گجرات، ڈی۔اے۔وی کالج لاہور، گورنمنٹ کالج لاہور (ایم۔اے تاریخ) پنجاب یونیورسٹی لا کالج لاہور (ایل ایل بی) تقسیم ہند کے عمل میں مالک رام کا خاندان ہندوستان ہجرت کر گیا۔وہاں انھوں نے اپنی زندگی ہند کی وزارت، تجارت اور وزارت خارجہ کے سرکاری ملازم کے طور پر گزاری اور مشرق وسطی میں ہندوستانی تجارت کو فروغ دینے کے لیے کام کرتے رہے، اسی سلسلے میں وہ کئی سال تک مصر میں تعینات رہے۔آپ کی تصانیف میں ''سبد چین'' (مرتب) ''دیوان غالب'' (اردو)، ''عورت اور اسلامی تعلیم''، ''خطوط غالب''، غالبیات کے حوالے سے ان کی کتاب ''تلامذۂ غالب'' اپنے موضوع پر حرف آخر ہے۔آپ کا انتقال ۱۶/اپریل ۱۹۹۳ء کو دہلی میں ہوا۔(تذکرۂ معاصرین از مالک رام، راول پنڈی الفتح پبلی کیشنز فلیپ عارف نوشاہی)

۳ ۲۲؍جنوری ۱۹۳۳ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم اے (اردو)، پی ایچ ڈی (اردو) ڈپلوما (لسانیات)، ڈپلوما (لائبریری سائنس) کی سندیں حاصل کی۔ آپ انجمن ترقی اردو (ہند) کے سیکریٹری ہونے کے ساتھ ساتھ ہفتہ وار ''ہماری زبان'' اور سہ ماہی ''اردو ادب'' کی ادارت بھی آپ کے ذمہ ہے۔ آپ کی چند تصانیف وتالیفات درج ذیل ہیں: ''معراج العاشقین'' (مرتبہ) ۱۹۵۷ء، ''مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط'' (ترجمہ و ترتیب ۱۹۶۲ء)، ''غالب کی نادر تحریریں'' (مرتبہ) ۱۹۶۱ء، ''متنی تنقید'' ۱۹۶۷ء، ''کربل کتھا کا لسانی مطالعہ'' (خلیق اور نارنگ) ۱۹۷۰ء، ''افاداتِ سلیم'' (مرتبہ) ۱۹۶۲ء، ''غالب کے خطوط'' (جلد اول تا ششم) وغیرہ۔ علمی وادبی خدمات پر حکومت اتر پردیش اور یو پی اردو اکادمی (لکھنؤ) سے ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۴ء میں، بہادر اردو اکادمی سے ۱۹۸۵ء میں، مغربی بنگال اکادمی نے ۱۹۸۵ء میں آپ کی مجموعی خدمات پر اعزازات و انعامات سے نوازا گیا۔ (ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء، مرتب گوپی چند نارنگ، عبداللطیف اعظمی، دہلی اردو اکادمی ۱۹۹۶ء، ص ۱۹۲، ۱۹۱)

۴ آپ اقبال انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت کے لیے حیدر آباد دکن گئے تھے۔ آپ کے مقالے کا عنوان ''اقبال کے معاشی تصورات'' تھا۔ یہ کانفرنس اقبال اکیڈمی نے منعقد کی تھی۔

۵ یکم مارچ ۱۹۱۷ء کو موضع سرہندی کلاں (ضلع اعظم گڑھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عالم (عربی و اسلامیات) دارالعلوم ندوہ العلماء (لکھنؤ) بی۔اے جامعہ ملیہ، ایم۔اے عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ ایم۔اے اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ سے کیا آپ کی تصانیف میں: ''شبلی کا مرتبہ اردو ادب میں'' ۱۹۴۵ء، ''ڈاکٹر ذاکر حسین سیرت و شخصیت'' ۱۹۶۷ء، ''جواہر لال نہرو ایک مطالعہ'' ۱۹۶۸ء، ''مشاہیر کے خطوط اور ان کے مختصر حالات'' ۱۹۷۵ء وغیرہ شامل ہیں۔ (ہندوستان کے اردو مصنفین وشعراء، ص ۳۶۰۔۳۵۹)

۶ آپ ۴؍اپریل ۱۹۱۴ء کو اندرونِ بھاٹی گیٹ لاہور میں پیدا ہوئے آپ ۴۱۔۱۹۴۳ء مدیر ماہ نامہ ''ادب لطیف'' لاہور رہے۔ تصانیف: ''صحرا نورد کے خطوط'' ۱۹۴۰ء، ''صحرا نورد کے رومان'' ۱۹۴۳ء، ''دیواریں'' ۱۹۴۷ء، ''جنگل'' ۱۹۵۶ء، ''کمبل'' ۱۹۵۷ء، ''حسرت تعمیر'' ۱۹۷۹ء، ''ساتواں چراغ'' ۱۹۸۳ء، ''مٹی کا دیا''، ''خون کا قرض'' وغیرہ۔ اعزاز: آپ کی ادبی خدمات کے اعتراف میں صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی عطا کیا گیا۔ آپ کا انتقال ۳۱؍جولائی ۱۹۹۹ء لاہور میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم، ص ۴۵۵)

۷ ''مٹی کا دیا'' میرزا ادیب کی آپ بیتی ہے جو سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوئی۔

۸ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لائبریرین تھے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے اور کراچی میں رہائش اختیار کی، نظام کتب خانہ اور اسلامی کتب خانہ پر ان کی تصانیف معروف ہیں۔

خط نمبر ۱۲:

۱ ممتاز ماہر تعلیم، انگریزی زبان و ادب کے استاد، اردو زبان و ادب و تاریخ کے مصنف، محقق و نقاد، صدر شعبہ

انگریزی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۴۸۔۱۹۳۱ء) صدر شعبہ انگریزی و اردو گورنمنٹ کالج لاہور (۵۴۔۱۹۴۸ء) پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور (۵۹۔۱۹۵۸ء، ۵۵۔۱۹۵۴ء) سیکریٹری پاکستان انٹر یونیورسٹی بورڈ (۶۹۔۱۹۵۹ء)۔ ولادت ۱۲رمئی ۱۹۰۴ء دہلی۔ وفات ۲۰راگست ۱۹۸۶ء لاہور۔ تصانیف: ''اقبال اور بعض دوسرے شاعر'' ۱۹۷۷ء، '' اردو شاعری کا خارجی روپ بہروپ'' ۱۹۷۸ء، ''آبیار اور دوسری کہانیاں'' ۱۹۸۴ء وغیرہ۔ (وفیات اہل قلم ص ۴۴۷)

خط نمبر ۱۳:

۱۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد نے آپ کے بڑے بھائی ''سید محی الدین نثار'' کے انتقال پر تعزیت کی ہے ان کا انتقال ۱۵ر نومبر ۱۹۸۶ء کو کراچی میں ہوا۔

۲۔ ''حیاتِ شاداں بلگرامی'' از سید اصغر علی شادانی، کراچی، ضامن آرٹ پریس ۱۹۸۶ء۔

۳۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۸۸۸ء گونڈل پڈوہری ضلع راج کوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ عربی زبان و ادب کے عالمی شہرت یافتہ عظیم اسکالر و استاد ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا عبدالرحمٰن سے حاصل کی جو مدرسہ دہلی میں استاد تھے اور درسیات کی تکمیل انھوں نے مولانا بشیر سہوانی سے کی۔ ادب کی تعلیم انھوں نے ڈپٹی نذیر احمد سے حاصل کی جو اردو ادب کے مایہ ناز ادیب اور جید عالم تھے۔ ۱۹۰۹ء میں وہ تعلیم کے سلسلے میں امروہہ چلے گئے اور پھر وہاں سے قدیم فلسفہ اور منطق کا درس سننے کے لیے ۱۹۰۱ء میں رام پور چلے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان دیا جس میں اول آئے ۱۹۱۹ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان اول نمبر سے پاس کیا۔ امتحان پاس کرنے کے بعد وہ ایڈروڈ مشن کالج پشاور میں عربی و فارسی کے لیکچرز مقرر ہوئے۔ اس کے بعد استاد عربی اورینٹل کالج لاہور (۲۵۔۱۹۲۱ء) صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (۵۰۔۱۹۲۵ء) ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی (۳۶۔۱۹۵۴ء) صدر شعبۂ عربی کراچی یونیورسٹی (۵۸۔۱۹۵۶ء) صدر شعبۂ عربی اورینٹل کالج لاہور (۶۲۔۱۹۶۰) صدر شعبۂ عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور (۶۶۔۱۹۶۴ء) حکومت پاکستان نے اس کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں نشانِ سپاس اور صدارتی تمغہ حسنِ کارکردگی سے نوازا۔ آپ کو اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے جامعہ ازہر نے (۱۹۶۶ء) میں نوازا۔ آپ نے نادر کتب اور مخطوطات کی تحقیق کر کے پچیس سے تیس کتب سپرد قلم کیں یہ تمام کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ ان کی طباعت و اشاعت بھی مصر و شام میں ہوئی سب سے پہلی کتاب انھوں نے ۱۹۲۵ء میں ''اقلید الخزانہ'' تحریر کی جو کہ عبدالقادر بغدادی کی کتاب خزانہ ادب پر اصل مصادر کی تحقیق کی نشان دہی کی ہے۔ آپ کا انتقال ۲۷۔۲۸ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کی درمیانی شب کو ہوا۔ (دبستانوں کا دبستان، جلد اول، ص ۳۰۹۔۳۰۸ اور وفیات اہل قلم، ص ۲۷۹۔۲۷۸)

خط نمبر ۱۴:

۱۔ آپ (اطالیہ) نیپلز میں مہمان پروفیسر (شعبہ زبان ہائے مشرقی اورینٹل یونیورسٹی نیپلز ۸۷۔۱۹۸۶ء) کی حیثیت سے گئے تھے۔

۲۔ ''نذرِ مختار'' مرتب: مالک رام، مجلس نذرِ مختار نئی دہلی ۱۹۸۸ء۔

خط نمبر ۱۵:

۱۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اطالیہ میں دوران قیام وہاں کی مختلف یونیورسٹیز اور دیگر کتب خانوں کا جائزہ لیا ساتھ ہی جن ممالک کا ذکر خط میں ہے وہاں کے کتب خانوں میں بھی گئے اور اپنے شوق سے متعلق کتب و مخطوطات کا مطالعہ کیا۔

۲۔ آپ ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو امروہہ میں پیدا ہوئے جب کہ آپ کا انتقال ۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو علی گڑھ میں ہوا۔ آپ ممتاز اسکالر، مورخ، صدر شعبۂ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی رہے۔ آپ کی تصانیف میں: ''اسلامی فکر اور تہذیب کا اثر ہندوستان پر''، ''حیات شیخ عبداللہ دہلوی''، ''سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات''، ''سر سید اور علی گڑھ تحریک''، ''تاریخ مشائخ چشت'' (پانچ جلد)، ''حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی'' وغیرہ۔ (وفیاتِ مشاہیر اردو، ص ۲۳۶)

۳۔ اصل نام سید محمد ظہور الحق ہے۔ ۱۹۲۴ء کو چوارہ ضلع مونگیر (بہار) میں پیدا ہوئے۔ اردو، فارسی اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم مولوی عبدالسلام سے حاصل کی اس کے بعد ہادی ہائی اسکول گیا سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد وہ کلکتہ چلے گئے جہاں محکمہ ریلوے کے اکاؤنٹس ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہوئے یہیں سے آپ نے ۱۹۴۳ء میں آئی کام کا امتحان پاس کیا۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے مشرقی پاکستان چلے گئے وہاں محکمہ ریلوے میں ہی ملازم رہے ساتھ ہی جامعہ راج شاہی سے گریجویشن کا امتحان پاس کیا۔ آپ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۷۰ء تک انجمن ترقی اردو، سید پور کے نائب معتمد اور آرٹس سینٹر سید پور کے نائب صدر رہے۔ ۱۹۷۴ء میں آپ کراچی آ گئے یہاں آتے ہی ان کی تعیناتی محکمہ ریلوے اکاؤنٹس راول پنڈی ہوئی۔ ۱۹۸۲ء میں قبل از ریٹائرمنٹ لے کر ماہ نامہ'' افکار'' کے مدیر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ۱۹۸۴ء میں ''قومی زبان'' کی ادارت سنبھالی۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ دوم، ص ۴۵۔۴۴)

خط نمبر ۱۶:

۱۔ شہاب الدین محمد مغنی، آپ مختار الدین احمد کے پرانے دوست تھے کراچی کے رہائشی۔

۲۔ بانی اورنگی ٹاؤن، کراچی۔

خط نمبر ۱۷:

۱۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد کے ایک رفیق، کراچی کے ایک سرکاری اسکول کے استاد۔

۲۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد ایک عرصے سے سر سید احمد خان کے خطوط جمع کر رہے تھے لیکن یہ خط ان کی خواہش کے مطابق کتابی صورت میں شائع نہ ہو سکے۔

۳۔ آپ ۴ر اپریل ۱۸۹۳ء کو گاؤں پالی نزد دہلی میں پیدا ہوئے آپ ممتاز ادیب، تذکرہ نگار، مترجم، صحافی، مدیر ماہ نامہ''

راہنمائے تعلیم' لاہور۔ مرتب: ''مقالات سرسید'' (۱۹ حصے)، ''مکتوبات سرسید''، ''مکاتیب حالی''، ''جواہراتِ حالی''، ''کلیاتِ نثر حالی''۔ مصنف: ''سرسید کا سفرنامہ لندن''، ''تاریخ تبلیغ اسلام در ہندوستان''۔ اعزاز: صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی ۱۹۷۰ء۔ (وفیاتِ اہل قلم، اکادمی ادبیات پاکستان ص ۳۸۲)

۴۔ آپ ۴ر جون ۱۹۰۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ علوم اسلامیہ اور عربی زبان وادب کے ممتاز اسکالر، مترجم، صدر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (۴۲۔۱۹۳۷ء)، پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا (۵۸۔۱۹۵۰ء) مدیر دائرۃ المعارف اسلامیہ جامعہ پنجاب (۶۰۔۱۹۵۹ء) صدر شعبۂ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور (۶۴۔۱۹۶۱ء)۔ آپ کا انتقال یکم مئی ۱۹۷۴ء کو لاہور میں ہوا۔ (وفیاتِ اہل قلم، ص ۲۵۷)

۵۔ انگلستان کے مشہور پروفیسر مارگولیتھ نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی۔ یہ نسلاً یہودی تھے پھر عیسائی ہوئے اس سے ظاہر ہے کہ ان کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے دوہری عداوت تھی۔ ان کی عمر بھر کا سرمایہ اسلام پر غیر مہذب غارت گری ہے یہی سبب ہے کہ خود یورپ کے سنجیدہ طبقے میں بھی وہ احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھے گئے۔۔۔۔ان کی لکھی ہوئی سیرت کو دیکھ کر ہی شبلی نعمانی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد ڈالی۔ (یادرفتگاں از سید سلیمان ندوی مکتبہ الشرق کراچی، ۱۹۵۵ء، ص ۲۲۷)

۶۔ مخزنِ افغانی: پٹھانوں کی تاریخ پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے۔ جو خواجہ نعمت اللہ مہروی کی تالیف ہے اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین نے کیا۔ یہ تاریخ، اردو سائنس بورڈ لاہور سے شائع ہوئی۔

خط نمبر ۱۸:

۱۔ ڈاکٹر عبیدہ بیگم کی تصنیف ہے، نصرت پبلشر نے لکھنو سے ۱۹۸۳ء میں شائع کی۔

۲۔ الطاف گوہر کی تصنیف ہے جو مطبوعاتِ حرمت، اسلام آباد نے ۱۹۸۶ء میں شائع کی۔

۳۔ معارف، مجلس دار المصنفین کا ماہ وار علمی رسالہ ہے اس رسالے کا پہلا شمارہ رمضان المبارک کے مہینے ۱۳۳۴ھ بمطابق جولائی ۱۹۱۶ء میں منظر عام پر آیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

۴۔ غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی سے شائع ہونے والا علمی و تحقیقی مجلّہ۔

۵۔ دیوانِ مہندس از لطف اللہ مہندس۔

۶۔ ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۲ء تجارہ (ریاست الور) میں پیدا ہوئے۔ آپ ممتاز ماہر تعلیم، محقق، مورخ، دانشور، رہنما جماعت اسلامی، پرنسپل شاہ ولی اللہ اورینٹل کالج منصورہ (سندھ) ڈائریکٹر ادارہ تعلیم و تحقیق لاہور (۹۷۔۱۹۸۴ء) صدر منتظم اساتذہ پاکستان (۷۴۔۱۹۶۰ء) کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کی تصانیف میں: ''تاریخ نظریۂ پاکستان''، ''مسلمان اور مغربی تعلیم''، ''بنوامیہ تک اسلامی تعلیم''، ''مغربی زبانوں کے ماہر علما''، ''مسلمان اساتذہ کا مثالی کردار''، ''دوسری صدی ہجری میں مسلمانوں کا نظام تعلیم''، ''داعیِ اعظم اور کثرتِ ازدواج''، ''بیسویں

صدی میں برصغیر کے چند مسلم''، ''رجال علم وفن''، ''عہد اسلامی کے عظیم مدارس''، ''اذکار سیرت''۔ آپ کا انتقال ۲۷؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو اسلام آباد میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم، ص ۴۰۲)

۷۔ آپ ۱۳؍ دسمبر ۱۸۹۲ء قصبہ مریاہو ضلع جون پور بھارت میں پیدا ہوئے، انٹرنس گورنمنٹ ہائی اسکول جون پور سے ۱۹۱۷ء میں پاس کیا۔ ایم۔ اے فارسی، اردو کالج علی گڑھ، ایم۔ اے اردو الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۲۱ء میں کیا۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۹ء تک عدالت دیوانی جون پور اور بنارس میں کلرکی کی۔ ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اردو کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں ریٹائرڈ ہونے کے بعد آزاد میموریل لائبریری علی گڑھ کے جنرل ایجوکیشن کے شعبے میں ڈائریکٹر کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۹۶۴ء تک اس سے منسلک رہے۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۶ء تک جامعہ اُردو علی گڑھ کے نائب شیخ الجامعہ اور ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۳ء شیخ الجامعہ رہے۔ ۱۵؍ جون ۱۹۷۷ء کو علی گڑھ میں ان کا انتقال ہوا۔ آپ کی چند تصانیف میں سے ''طنزیات ومضحکات''، ''خنداں''، ''مضامین رشید''، ''گنج ہائے گراں مایہ''، ''جدید غزل، ذاکر صاحب''، ''ہم نفسانِ رفتہ'' وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (فلیپ خطوطِ رشید احمد صدیقی مرتبہ لطیف الزماں خاں، مجلسِ ادبیات مشرق، ۱۹۸۸ء)

۸۔ رشید احمد صدیقی کے خطوط، مرتب: لطیف الزماں، ادبیات مجلس، کراچی، ۱۹۸۵ء۔

۹۔ محمد سلامت اللہ خان: سابق وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان۔

خط نمبر ۱۹:

۱۔ پیدائش ۱۹۴۰ء، معلم، نقاد، محقق اور معروف اقبال شناس ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے بہ طور صدر شعبۂ اُردو سبک دوش ہوئے۔ دو سال تک شعبہ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی سے بہ طور ایچ۔ ای۔ سی، ایمی نیٹ پروفیسر کی حیثیت سے منسلک رہے۔ اقبال اکیڈمی پاکستان کے تاحیات رکن ہیں۔ تقریباً چالیس کتابوں کے مصنف ہیں جن میں: ''تصانیف اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ''، ''اقبالیات''، ''تفہیم وتجزیہ'' بے حد معروف ہیں۔

۲۔ آپ ۱۸؍ جنوری ۱۹۱۹ء قائم گنج ضلع فرخ آباد میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے، پی ایچ ڈی (علی گڑھ) ڈی لٹ (پیرس) سے کیا آپ وائس چانسلر، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، اعزازی وائس چانسلر، جامعہ اردو علی گڑھ، رکن انتخابی کمیٹی گیان پیٹھ ایوارڈ، چیف ایڈیٹر، اردو لغت، ترقی اردو بورڈ، حکومت ہند کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کی چند تصانیف: ''مقدمہ تاریخ زبان اُردو''، ''شعر فہم''، ''اردو کا المیہ''، ''اقبال کی نظر و عملی شعریات'' وغیرہ۔ (ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء، ص ۵۰)

۳۔ (۱۸۹۸ء۔۱۹۸۴ء) نے خود کو اردو ادب کے نقد وتحقیق کے لیے وقف کر دیا تھا۔ حافظہ قوی تھا چناں چہ مطالعہ کی وسعت اور نظر کی گہرائی انھیں تحقیق کے میدان میں دور تک لے گئی۔ پروفیسر نذیر احمد آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''قاضی صاحب اردو، فارسی کے ممتاز ترین محقق ہیں۰۰۰ قاضی صاحب بیرسٹر تھے لیکن انھوں نے یہ پیشہ کبھی

اختیار نہیں کیا۔ بڑے زمیندار تھے مگر زمینداری کے کاروبار سے انھیں کوئی لگاؤ نہیں تھا دن کا سارا وقت تین کاموں کے لیے مخصوص تھا مطالعۂ کتب، دانش وروں کو علمی سوالوں کے جوابات یا دوستوں کی علمی مجلسوں میں شرکت۔(تحقیق شمارہ ۱۹۱/۲۰۰۱،ص ۱۱۸)

خط نمبر ۲۰:

۱ مطبوعہ ادارۂ دانش وحکمت، ایجوکیشنل پریس، پاکستان چوک، کراچی، ۱۹۸۶ء۔

۲ مرتبہ از ڈاکٹر محی الدین قادری زور، کراچی، صفیہ اکیڈمی، ۱۹۶۵ء۔

۳ محقق، مصنف، ماہر تعلیم، ۹ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے جب کہ آپ کا انتقال ۲ر فروری ۱۹۹۵ء مکہ مکرمہ میں ہوا۔ آپ صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو بھی رہے۔ جب کہ تصانیف میں ''شبلی کا ذہنی ارتقاء'' معروف ہے۔

۴ نام ور محقق، ادیب، ماہر غالبیات، رشید احمد صدیقی کے عاشق ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ اہم کتب میں ''خطوطِ رشید''، ''ان سے ملیے'' وغیرہم شامل ہیں۔

۵ آپ ۶ر جون ۱۸۹۵ء کو اپنے آبائی مکان قصبہ باغ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ ۱۹۰۷ء میں ایم۔اے۔او کالجیٹ اسکول میں داخل ہوئے اور یہیں سے ۱۹۱۶ء میں بی۔اے کیا اس سال یہاں درجہ اول میں پاس ہونے والے وہ واحد طالب علم تھے یہاں سے بی۔اے کرنے کے بعد وہ ولایت گئے اور نیو کالج آکسفورڈ یونیورسٹی سے تاریخ میں بی۔اے (آنرز) کی سند پائی۔ پنڈت موتی لال نہرو کے بلاوے پر وہ ہندوستان آئے پنڈت جی چاہتے تھے کہ وہ ان کے جاری کردہ انگریزی روزنامہ انڈس پنڈت (لکھنؤ) کے ادارۂ تحریر میں شامل ہو جائیں لیکن ہوا یہ کہ واپسی پر وہ علی گڑھ ہی میں ۱۹۲۲ء میں پہلے ریڈر اور سال بھر بعد ۱۹۱۳ء میں پروفیسر شعبۂ تاریخ ہو گئے۔ جب پولیٹیکل سائنس کا شعبہ کھلا تو وہ اس نئے شعبے میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ علی گڑھ پہنچ کر پھر عمر بھر باہر نہیں نکلے۔ آپ کی تصانیف میں: ''سلطان محمود غزنوی'' ۱۹۲۴ء، ''مہمات علاء الدین خلجی'' ۱۹۲۶ء، ''حضرت امیر خسرو دہلوی'' ۱۹۲۷ء، ''ہندوستان ماقبل حملہ غوری'' ۱۹۳۰ء، ''نظم و نسق ایزی'' ۱۹۳۲ء، ''دلی سلطنت کا سیاسی نظریہ''، ''اسلامی تصوف کا آغاز'' ۱۹۳۶ء، ''مولوی ابوالکلام آزاد'' ۱۹۴۸ء، یہ سب کتابیں اولڈ انگریزی میں شائع ہوئیں بعد میں ان میں سے بعض کے اردو ترجمے بھی شائع ہوئے ان کا انگریزی افسانوں کا مجموعہ Desecrated Bones and other story کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔ یونیورسٹی سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ پروفیسر ایمریطس کے عہدے پر فائز ہوئے اس کے علاوہ آپ کو ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری بھی دی گئی۔ آپ کا انتقال ۲۲ر جون ۱۹۷۱ء کو علی گڑھ میں ہوا۔

۶ ابوبکر احمد حلیم: (معروف نام اے بی اے حلیم) آپ یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو جہاں آباد (بہار) میں پیدا ہوئے۔ آپ نامور ماہر تعلیم، تاریخ، کارکن تحریکِ پاکستان تھے۔ آپ سابق وائس چانسلر و صدر شعبہ تاریخ علی گڑھ مسلم یونیورٹی،

اولین وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی (۵۵۔۱۹۴۹ء) اولین وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی، رکن اسلامی نظریاتی کونسل کے عہدوں پر اپنی ذمہ داریاں انجام دیں۔ ۲۰/اپریل ۱۹۷۵ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔ (وفیاتِ اہلِ قلم، ص ۳۱)

۷۔ صدیق سالک: صدیق سالک منگلیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ کالج، لاہور سے انگریزی ادب میں ایم۔اے کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے بین الاقوامی تعلقات میں ڈپلوما حاصل کیا۔ کچھ عرصہ لیکچرر رہے پھر صحافت کی وادیوں سے ہوتے ہوئے افواج پاکستان کے شعبۂ تعلقات عامہ سے منسلک ہو گئے۔ اور اسی حیثیت سے مشرقی پاکستان گئے جہاں ۱۶/دسمبر ۱۹۷۱ء کو ہزاروں ہم وطنوں سمیت اسیر ہوئے اور دو سال تک بھارت کی مہمان نوازی کا ہدف بنے رہے۔ آپ کی تصانیف: ''ہمہ یاراں دوزخ''، ''میں نے ڈھاکا ڈوبتے دیکھا''، ''تادم تحریر''، ''پریشر ککر''، ''ایمر جنسی''، "Witness to Surrander"، "The wounded Pride" وغیرہ۔ (تعارف مشمولہ ''ہمہ یاراں دوزخ'' از صدیق سالک فلیپ ۔۲۰۰۳ء)

۸۔ ''میں نے ڈھاکا ڈوبتے دیکھا'' قومی پبلیشر، لاہور، ۱۹۸۱ء۔

۹۔ ''ایمر جنسی''، مطبوعہ مکتبۂ سرمد، راول پنڈی، ۱۹۸۶ء۔

۱۰۔ Salute، مطبوعہ الفیصل، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

۱۱۔ آپ ۱۵/مئی ۱۹۳۲ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ جب کہ آپ کا انتقال ۲۸/مئی ۱۹۹۰ء کو کراچی میں ہوا۔ اردو، پنجابی کے ممتاز ادیب، افسانہ نگار، انشائیہ نگار، نقاد، دانش ور تھے۔ آپ سابق ڈائریکٹر جنرل ریسرچ اینڈ ریفرنس محکمہ اطلاعات، سابق پریس اتاشی پاک سفارت خانہ و بھارت و جرمنی کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کے افسانوی مجموعے کچھ اس طرح ہیں: ''لمحے کی بات'' ۱۹۷۱ء، ''بہتے پانی میں عکس'' ۱۹۸۲ء، ''قصے تیرے فسانے میں'' ۱۹۸۴ء، جب کہ دیگر کتب میں ''ق سے قلم''، ''حروف بیان''، ''تہذیبی رویے''، جب کہ ایک شعری مجموعہ ''دیکھے میرے اپنے روپ'' (پنجابی) (وفیات اہل قلم، ص ۴۴۸)

۱۲۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے (اردو) کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۸ء میں ''اردو میں تنقید کا نفسیاتی دبستان'' کے عنوان سے مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ حصول تعلیم کے بعد درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا آپ کی تصانیف میں: ''اقبال اور فکری زاویے''، ''اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''، ''تنقیدی دبستان''، ''ادب اور لاشعور''، ''حقیقت سے علامت تک''، ''اقبال کا نفسیاتی مطالعہ''، ''اقبال شناسی کے زاویے''، ''نفسیاتی تنقید''، ''ایران میں اقبال شناسی کی روایت'' وغیرہ۔ (سید قاسم محمود (مرتب) ''انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا'' الفیصل، لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۶۲۶)

خط نمبر ۲۲:

۱۔ آپ ۱۸ جولائی ۱۹۵۲ء کو لاڑکانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم لاڑکانہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۸ء میں میونسپل اسکول

لاڑکانہ سے میٹرک پاس کیا، ۱۹۷۱ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج لاڑکانہ سے انٹر میڈیٹ ۱۹۷۳ء میں سندھ یونیورسٹی سے بی۔ایس۔سی کی سند حاصل کی۔۱۹۷۵ء میں ایم۔اے (اردو) درجہ اوّل میں پاس کیا۔۱۹۸۴ء میں ان کا تقرر جامعہ کراچی شعبہ اردو میں بہ حیثیت لیکچرر رہوا۔آپ نے پی ایچ ڈی (اردو) سندھ یونیورسٹی جام شورو سے کی جہاں آپ کے مقالے کے نگراں ڈاکٹر نجم الاسلام تھے۔۱۹۸۹ء میں آپ کو ٹوکیو یونیورسٹی جاپان سے مہمان پروفیسر کی پیش کش ہوئی جسے آپ نے قبول کرلیا۔قیامِ جاپان انھوں نے یونیورسٹی میں تقریباً چار سال جز وقتی استاد کی حیثیت سے کام کیا، ریڈیو جاپان میں نشریات اور تراجم کا کام بھی کیا۔آپ صدر شعبۂ اردو کراچی یونیورسٹی رہے۔آج کل ڈین آرٹس فیکلٹی ہیں۔آپ کی تصانیف میں: ''دیوان نین سکھ''، ''تذکرہ سفینہ بے خبر''، ''ناسخ کا غیر مطبوعہ کلام''، ''فہرست مخطوطات اردو'' وغیرہ اہم ہیں۔(دبستان کراچی حصہ دوم ص ۲۳۷،۲۳۶)

خط نمبر۲۳:

۱۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور، ۱۹۹۷ء۔
۲۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور، ۲۰۰۳ء۔
۳۔ مطبوعہ، مکتبۂ عالیہ، لاہور، ۱۹۸۸ء۔
۴۔ مطبوعہ انجمن ترقیِ اردو، کراچی، ۱۹۸۸ء۔
۵۔ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۷۷ء۔
۶۔ مطبوعہ مکتبۂ اسلوب، کراچی، ۱۹۸۷ء۔
۷۔ مطبوعہ مکتبہ ہم زبان، کراچی ۱۹۸۸ء۔
۸۔ اس کتاب کا مکمل نام ''اقبال ایک صوفی شاعر'' ہے جس کے مصنف ڈاکٹر سہیل بخاری ہیں۔یہ کتاب مکتبۂ اسلوب، کراچی سے شائع ہوئی
۹۔ سہ ماہی العلم کراچی، سید الطاف علی بریلوی نے جولائی ۱۹۵۱ء میں جاری کیا۔
۱۰۔ تہذیب الاخلاق: سرسید احمد خان نے اس پرچے کا اجرا ۱۸۷۰ء میں علی گڑھ سے کیا تھا۔
۱۱۔ ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب، پروفیسر شعبۂ اردو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔
۱۲۔ سعید اختر خان: یہاں ڈاکٹر مختار الدین احمد سے نام لکھنے میں مغالطہ ہوا ہے یہ سعید اختر خان نہیں بلکہ ''ڈاکٹر جمیل اختر خاں''۔سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ کراچی ہیں۔

خط نمبر۲۴:

۱۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کی اہلیہ، معروف براڈ کاسٹر اور جدید اردو فکشن کے حوالے سے معتبر نقاد محمد عمر مہاجر کی صاحب زادی ہیں۔آپ نے اپنے والد کی کئی تصانیف مرتب کر کے شائع کی ہیں۔

خط نمبر ۲۵:

۱ مشہور صوفی بزرگ، بہار سے ان کا تعلق تھا۔ مختار الدین احمد ان کے کام سے دل چسپی رکھتے تھے سید حمید الدین بہاری متعدد کتابوں کے مصنف ہیں ان کی کتابوں کا موضوع زیادہ تر تصوف تھا۔

۲ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد: مشہور ریاضی دان، ماہر تعلیمات اور مسلم الثبوت سیاست دان تھے انھوں نے علی گڑھ سے تعلیم حاصل کی۔ یہاں ان کی ذہنی تربیت ہوئی۔ کیمبرج جا کر انھوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ علی گڑھ آ کر استاد ہوئے پھر پرنسپل، اس کے بعد پرو وائس چانسلر اور وائس چانسلر کے عہدوں پر سرفراز ہوئے۔ آخری عمر میں وہ یونیورسٹی کے ریکٹر تھے۔ آپ کا انتقال ۲۲/ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ (مزید مطالعے کے لیے ملاحظہ کیجیے ڈاکٹر ضیا الدین احمد کچھ یادیں کچھ باتیں ''مضمون مشمولہ سہ ماہی اردو'' انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۸۹ء)

۳ سابق وائس چانسلر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔

۴ تحفہ سامی: علی گڑھ سے شائع ہونے والا شعرا کا تذکرہ۔

خط نمبر ۲۶:

۱ ڈاکٹر معین الدین عقیل کورنگی سے الہدیٰ سوسائٹی، نارتھ ناظم آباد منتقل ہوئے تھے جس کی مبارک باد ڈاکٹر صاحب نے دی ہے۔

۲ آپ ۹/ جنوری ۱۹۲۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ نامور طبیب، ادیب، مدبر سماجی و سیاسی شخصیت، سیاح و سفر نامہ نگار، منتظم بانی ہمدرد لیبارٹریز، صدر پاکستان طبی ایسوسی ایشن، بانی مدینۃ الحکمت کراچی، صدر پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، طبی مشیر صدر پاکستان، سابق گورنر صوبہ سندھ۔ چند اہم کتب: ''نورستان''، ''اخلاقیات دینوی''، ''ذیابیطس نامہ''، ''تعلیم و صحت''، ''ارض قرآن حکیم''، ''جاپان کہانی''، ''ایک مسافر چار ملک''، ''داستان لندن''، ''یہ ترکی ہے''، ''مقالات مشاہیر ہمدرد''، ''مقالات ابن الہیثم''، ''اکیسویں صدی کی جانب سعید سیاح قطر میں''، دیگر پچاس کے لگ بھگ سفر نامے۔ آپ کو ۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو کراچی میں قتل کر دیا گیا۔

۳ صہبا لکھنوی، رشید بھوپالی اور کوثر چاند پوری نے بھوپال سے ۱۹۴۵ء میں ''افکار'' کے نام سے ایک ادبی رسالے کا ڈول ڈالا۔ ہجرت کے بعد ۱۹۵۱ء میں صہبا لکھنوی نے دوبارہ اس کا اجرا کراچی سے کیا۔ (تحقیق شمارہ ۱۷، ۲۰۰۹ء، ص ۲۶۵)

۴ انجمن ترقی اردو پاکستان کا مجلہ ''قومی زبان''۔ آغاز ۱۹۴۸ء۔

۵ رسالہ سہ ماہی اردو کا اجرا جنوری ۱۹۲۱ء میں مولوی عبدالحق نے اورنگ آباد سے کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۳۶ء تک اورنگ آباد سے اس کے بعد ۱۹۴۷ء تک دہلی سے اور جولائی ۱۹۴۹ء کے بعد سے یہ کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ اردو تحقیق کو باثروت بنانے میں رسالہ سہ ماہی اردو نے نمایاں اور فعال کردار ادا کیا۔

۶ محقق و مورخ، پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے کرنے کے بعد جرمنی سے پی ایچ ڈی کی اعزازی ڈگری لی متعدد مقالات اور کتابوں کے مصنف۔

۷ ''اردو سائنس بورڈ'' اس ادارے کا نام ہے اور اشفاق احمد کے بعد اکرام چغتائی اس عہدے پر فائز ہوئے۔

۸ اشفاق احمد: ۱۹۲۵ء میں مکتسر ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے (اردو) کیا اور دیال سنگھ کالج میں لیکچرر ہوئے پھر دو سال روم یونیورسٹی میں لیکچرر رہے وہیں اطالوی زبان میں ڈپلوما لیا، فرانسیسی زبان میں ڈپلوما، کرینوبل یونیورسٹی فرانس سے حاصل کیا۔ وطن واپس آ کر ''رسالہ داستان گو'' جاری کیا پھر ''لیل و نہار'' کے مدیر مقرر ہوئے۔ ایک سال پنجاب یونیورسٹی میں پنجابی کے بھی لیکچرر رہے۔ آر۔سی۔ڈی کے ثقافتی انسٹی ٹیوٹ میں چار سال ڈائریکٹر رہے تقریباً ۳۰ سال تک اردو سائنس بورڈ کے ڈائریکٹر رہے آپ ڈراما نگار و افسانہ نگار ہونے کے ساتھ تصوف سے بھی گہری رغبت رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں: ''ایک محبت سو افسانے''، ''اچے برج لاہور دے''، ''زاویے'' (تین جلدیں)، ''شہر کنارے''، ''ٹاہلی دے تھلے''، ''من چلے کا سودا'' وغیرہم شامل ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص ۲۱۲)

۹ آپ ۱۵راگست ۱۹۳۳ء کو ریاست ٹونک میں پیدا ہوئے آپ نے اردو، فارسی، عربی اور طب دار العلوم خلیلیہ میں اور انگریزی کی تعلیم گھر پر اتالیق سے پڑھی۔ ۱۴ سال کی عمر میں اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے نام پر ''البرکات'' کے نام سے علمی رسالہ نکالا۔ اسی زمانے میں ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۲ء تک انجمن ترقی اردو کے رسالے ''معاشیات'' میں مضامین لکھتے رہے۔ ۱۹۵۲ء سے ہمدرد فاؤنڈیشن سے وابستہ ہیں۔ ۱۹۵۳ء سے بچوں کے مقبول اور کثیر الاشاعت رسالہ ''ہمدرد نونہال'' کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ اے۔پی۔این۔ایس نے ۲رمارچ ۱۹۹۶ء میں آپ کو نشان سپاس سے نوازا۔ آپ کی تصانیف میں: ''صحت کی الف بے''، ''دو مسافر دو ملک''، ''فرہنگ اصطلاحات طب''، ''تین بندوقچی'' وغیرہ شامل ہیں۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی، حصہ اول، ص ۴۴۸، ۴۴۷)

خط نمبر ۲۸:

۱ رنجور عظیم آبادی: آپ کا اصل نام محمد یوسف جعفری اور تخلص رنجور، عظیم آباد (پٹنہ) میں ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔ رنجور نے علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کی اور وہاں سے انٹرنس کیا پھر کلکتہ منتقل ہو گئے اور کلکتہ یونیورسٹی کے ''بورڈ آف ایگزامنرز'' کے ''چیف مولوی'' مقرر ہوئے اور ۳۰ سال تک یہ خدمت انجام دیں۔ اس عرصے میں وہ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک کلکتہ یونیورسٹی کے شعبہ فارسی میں لیکچرر بھی رہے۔ ۱۹۰۹ء میں ان کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد وہ آبائی شہر پٹنہ منتقل ہو گئے اور وہیں بیماری کی حالت میں انتقال کیا۔ (اردو ورثہ ''انتخاب کلام رنجور عظیم آبادی ترتیب و تعارف ڈاکٹر معین الدین عقیل)

۲ ''دیوانِ عشق دراصل کلیاتِ عشق ہے۔ خاصا ضخیم ہے۔ یہ تقریباً سارے اصنافِ سخن پر مشتمل ہے۔ اس وقت کے گورنر

جنرل وارن ہیٹنگز کو کلکتے میں ۱۷۸۵ء میں خود شاعر نے یہ نسخہ پیش کیا تھا جسے مانچسٹر لائبریری میں محفوظ کر دیا گیا تھا۔

خط نمبر ۲۹:

۱۔ مشفق خواجہ کے ہم زلف گلشن اقبال کراچی میں رہتے ہیں اور مقامی کالج میں انگریزی کے استاد ہیں۔

۲۔ مجلّہ ''نقوش'' کے سابق مدیر محمد طفیل کے صاحب زادے۔

۳۔ دیکھیے خط نمبر ۲۰ کا حاشیہ نمبر ۱۰۔

۴۔ آپ ۱۶ر ستمبر ۱۹۵۹ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں آپ نے ڈاؤ میڈیکل یونیورسٹی سے ایم۔ بی۔ ایس کی ڈگری حاصل کی، ۱۹۸۹ء میں ہارورڈ یونیورسٹی امریکا سے پوسٹ گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ادبی مجلّے ''دنیا زاد'' کے مدیر ہیں اس رسالے کے ۳۴ شمارے شائع ہو چکے ہیں اس کے علاوہ افسانے، سفر نامے اور تنقید کی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ چند کتب درج ذیل ہیں: ''آتش فشاں پر کھلے گلاب''، ''اسم اعظم کی تلاش''، ''چیزیں''، ''لوگ'' اور ''حرف من وتو'' وغیرہ۔ (ٹیلی فونک گفتگو)

خط نمبر ۳۰:

۱۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل نے سید امیر علی پر مضمون انگریزی زبان میں تحریر کیا تھا۔ یہ مضمون دائرۃ المعارف الاردنیہ میں شائع ہوا ہے، یہ دائرۃ المعارف عربی زبان میں ہے اور عمان سے شائع ہوا ہے۔

۲۔ ادبی ماہ نامہ ہے جو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

۳۔ آپ ۱۵ر اپریل ۱۸۹۵ء کو بہ مقام پھول پور جالندھر میں پیدا ہوئے، مشن ہائی اسکول جالندھر سے میٹرک کیا، اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا، کئی برس حیدر آباد دکن میں ملازمت کی۔ ۱۹۲۱ء میں روز نامہ زمیندار لاہور سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں مولانا عبدالمجید کے ساتھ مل کر اپنا اخبار ''انقلاب'' نکالا۔ قائد اعظم کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ کا انتقال ۱۶ر نومبر ۱۹۷۱ء کو ہوا۔ آپ کی بہ کثرت تصانیف وتالیفات ہیں۔ چند یہ ہیں ''کلیات غالب''، ''سیرت ابن تیمیہ''، ''سید احمد شہید''، ''جماعت مجاہدین''، ''سرگزشتِ مجاہدین''، ''تاریخ سندھ''، ''خطوطِ نقش آزاد''، ''رسولِ رحمت'' وغیرہ۔ (انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا ص ۶۹۷)

خط نمبر ۳۲:

۱۔ شرف الدین اصلاحی نے شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو میں کچھ عرصہ تدریسی فرائض انجام دیے۔ ''سندھی اردو کے لسانی روابط'' (مقالہ برائے پی ایچ ڈی) ان کی معروف کتاب ہے

۲۔ آپ کا نام کنور اخلاق محمد خان تھا۔ آپ آنولہ ضلع بریلی میں ۱۶ر جون ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قصبہ بتی گنج میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول ہردوئی سے پاس کیا۔ اس کے بعد ہائی اسکول سے پی ایچ ڈی تک کی تعلیم علی گڑھ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں شعبہ اردو میں لیکچرر رہوئے اور ۱۹۹۶ء میں صدر شعبہ اردو کی حیثیت سے

ریٹائرڈ ہوئے۔ خلیل الرحمٰن اعظمی سے دوستی ہوئی تو شاعری شروع کی شہر یار قلمی نام اختیار کیا۔ پہلا شعری مجموعہ ''اسم اعظم'' اس کے علاوہ ''ساتواں در''، ''نیند کی کرچیں'' وغیرہ۔ گیان پیٹھ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ (ماہ نامہ ''سب رس''، اکتوبر ۲۰۱۱ء، ص ۲۸۔۲۷)

۳۔ پیدائش ۱۹۴۰ء، اردو شاعرہ، بلند شہر (یو۔پی بھارت) میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور کالج اور گورنمنٹ کالج سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ اطلاعات ونشریات کے مجلے ''ماہِ نو'' کی چیف ایڈیٹر مقرر ہوئی۔ کچھ عرصہ پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ شعری مجموعوں میں: ''گلیاں''، ''دھوپ دروازے''، ''لب گویا'' اور ''فتنہ سامانی دل'' شائع ہو چکے ہیں۔ (شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا، ص ۵۷۵)

خط نمبر ۳۳:

۱۔ اس کے حالات اور اس کے ذکر سے متعلق ماخذ بالعموم خالی ہیں جب کہ یہ ایک پر گو شاعر تھے۔ غزل اور مثنوی کے علاوہ متعدد اصناف میں بھی طبع آزمائی کی۔ ریاست ٹونک سے آپ کا تعلق تھا۔ لیکن وہاں کے شاعروں کے جو تذکرے سامنے آئے اس میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ ''دیوان قائم'' اور ''مثنوی گوہر نگار'' کا مصنف نواب وزیر محمد خاں وزیر الدولہ کے عہد (۱۸۶۴ء۔۱۸۳۴ء) سے تعلق رکھتے ہیں۔ (''اردو مثنوی اور تحریک مجاہدین کا ایک غیر معروف شاعر قائم خان قائم'' از ڈاکٹر معین الدین عقیل مضمون مشمولہ اورینٹل کالج میگزین شمارہ خاص حصہ اول لاہور ۹۶۔۱۹۹۵ء)

۲۔ قائم خان قائم کا دیوان۔

۳۔ یہ ۳ر ستمبر ۱۸۱۳ء کو آسٹریا کے شہر جو ہانسبرگ کے قریب چھوٹے سے گاؤں ناسیر ائیٹ میں پیدا ہوئے۔ ویانا یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اسپرنگر، عبرانی، لاطینی اور مختلف السنہ شرقیہ پر عبور رکھتا تھا۔ السنہ شرقیہ کے قلمی ذخائر کے بارے میں وسیع معلومات، مخطوطہ شناسی کا وسیع تجربہ اور نادر و نایاب خطی نسخوں کو جمع کرنے کا ذوق وشوق، ایسے عالمانہ خصائص کی بنا پر ایک زمانہ اسپرنگر کا مدح ہے اس کا انتقال ۱۹ر دسمبر ۱۸۹۳ء کو جرمنی میں ہائیڈل برگ کے قریب وائن ہائم میں ہوا۔ تصانیف: الطّوشی کی فہرست کتب'' الشعیہ''، ''سکندر نامہ بحری''، ''عربوں کا علم جغرافیہ''، وغیرہ۔ [محمد اکرام چغتائی (مرتب): ''قدیم دہلی کالج''، لاہور دی ٹروتھ سوسائٹی، ستمبر ۲۰۱۲ء ص ۱۸۔۱۵]

۴۔ قائم چاند پوری: (۹۴۔۱۷۹۳ء) قصبہ چاند پور، ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے اپنا اصل نام محمد قیام الدین لکھا ہے۔ بچپن میں اپنے بڑے بھائی کے پاس دہلی آ گئے۔ دہلی ہی میں ان کی تعلیم وتربیت ہوئی ان کا معروف تذکرہ ''مخزن نکات'' ۵۵۔۱۷۵۴ء میں مکمل ہوا۔ ان کا انتقال رام پور میں ۹۴۔۱۷۹۳ء میں ہوا۔ (مزید مطالعے کے لیے تاریخ ادب اردو جلد دوم ملاحظہ ہو، ص ۷۶۷۔۷۶۵)

۵ امتیاز علی خاں عرشی کے صاحب زادے۔ کتب خانہ رام پور سے منسلک تھے۔

۶ آپ نے تذکرہ مسرت افزا کا اردو ترجمہ کیا۔

۷ معروف نقاد، (پیدائش ۱۹۰۹ء۔ وفات: ۱۹۸۳ء) ۱۹۳۰ء میں ایم۔اے انگریزی کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں کیمبرج سے بی۔اے کی سند حاصل کی۔ پٹنہ کالج میں انگریزی کے استاد رہے۔ بہار کے ڈائریکٹر تعلیمات، سیکنڈری اسکول بورڈ کے چیئرمین رہے۔ حکومت ہند نے پدم شری ایوارڈ سے سرفراز کیا، بہار اردو اکیڈمی کے نائب چیئرمین رہے۔ تصانیف میں: ''اردو شاعری پر ایک نظر'' بہت مشہور ہے اس کے علاوہ ''اردو تنقید پر ایک نظر''، ''اردو زبان اور فن داستان گوئی''، ''دو تذکرے''، (دو جلدیں)، ''عملی تنقید'' وغیرہ بھی معروف ہیں۔

۸ آپ ۱۸/مارچ ۱۹۲۵ء کو جائس میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۱ء میں بی۔اے کا امتحان الٰہ آباد یونیورسٹی سے دیا، پوری یونیورسٹی میں اول آئے اور سونے کا تمغہ ملا۔ دو برس بعد وہیں سے ایم۔اے اردو کی سند حاصل کی۔ ۱۹۴۳ء میں اسی یونیورسٹی میں لیکچرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء میں ڈی لٹ کی سند حاصل کی۔ ۱۹۷۶ء میں ریڈر ہوئے۔ چند تصانیف: ''اردو تنقید کی تاریخ'' (جلد اوّل)، ''تعبیر و تشریح''، ''تنقید''، ''اُردو مرثیہ کا ارتقاء'' وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۹/فروری ۱۹۷۵ء میں ہوا۔ (تذکرہ معاصرین شعرا، ص ۹۹۱-۹۱۰)

۹ پیدائش ۱۹۰۵ء/وفات ۱۹۷۷ء آپ نے آل انڈیا نیشنل کانگریس میں شامل ہو کر عملی سیاست میں حصہ لیا۔ آسام کی مجلس قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور وزیر مالیات نامزد کر لیے گئے۔ ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں تین سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ بھارتی ایوان بالا کے رکن مرکزی مملکت اور ۱۹۷۴ء میں جمہوریہ ہند کے صدر نامزد ہوئے۔ غالب انسٹی ٹیوٹ، دہلی انھیں کی کاوشوں سے قائم ہوا۔ (مجلہ تحقیق جام شورو شمارہ ۱۹: ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۴، ۱۱۵)

خط نمبر ۳۴:

۱ آپ ۹/ستمبر ۱۹۱۱ء بدایوں یوپی میں پیدا ہوئے، محقق، نقاد، استاد، شاعر، ڈائریکٹر اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی سری نگر رہے۔ تصانیف: ''تنقیدی اشارے'' (۱۹۴۲ء)، ''نئے اور پرانے چراغ'' (۱۹۴۶ء)، ''ادب اور نظریہ'' (۱۹۵۴ء)، ''ذوق جنوں'' (۱۹۵۵ء)، ''اقبال اور ان کا فلسفہ'' (۱۹۷۷ء)، ''اقبال اور تصوف'' (۱۹۸۰ء) وغیرہ آپ کو ساہتیہ اکادمی ایوارڈ اور صدر پاکستان نے طلائی تمغہ سے نوازا گیا۔ آپ کا انتقال اپریل ۲۰۰۲ء میں ہوا (ہندوستان کے اردو مصنفین و شعراء، ص ۲۵۰)

خط نمبر ۳۶:

۱ دیوان نین سکھ، ڈاکٹر ظفر اقبال (سابق صدر شعبۂ اردو اور ڈین آرٹس فیکلٹی کراچی یونیورسٹی) نے مرتب کیا ہے۔

۲ تذکرہ مسرت افزا از ابوالحسن امیر الدین احمد:

۳ مجیب قریشی نے تذکرہ مسرت افزا کا اردو ترجمہ کیا تھا جو ۱۹۶۹ء میں علم مجلس کتب خانہ سے شائع ہوا۔

۴ رضا لائبریری جرنل، یہ تحقیقی مجلّہ رام پور سے شائع ہوتا ہے۔
۵ معروف محقق، دہلی یونیورسٹی، شعبۂ عربی کے سابق پروفیسر۔

خط نمبر ۳۷:

۱ اس کا مکمل نام ''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ'' ہے۔
۲ شاہد حسین خان نے یہ کتاب مرتب کی جسے مکتبۂ شاہد کراچی نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔
۳ عکس یادگارِ بجنوری، کوئٹہ سے شائع ہوئی۔
۴ ادیب، معلم، صحافی۔ ۱۲/مارچ ۱۹۳۲ء کو کان پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ آزادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آ گئے۔ سندھ یونیورسٹی سے بی۔ اے آنرز، ۱۹۵۸ء میں کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ اے اردو۔ ۱۹۶۷ء میں کولمبیا یونیورسٹی سے ایم۔ اے انگریزی کیا۔ ۱۹۷۱ء میں اردو ادب میں کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کے دوران اسلامیہ کالج، کراچی سے بطور استاد وابستہ ہوئے۔ (۱۹۵۹ء۔۱۹۵۶ء) اردو کالج، کراچی سے تین سال تک وابستہ رہے ۱۹۵۹ء میں کراچی یونیورسٹی سے وابستہ ہوئے جہاں سے ۱۹۹۶ء میں سبک دوشی کے بعد جاپان کی اوساکا یونیورسٹی کے شعبۂ ادبیات پاک و ہند میں اردو کے پروفیسر رہے۔ آپ ''قومی زبان'' اور ماہ نامہ ''نیم روز'' کے مدیر بھی رہے۔ آپ کی تصانیف میں: ''اردو شاعری کا سیاسی و تاریخی پس منظر''، ''ہمارے عہد کا ادب و ادیب''، ''جدید ادب کے دو تنقیدی جائزے''، ''عکس محمد قرآن کے آئینے میں''، ''اردو کا نثری ادب'' وغیرہ شامل ہیں۔ (سید قاسم محمود: ''انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا'' لاہور الفیصل، ۲۰۰۴ء، ص ۱۵۷)
۵ آپ ۳۰/دسمبر ۱۹۱۹ء کو رام پور میں پیدا ہوئے اور انتقال ۳/اگست ۲۰۰۷ء کراچی میں ہوا۔ پی ایچ ڈی (تاریخ) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ۱۹۴۶ء، پی ایچ ڈی (تاریخ) کیمبرج یونیورسٹی ۱۹۵۷ء، آپ کارکن تحریک پاکستان، بانی، سیکریٹری انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین اسٹیڈیز، کراچی یونیورسٹی، صدر و پروفیسر ایمریطس شعبۂ تاریخ کراچی یونیورسٹی رہے، آپ کی تصانیف میں:

1- Indo persion Relations 1970- 2- Calander of Documents on Indo persion Relovations (1970) 3- Sufisum in South Asia 4- Impact on 14teen Country Muslim Socity 2002.(وفیات اہل قلم، ص ۱۸۳)

خط نمبر ۳۸:

۱ ''خوش معرکہ زیبا''، ''تذکرہ طبقات الشعرا'' وغیرہ میں ان کا نام نگار اور تخلص بھی نگار درج ہے۔ سنہ ولادت کسی تذکرے میں درج نہیں۔ (محمد اکرام چغتائی: نگار دہلوی، کتابیات، لاہور سنہ ندارد، ص ۲) (مزید مطالعے کے لیے تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا'' اور ''تذکرہ طبقات الشعرا'' ملاحظہ کیجیے)

۲ علی گڑھ یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر

۳ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبہ اردو کے استاد ہیں۔

۴ جلیل قدوائی: پیدائش ۲۳ دسمبر ۱۹۰۴ء اناؤ، اودھ، وفات یکم فروری ۱۹۹۶ء کراچی، اردو کے ممتاز شاعر و ادیب، صحافی، نقاد، مترجم، استاد شعبہ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، علی گڑھ میگزین (اردو) کے مدیر اور رسالہ ''الناظر''، لکھنؤ کے علاوہ وفاقی وزارت اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان سے بھی وابستہ رہے۔ سابق معاون معتمد انجمن ترقی اردو کراچی بھی رہے۔ آپ کی نثری کتب میں: تذکرے اور تبصرے، سیر گل (افسانے) انتخاب شعرائے بدنام، تنقیدیں اور خاکے، حیات مستعار، شعریات (تنقید ۱۹۹۱ء) اقدام خیالی (افسانے) سرسید علیہ الرحمہ، چند اکابر اور چند معاصر کے علاوہ چند اور اکابر اور معاصر شامل ہیں۔ جب کہ شعری کتب میں: نقش و نگار، نوائے سینہ تاب، خاکستر پروانہ وغیرہ شامل ہیں۔ (ماخوذ از وفیات اہل قلم، ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۸، ص ۱۲۱)

خط نمبر ۳۹:

۱ آپ نے سیمینار میں شرکت نہیں کی تھی۔

۲ ''تحقیق'' (شمارہ ۴)، شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو کا تحقیقی مجلہ ہے۔

۳ یہ مجموعہ ''یادگار نامہ فخر الدین علی احمد'' کے نام سے غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی کی طرف سے نذیر احمد، مختار الدین احمد اور شریف حسین قاسمی نے ۱۹۹۴ء میں مرتب کیا۔ (تحقیق جام شورو، شمارہ ۱۹، ۲۰۱۱/۲، ص ۱۱۴)

خط نمبر ۴۰:

۱ گوہرین نامہ: خطوط اور مضامین (نظم ونثر) نایاب تحریروں کا مجموعہ جسے احسن اللہ ثاقب (امیر مینائی کے شاگرد) نے مرتب کیا۔

۲ پاٹوڈی خاندان کے نواب، معروف انڈین اداکار سیف علی خاں کے والد نواب منصور علی خاں کا انتقال پچھلے سال ہوا۔

۳ شرمیلا ٹیگور

۴ نواب زادہ شیر علی خان: آپ جنرل ضیاء الحق کے دور میں وزیر دفاع تھے اور پاٹودی خاندان سے آپ کے قریبی تعلقات تھے۔

۵ حالات النساء: خواتین کا تذکرہ ہے۔

۶ پروفیسر نعیم تقوی نے افضل کا دیوان مرتب کیا تھا۔ (دوران گفتگو ڈاکٹر معین الدین عقیل نے بتایا)

۷ علی حیدر ملک: حال مقیم کراچی، اخبار جہاں کے کالم نگار ےر اگست ۱۹۴۴ء کو بہار میں پیدا ہوئے تصانیف: ''بے زمین بے آسماں''، ''فسانہ اور علامتی افسانہ''، ''عمر خیام اور میری غیر ملکی کہانیاں''، ''ان سے بات کریں''، ''دبستان'' وغیرہ۔ (پروفیسر ہارون الرشید ''دو ہجرتوں کے اہل قلم''، کراچی، میڈیا گرافکس ۲۰۱۲ء، ص ۴۹۶)

۸ مولوی کریم الدین، ایف فیلن، ''تذکرہ طبقات الشعرائے ہند'' مطبع العلوم مدرسہ، دہلی، ۱۸۴۸ء میں شائع ہوا۔

۹۔ شاعر، ادیب لغت نویس، اصل نام امیر احمد تھا۔ سلسلۂ نسب شاہ مینا کے خاندان سے ملتا ہے اس لیے مینائی کہلائے لکھنو میں پیدا ہوئے۔ درسی کتب منشی سعد اللہ اور ان کے ہم عصر علماء فرنگی محل سے پڑھیں خاندان صابر چشتیہ کے سجادہ نشین حضرت امیر شاہ سے تھا۔ شاعری میں اسیر لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں نواب واجد علی شاہ کے دربار میں رسائی ہوئی اور حسب حکم دو کتابیں، ''ارشاد سلطان'' اور ''ہدایت سلطان'' تصنیف کیں۔ ۱۹۵۷ء میں نواب یوسف علی خان کی دعوت پر رام پور گئے اور ان کے فرزند کلب علی نے انھیں استاد بنالیا۔ ۱۹۰۰ء میں نواب کے انتقال کے بعد حیدرآباد چلے گئے اچانک بیمار ہوئے اور وہیں انتقال کیا۔ آپ کی تصانیف میں: چند کا ذکر، مراۃ الغیب، صنم خانہ عشق، محامد خاتم النبین، نور تجلی، ابر کرم، بہار ہند، سرمہ بصیرت، امیر اللغات وغیرہ۔ (مقصود ایاز، محمد ناصر مرتب، شخصیات کا انسائیکلو پیڈیا لاہور، شعاع ادب ۱۹۸۷ء، ص ۹۵۔۹۴) امیر مینائی اُردو کے سب سے بڑے لغت نویس ہیں۔ افسوس ان کی لغات منظر عام پر نہ آسکیں۔

۱۰۔ انشاء پرداز، شاعر، نقاد، مورخ اردو ادب میں جدید تحریک کے بانی ••• استاد ذوق کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی پھر عربی کالج میں داخل ہوئے۔ •••، ۱۸۶۴ء میں لاہور پہنچے۔ محکمۂ تعلیم میں ملازمت کی، کرنل ہالرائڈ نے سرکاری اخبار ''اتالیق پنجاب'' اور ''پنجاب میگزین'' کا نائب مدیر مقرر کیا، ۱۹۶۹ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے چند تصانیف: ''آب حیات''، ''نیرنگِ خیال''، ''سخن دانِ فارس''، ''قصص ہند''، ''دربارِ اکبری''، ''قندِ پارسی'' وغیرہ۔ (انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، ص ۸۳)

۱۱۔ ڈاکٹر نسیم احمد، بنارس ہندو یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر ہیں ''دیوانِ درد'' اور دیگر قدیم متون اور کلیات سودا پر اعلیٰ پائے کا تحقیقی کام کیا ہے۔ جس کی بدولت نہایت قابل اسکالر کی حیثیت سے علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کی۔ (مزید مطالعے کے لیے ملاحظہ کیجیے پروفیسر نسیم احمد کا مقالہ'' معاصر تحقیق اور تدوین کے مسائل (کلامِ سودا کے حوالے سے)'' مشمولہ ''تحقیق''، جام شورو، شمارہ ۲۰، ۲۰۱۰ء، ص ۱۱۔

۱۲۔ اکبر حسین اصل نام تھا۔ ۱۸۴۶ء میں الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ اکبر کی ابتدائی تعلیم والد کے زیر نگرانی ہوئی۔ انگریزی کی استعداد خود پیدا کی۔ ۱۸۶۶ء میں وکالت کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد نائب تحصیل دار ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں منصف ہوگئے، ۱۹۸۸ء سب جج، ۱۸۹۴ء میں سیشن جج، ۱۹۰۳ء میں پنشن لی اور ۱۹۲۱ء میں الہ آباد میں انتقال ہوا۔ آپ کی تصانیف میں: ''گاندھی''، ''تجلیات اکبر'' (چار جلدوں میں)، ''جلوہ دربار دہلی''، ''پانی کا بہاؤ''، ''خطوطِ اکبر''، ''عورت نامہ''، ''بزمِ اکبر''، ''گنج پنہاں'' نمایاں ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا، ص ۲۳۱)

۱۳۔ وقار الملک: اصل نام مشتاق حسین تھا۔ آپ ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی کی تعلیم امروہہ میں حاصل کی پھر انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے اڑکی میں داخلہ لیا۔ لیکن تعلیم ادھوری چھوڑ کر ایک اسکول میں مدرس ہوئے ۱۸۶۱ء میں سرسید کے ریڈر مقرر ہوئے پھر ان کی سفارش پر ۱۸۷۵ء میں چار سو روپے ماہوار پر حیدرآباد دکن میں ناظم عدالت دیوانی تعینات ہوئے اور ترقی کر کے مدار المہام کے عہدے تک پہنچے۔ لیکن سازشوں کی وجہ سے

۱۸۹۲ء کو مستعفی ہو کر واپس امروہہ آ گئے۔ نظام دکن نے وقار الملک کا خطاب دیا۔ نواب محسن الملک کے بعد علی گڑھ کالج کے سیکریٹری بنے۔ ۱۹۰۱ء میں مسلم لیگ کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں کالج سے استعفیٰ دے دیا۔ آپ کا انتقال ۲۷رجنوری ۱۹۱۷ء کو امروہہ میں ہوا (انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص ۹۶۲، ۹۶۳)۔

خط نمبر ۴۱:

۱۔ سابق صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی۔ وفات پا چکی ہیں۔

۲۔ تذکرہ طبقات سخن: مولف شیخ غلام محی الدین میں تذکرے کا نام تاریخی بتایا گیا ہے۔ ۰۰۰ فیض عام کالج شاہ جہاں پور میں اس تذکرے کا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ برلن میں بھی اس کا ایک خطی نسخہ ہے (ڈاکٹر فرمان فتح پوری: ''اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کراچی انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۹ء ص ۲۴۳)

۳۔ اس تذکرے کے مصنف جنم جے مترا رمان ہیں جب کہ تذکرے کا نام ''تذکرۃ الشعراء'' ہے جو کلکتہ سے شائع ہوا۔

۴۔ مراد، ڈاکٹر صدیقہ ارمان، سابق صدر شعبۂ اردو، جامعہ کراچی۔

خط نمبر ۴۳:

۱۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے لائبریرین ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آ گئے کراچی میں رہائش اختیار کی۔ نظام کتب خانہ اور اسلامی کتب خانہ کے حوالے سے کتابیں لکھیں۔

۲۔ عبدالعزیز میمنی کے صاحب زادے حیدر آباد سندھ میں رہائش پذیر ہیں۔

۳۔ مکتوباتِ عبدالحق مرتب جلیل قدوائی: طبع اوّل کراچی، مکتبۂ اسلوب ۱۹۶۳ء۔

۴۔ مولوی عبدالحق خطوط کا مجموعہ جو پہلے ''مکتوبات عبدالحق'' کے نام سے مکتبۂ اسلوب نے شائع کیا۔ بعد ازاں اردو اکیڈمی سندھ نے نئے ٹائٹل اور ڈسٹ کور کے ساتھ اسے مکاتیب عبدالحق کے نام سے متعارف کرایا۔

۵۔ آپ نے اقبال کی تلمیحات پر کتاب تحریر کی جو معروف ہے۔

خط نمبر ۴۴:

۱۔ یہ مضمون ''تذکرہ مسرت افزاء'' پر ہے۔

۲۔ مرتب: سید صباح الدین عبدالرحمٰن، معارفِ اعظم گڑھ، ۱۹۴۸ء۔

۳۔ ۳۰رد سمبر ۱۹۵۶ء جموں میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے اردو، ایم فل، پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ اسلامک اسٹیڈیز کے پروفیسر تھے۔

خط نمبر ۴۵:

۱۔ دار المصنفین: اعظم گڑھ کا معروف علمی ادبی و تحقیقی ادارہ۔

۲۔ پیدائش ۱۹۱۱ء دیسنہ (ضلع نالندہ بہار) وفات ۱۸رنومبر ۱۹۸۷ء (لکھنو) ایم۔اے (فارسی۔اردو) دار المصنفین اعظم گڑھ کے ڈائریکٹر۔ تصانیف: بزم صفیہ، امیر خسرو کی صوفیانہ شاعری، دیوانِ اشرف علی فغاں،

ہندوستان کے عہدِ وسطی کی ایک جھلک، شبلی پر ایک نظر، امیر خسرو حیات اور شاعری وغیرہ۔ (ہندوستان کے اردو شعراء، ص ۳۰۸۔)

۳ تحریک پاکستان کا تعلیمی پس منظر: ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تصنیف لاہور سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔

۴ پیدائش ۱۸۹۱ء حیدر آباد دکن۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ۱۹۰۷ء میں اٹاوہ کے اسلامیہ ہائی اسکول بھیج دیے گئے یہاں دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۱۳ء میں علی گڑھ چلے گئے، ۱۹۱۸ء میں بی۔اے کی سند حاصل کی ۱۹۲۳ء میں جرمنی چلے گئے جہاں سے تین برس بعد ۱۹۲۶ء میں وہ برلن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ (معاشیات) کی سند لے کر واپس آئے جرمنی جانے سے قبل آپ جامعہ ملیہ میں معاشیات پڑھاتے تھے۔ واپس آنے کے بعد آپ شیخ الجامعہ مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۴۸ء میں علی گڑھ کے وائس چانسلر بن کر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی ذمہ داریاں ۱۹۵۷ء تک سنبھالیں۔ ۱۹۵۸ء میں بہار کے گورنر مقرر ہوئے اور چار برس اس منصب پر کام کیا پھر ۱۳ارمئی کو جمہوریہ ہند کے نائب صدر بنا دیے گئے۔ ۱۹۶۷ء میں صدر جمہوریہ ہند نامزد ہوئے آپ کا انتقال ۱۹۶۹ء کو ہوا۔ تصانیف: مبادی معاشیات، معاشیات: مقصد و منہاج،

(The Dynamic University, Educational Recoustruction in India)

۵ مطلع انوار: شیعہ علماء کا تذکرہ ہے۔

۶ کراچی یونیورسٹی میں ذولوجی کے پروفیسر ہیں۔ آپ کا تعلق علی گڑھ سے تھا۔

۷ اردو کے معروف، ادیب، ماہر تعلیم، مولوی عبدالحق کے ساتھی، آپ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۲ء امروہہ میں پیدا ہوئے۔ سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، کراچی، سراج الدولہ کالج کراچی، مدیر ماہ نامہ قومی زبان، کراچی (۵۴۔۱۹۵۰ء) آپ کا انتقال ۲۶ر نومبر ۱۹۹۵ء کو کراچی میں ہوا۔ (محمد منیر احمد سلیچ: ،ڈاکٹر: ''وفیات ناموران پاکستان'' لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۶ء ص ۳۹۰)

۸ یہاں برنی سے مراد مظفر برنی ہے: مکمل نام ڈاکٹر سید مظفر حسین برنی ہندوستان کے شہر دہلی سے تعلق تھا۔ وہاں کے تین صوبوں کے گورنر اور ایوان غالب دہلی کے اہم رکن تھے۔ آپ نے کلیات مکاتیب اقبال کو چار جلدوں میں مرتب کیا جو دہلی سے شائع ہوئی۔

۹ دیوان نین سکھ: ڈاکٹر ظفر اقبال نے مرتب کیا جو دہلی سے شائع ہوا۔

۱۰ شاعر، تذکرہ نویس اور مورخ علی ابراہیم خاں (۱۱۵۳ھ/ ۴۱۔۱۹۴۰ء۔ ۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۳ء) نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت ۱۷۸۱ء میں اختیار کی۔ (مزید مطالعے کے لیے مضمون ملاحظہ ہو۔ علی ابراہیم خاں: کمپنی کے دور ملازمت میں علمی روابط کا ایک باب ''ڈاکٹر معین الدین عقیل مضمون مشمولہ ''مجلہ تحقیق'' کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان، ۱۹۹۲ء، ص ۹۹)

۱۱ وقائع جنگ مرہٹہ: ڈاکٹر معین الدین عقیل کا ایک مضمون

۱۲۔ کبیر احمد جائسی: ۱۶ر نومبر ۱۹۳۶ء جائس (ضلع رائے پور بریلی، یوپی) میں پیدا ہوئے، علی گڑھ یونیورسٹی میں ایرانین اسٹیڈیز، اسلامک اسٹیڈیز کے پروفیسر۔ تصانیف: ''نقوش فانی''، ''ہم عصر''، ''درس فارسی''، ''غبارگشت''، وغیرہ۔ (ہندوستان کے اردو شعراء اور مصنفین، ص ۱۵۶) تفصیلی مطالعے کے لیے ملاحظہ کیجیے مجلّہ ''الایام'' جلد:۴، شمارہ:۱، مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی۔

خط نمبر ۴۶:

۱۔ اردوئے معلّیٰ: مولوی عبدالحق کے خطوط کا مجموعہ ہے جسے سید ابو تمیم فرید آبادی نے مرتب کیا اور لاہور سے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا۔

خط نمبر ۴۷:

۱۔ مرتبہ علامہ سید عبدالحیٔ: ''نزھۃ الخواطر''، لاہور مقبول اکیڈمی، سنہ ندارد۔

۲۔ ممتاز شیعہ عالم دین، محقق، اردو ادیب ونقاد، مترجم آپ یکم اگست ۱۹۲۳ء لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ تصانیف: ''تدوین حدیث وتذکرہ محدثین''، ''شیعہ ترجمہ وشرح نہج البلاغہ''، ''مطلع انوار''، ''تذکرۂ مجید'' مرتب: ''عود ہندی'' ''غالب''، ''تذکرہ ریاض الفردوس''، ''کلیاتِ آتش''، ''کلیاتِ فارسی غالب'' وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۲۳ راگست ۱۹۸۷ء لاہور میں ہوا۔ (وفیات اہل قلم، ص ۴۲۵)

۳۔ مطبوعہ ۱۳۰۳ھ، تذکرہ علمائے شیعہ مصنفہ مرزا محمد مہدی لکھنوی

۴۔ تذکرۂ بے بہا: محمد علی نیشاپوری کا تذکرہ جو کہ شیعہ علماء سے متعلق ہے

خط نمبر ۴۸:

۱۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی: آپ کا آبائی وطن بدایوں ہے۔ لیکن آپ ۱۵ر جون ۱۹۱۶ء کو آگرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم وکٹوریہ ہائی اسکول آگرہ مشن اسکول بدایوں اور اسلامیہ ہائی اسکول بدایوں میں ہوئی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جب آنرز کی کلاسز شروع ہوئی تو پہلے بیچ میں ابواللیث صدیقی نے بھی داخلہ لیا۔ اس طرح علی گڑھ یونیورسٹی، شعبۂ اردو کے پہلے پی ایچ ڈی ہوئے اور ''لکھنو کا دبستان شاعری'' کے عنوان سے پہلا مقالہ لکھا آپ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۸ء تک شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں، ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۶ء تک شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی میں استاد رہے۔ اس کے بعد ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۳ء تک وہ ریسرچ اسکالر مشیر لسانی سیٹوں بینک کا ک ہوئے آپ نے لسانیات کی تعلیم انگلستان سے حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں کراچی یونیورسٹی سے منسلک ہوئے اور ۱۹۷۶ء کو ریٹائرڈ ہوئے آپ کی خدمات کے صلے میں آپ کو پروفیسر ایمریطس بنا دیا گیا۔ آپ کی چند اہم تصانیف درج ذیل ہیں: ''آج کا اردو ادب''، ''تاریخ زبان اردو''، ''روایت اور تجربے''، ''غزل اور متغزلین''، ''مصحفی اور اس کا عہد''، ''جرات اور اس کا عہد''، ''نظیر اکبرآبادی اور اس کا عہد''، ''اقبال اور تصوف''، ''لکھنؤ کا

دبستان شاعری''، ''اردو کی ادبی تاریخ کا ایک خاکہ'' وغیرہ ساری عمر درس و تدریس اور اسی شجر کی آب یاری میں گزار کر ۷ رستمبر ۱۹۹۶ء کو دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ (یہ معلومات دبستانوں کا دبستان کراچی حصہ اول سے مستفاد ہیں، ص ۱۶ تا ۱۸)

خط نمبر ۵۰:

۱ آپ ۲ رمئی ۱۹۲۶ء کو لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ایم۔اے اور پی ایچ ڈی (اردو) کی ڈگری حاصل کی۔ ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہوئے بعد ازاں سندھ مسلم کالج، گورنمنٹ کالج ناظم آباد اور جامعہ کراچی شعبۂ اردو سے وابستہ رہے۔ اہم تصانیف میں محمد حسین آزاد (حیات اور تصانیف) قصصِ ہند (تصحیح و تحشیہ) نیرنگِ خیال (تصحیح و تحشیہ) وغیرہم۔

خط نمبر ۵۱:

۱ آپ ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز جاپان سے منسلک رہے۔

۲ آپ ۲۲ ردسمبر ۱۹۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ایم۔اے، پی ایچ ڈی، پی۔جی ڈپلوما ان پیلیوگرافی (مخطوطہ شناسی) کیے۔ آپ عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبۂ اردو سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی تصانیف میں: غواصی شخصیت و فن ۱۹۷۷ء، ملاقات ۱۹۵۰ء، شمع جلتی رہی۔ ۱۹۸۰ء، دکنی غزل کی نشوونما ۱۹۸۶ء، دبستان گولکنڈہ ۱۹۸۱ء وغیرہم شامل ہیں۔ (گوپی چند نارنگ عبداللطیف اعظمی، ہندوستان کے اردو مصنفین، ص ۶۷)

خط نمبر ۵۳:

۱ آپ ستمبر ۱۹۲۱ء میں ٹونک راجستھان میں پیدا ہوئے آبائی وطن ''جے پور'' ہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ایم۔اے (فلسفہ) اور ایل۔ایل۔بی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۵۰ء میں دی مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ میں Convenented officer کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی اور بینک کے اعلیٰ ترین عہدوں پر کام کرتے ہوئے ۱۹۹۰ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کی تصانیف میں: ''خاکم بدہن''، ''زرگزشت''، ''آبِ گم'' وغیرہ شامل ہیں۔

۲ عزت کے بارے میں بڑی محدود معلومات میسر ہیں۔ سالہائے ولادت وفات کہیں مذکور نہیں بعض روایات کے مطابق آپ کو ٹیپو سلطان کی استادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اور وہ دربار میں ملک الشعراء کے منصب پر فائز تھے آپ کی تصانیف میں: ''مفرح القلوب''، ''اضراب سلطانی''، ''قصہ داد بخت''، ''بھوگ بل یا کوک شاستر'' وغیرہ (مضمون ''مفرح القلوب'' از ڈاکٹر محمد اطہر مسعود مشمولہ ''تحقیق'' شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی جام شورو ۲۰۱۱ء، ص ۱۳۶۔۱۳۵)

۳ شکیل: ۱۷ رمئی سن ندارد بنگور (میسور کرناٹک) میں پیدا ہوئے آپ نے ایم۔اے اور پی ایچ ڈی (اردو) علی گڑھ سے کیا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی شعبہ اردو کے پروفیسر۔ آپ کی تصانیف میں زبان و مسائل، نوادرِ ابوالکلام آزاد، ابوالکلام کے افسانے، اقبال کے سنہری افکار، بنیادی ہندی اردو وغیرہ۔ (ہندوستان کے اردو مصنفین و شعراء، ص ۲۸۹)

۴ے حسین علی عزت کی تصنیف ''مفرح القلوب'' ۱۷۸۵ء میں مکمل ہوئی یہ کتاب ابھی شائع نہیں ہوئی تاہم اس کے متعدد نسخے برصغیر پاک وہند اور انگلستان کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

خط نمبر۵۴:

۱ے یکم مارچ ۱۹۴۲ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے، پی ایچ ڈی (فارسی) ہیں، ریڈر شعبہ فارسی دہلی یونیورسٹی۔ تصانیف: تذکرہ اشارات ۱۹۷۷ء، جدید فارسی شاعری ایک مختصر تجزیہ ۱۹۷۹ء، فارسی نثر کی تاریخ ۱۹۸۱ء، سیر المنازل ترتیب و ترجمہ ۱۹۸۲ء۔ (ہندوستان کے اردو مصنفین اور شعراء ص ۲۸۶)

۲ے شہزادہ مبارز الدولہ: شہزادہ میر گوہر علی خان مبارز الدولہ (۱۸۰۰ء۔۱۸۵۴ء) آصف جاہ ثالث نظام سکندر جاہ کے تیسرے فرزند اور آصف جاہ رابع نظام ناصر الدولہ کے برادرِ حقیقی تھے۔ تاریخ میں ان کی حیثیت وشہرت ایک ایسے ''باغی شہزادہ'' کی ہے جس نے اپنے دیگر اہل خانہ سے قطع نظر، مملکت حیدر آباد اور انگریزوں کے مابین دوستانہ روابط اور معاہدات کے اہم دور میں انگریزوں کے خلاف اپنے جذبات کے اظہار میں کسی تکلف اور مصلحت کو خاطر میں نہ رکھا۔ (مزید مطالعے کے لیے مضمون ملاحظہ ہو: شہزادہ مبارز الدولہ از ڈاکٹر معین الدین عقیل مضمون مشمولہ ''مجلہ عثمانیہ'' سہ ماہی، کراچی، شمارہ جولائی تا ستمبر ۱۹۹۵ء، ص ۵۸۔۵۷)

۳ے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں لسانیات کے پروفیسر۔

خط نمبر۵۵:

۱ے یہ حسین علی عزت کی مثنوی ہے جو کہ ٹیپو سلطان کے عہد سے متعلق ہے۔ اسی مثنوی کو ڈاکٹر معین الدین عقیل نے ''فتح نامہ ٹیپو سلطان'' کے نام سے مرتب کر کے وقار پبلی کیشنز لاہور سے شائع کی۔

۲ے آپ ۲۶ر فروری ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ بی۔ اے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے کیا۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> ''میرا تعارف علیم صاحب سے ایک تخلیق کار کی حیثیت سے رہا۔ اولاً ان کے آزاد غزل گوئی کے تجربات نے مجھے ان کی طرف متوجہ کیا پھر ان کی تخلیقات نظم و نثر کے مختلف روپ میرے سامنے آئے اب میں انھیں ایک محقق کی حیثیت سے دیکھ رہا ہوں''۔

تصانیف: روشنی کے بھنور، خوشبو کے داغ، بحر العلوم، ترسیلے، مراۃ النور، طرح نو، ردکفر وغیرہ۔ (علیم صبا نویدی: ''نواب والا جاہ اور حضرت العلام عبد العلی بحر العلوم مدارس، تامل ناڈو، اردو پبلی کیشنز ۱۹۹۵ء، ص ۲۰)

۳ے بنگلور یونیورسٹی کے طالب علم عبد المناف نے ن۔م سعید کی زیر نگرانی ''اضراب سلطانی'' ادبی و تاریخی مطالعہ'' کے عنوان سے حسین علی عزت کی مثنوی کو ایڈیٹ کیا اور اسے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے جمع کرایا۔ (بالمشافہ گفتگو ڈاکٹر معین الدین عقیل)

خط نمبر۵۶:

۱ے اقبال اکیڈمی کے ڈائریکٹر، لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں

۲ اقبال اکیڈمی: وفاقی حکومت پاکستان کا ایک علمی ادارہ ہے جو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ کراچی میں قائم کیا گیا تھا لیکن بعدازاں لاہور منتقل کردیا گیا۔

۳ انگریزی ادب کے استاد

۴ مشہور نومسلم مستشرق پیدائش واشنگٹن امریکہ میں ہوئی۔ والد محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ ۱۹۵۱ء میں فل برائٹ اسکالرشپ پر بھارت آئے یہاں ان کا مقصد مختلف النسل باشندہ کی لسانی وتہذیبی تاریخ وروایت پر تحقیق کرنا تھی۔ ریڈ انڈین قبائل پر تحقیق کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۹ء فورڈ فاؤنڈیشن کی تحریک پر پاکستان آئے۔ اورینٹل کالج لاہور میں ایک خاص شعبہ قائم کیا جس کے آپ صدر مقرر ہوئے۔ قرآن پاک کا ایک انگریزی ترجمہ ان کے مطالعے میں آیا اور سورۂ الکوثر نے ان پر ایسا اثر کیا کہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ (مقصود ایاز۔ محمد ناصر (مرتب) شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا، لاہور، شجاع ادب ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۴)

۵ عاصمہ اعجاز کی اس کتاب کا نام: ''اشاریہ غالب نامہ'' ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر سیّد معین الرحمٰن نے وقار پبلی کیشنز، لاہور سے شائع کی۔

۶ آپ کی پیدائش ۴/اپریل ۱۹۱۰ء لاہور اور وفات ۲۵/اپریل ۱۹۹۳ء ہے۔ اردو، فارسی اور پنجابی زبان وادب کے نامور اسکالر، محقق، ادیب، نقاد، استاد، ماہر تعلیم، مورخ لاہور، جسٹس آف پیس، پرنسپل اورینٹل کالج لاہور (۷۰۔۱۹۶۵ء)، مشیر قومی کمیشن برائے تاریخ و ثقافت۔ کتب: ''تہذیب عمل'' ۱۹۳۲ء، ''شعرائے پنجاب'' ۱۹۳۷ء، ''سیاہ کار اور دوسرے افسانے'' ۱۹۳۸ء، ''خدا کی لاٹھی'' (افسانے) ۱۹۶۴ء، ''لندن سے خطوط'' ۱۹۴۶ء، ''لندنی دوست کے نام خطوط'' ۱۹۴۶ء، ''شرح بانگ درا'' ۱۹۵۱ء، ''لندن سے لاہور تک''، ''احوال و آثار اقبال'' ۱۹۸۹ء، ''احوال و تعلیمات شیخ ابوالحسن ہجویری داتا گنج بخش''، "Lohore past and present" وغیرہ (وفیات ناموران پاکستان: ڈاکٹر منیر احمد سلیچ طبع اوّل، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ص ۱۷۷)

۷ مرتبین: عمر خالدی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، مجلس تاریخ دکن، ۱۹۹۳ء۔

۸ عمر خالدی: معروف اسکالر، متعدد اہم و قیع کتابوں کے مصنف ابوالنصر خالدی کے بیٹے، امریکا میں رہائش پذیر ہیں۔

خط نمبر ۵۷:

۱ تحقیق، شمارہ ۸۔۹ شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی جام شورو ۹۵۔۱۹۹۴ء، یہ مشترکہ شمارہ تھا۔ اس میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کا مقالہ ''مکاتیب قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی'' کے عنوان سے شائع ہوا۔

۲ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، سابق وائس چانسلر، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نام ور شاگرد، دوسو سے زائد کتب کے مصنف۔ آپ کا شمار علامہ عبدالعزیز میمنی کے نام ور شاگردوں میں بھی ہوتا ہے۔

۳ مرتب: ڈاکٹر معین الدین عقیل، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۸ء۔

۴ برٹش لائبریری لندن نے امین زبیری کا ذاتی کتب خانہ خرید کر، امین زبیری کلیکشن کے نام سے اپنی لائبریری کا حصہ بنایا۔ یہ اردو کی نادر کتب کا نہایت اہم ذخیرہ ہے۔

۵۔ مرزا زین الدین عشق بارہویں صدی ہجری میں فارسی کے ایک پر گو اور قادرالکلام شاعر گزرے ہیں وہ ایران میں پیدا ہوئے لیکن کم عمری میں دہلی آ گئے جب وہاں اختلال کا دور شروع ہوا تو آپ عظیم آباد پہنچے اور اپنے پرانے کرم فرما شاہ رکن الدین عشق عظیم آبادی کے ساتھ مقیم ہوئے۔ (مزید مطالعے کے لیے دیکھیے: مضمون: ''میرزا زین الدین عشق دہلوی اور کلیاتِ عشق'' از ڈاکٹر مختارالدین احمد: مشمولہ تحقیق شمارہ ۱۳-۱۲، ۹۹-۱۹۹۸ء ص ۳۸۳)

خط نمبر ۵۸:

۱۔ ڈاکٹر مختارالدین آرزو کی ہدایت کے مطابق ڈاکٹر معین الدین عقیل نے عشق عظیم آبادی کے فارسی دیوان اور ''دیوان مبتلا'' کی مائیکرو فلم عکس بنوا کر بھیجے تھے۔ جس پر ڈاکٹر مختارالدین احمد نے مضمون تحریر کیا جو کہ یادگار قاضی عبدالودود میں شائع ہوا۔

خط نمبر ۵۹:

۱۔ اردو ادب: انجمن ترقی اردو (ہندوستان) کا ادبی رسالہ۔

۲۔ آپ ممبئی کے معروف صحافی، فارسی زبان میں اخبار نکالتے تھے۔ کچھ عرصہ یہاں رہے پھر رام پور چلے گئے جہاں نواب رام پور کے ساتھ دنیا بھر کا سفر کیا۔ انھوں نے نواب رام پور کا سفر نامہ ''مشیر حامدی'' کے نام سے تحریر کیا ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اس سفرنامے میں جاپان سے متعلق حصے پر ایک مقالہ " A Cuiture Shock" کے عنوان سے تحریر کیا۔ (بالمشافہ گفتگو ڈاکٹر معین الدین عقیل)

خط نمبر ۶۰:

۱۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل نے یورپ اور ایشیاء کے کئی ممالک کے سفر کیے وہ جہاں جاتے اس ملک کے کتب خانوں کا دورہ ضرور کرتے اور نادر مخطوطات سے فیض یاب ہوتے۔

۲۔ ڈاکٹر مختارالدین احمد گزشتہ ایک سال سے عکسِ کلیاتِ عشق کے لیے ڈاکٹر عقیل صاحب کو لکھ رہے تھے۔ چناں چہ آپ نے اس کی مائکرو فلم ان لارجمنٹ بنوا کر بھیجی۔ جو ڈاکٹر صاحب کو پسند نہیں آئی۔ ڈاکٹر عقیل نے آپ کی پسند کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قریباً سترہ وساڑھے سترہ ہزار روپے (پاکستانی روپے) کے عکس بنوا کر ڈاکٹر صاحب کو روانہ کیے جو انھیں بے حد پسند آئے۔ اسکالروں کی مدد کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ ۱۹۹۴ء میں قیام جاپان کے دوران آپ نے ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب کو بھی ان کی خواہش پر ایک کتاب خرید کر بھیجی تھی جس کی قیمت دس ہزار روپے سے زیادہ تھی۔ ڈاکٹر نجم کے شدید اصرار کے بعد بھی آپ نے قیمت نہیں لی۔ اور خط میں یہ تحریر کیا کہ یہ تو میں نے تحفتہً پیش کی ہے۔

۳۔ آپ لندن میں رہائش پذیر ہیں۔ معروف اسکالر ہیں حیدر آباد دکن سے ان کا تعلق ہے۔

۴۔ برٹش لائبریری میں اردو سیکشن کے مہتمم تھے۔

۵۔ ابن معصوم کا سفرنامہ، تاریخِ معصومی کے نام سے شائع ہوا۔

٦ "بیتی کہانی" شہر بانو بیگم کی تصنیف ہے۔ جسے ڈاکٹر معین الدین عقیل نے مرتب کیا ہے۔اس نادر کتاب کو ڈاکٹر نجم الاسلام نے اپنے ادارے "ادارۂ علمی حیدر آباد" سندھ سے ۱۹۹۵ء میں شائع کیا۔ اسی کتاب پر جامعہ کراچی نے عقیل صاحب کو ڈی لٹ کی سند عطا کی۔

۷ نواب زینت محل کی خودنوشت شائع نہیں ہوئی۔

۸ حبیب الرحمٰن چغتائی، خدا بخش لائبریری پٹنہ کے ڈائریکٹر

خط نمبر ۶۱:

۱ پروفیسر ہیروشی ہاگیتا: ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز سے وابستہ ہیں۔

۲ دیکھیں خط نمبر ۳۹، حوالہ ۳

۳ مرتبہ کلیم الدین احمد پٹنہ بہار، ۱۹۶۵ء۔

۴ مرتبہ: پروفیسر محمود الٰہی لکھنؤ، ۱۹۸۴ء

۵ خیراتی لال کا غیر مطبوعہ تذکرہ ہے جسے ڈاکٹر ابرار عبدالسلام صاحب ایڈٹ کر رہے ہیں۔

۶ نبیرہ نواب شیفتہ مرتب تذکرہ گلشن بے خار، ۲۷ راپریل ۱۹۲۱ء کو میرٹھ کے علمی و ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فیض عام ہائی اسکول (میرٹھ) سے میٹرک پاس کیا کچھ عرصہ بمبئی میں واجد محمود کی ایڈورٹائزنگ ایجنسی سے منسلک رہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان آ گئے، ۱۹۵۰ء میں آپ سی۔ ایس۔ پی کے امتحان میں شریک ہوئے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد وہ راولپنڈی میں اسسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ اور مختلف شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ اہم ذمہ دار عہدہ پر رہنے کے باوجود ادبی سرگرمیوں میں برابر شریک رہے۔ آپ کی تصانیف میں: ایک محشر خیال، غالب شناسی کے کرشمے، رنگا رنگ بزم آرائیاں، نقش ہائے رنگ رنگ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کا انتقال ۲۰۰۴ء کو ہوا۔ (دبستانوں کا دبستان کراچی، حصہ اوّل، ص ۷۰۔۶۹)

۷ معروف محقق، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان سے منسلک رہے۔ فارسی مجلّہ "دانش" کے مدیر رہے۔ اہم کتب میں: "فرہنگ نامہ"، "اصطلاحاتِ فارسی"، "فہرستِ مخطوطات کتب خانہ قریش"، "بھارت میں مخطوطات کی فہرست" وغیرہم شامل ہیں۔

خط نمبر ۶۲:

۱ یہ معین الدین عقیل کی کتاب ہے، جو ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

۲ "امیر خسرو فرد اور تاریخ"، ڈاکٹر عقیل کی کتاب، ابوالکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کراچی، پاکستان سے ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

۳ محمد عمر خالدی، ابوالنصر خالدی کے بیٹے امریکا بوسٹن میں رہائش پذیر ہیں معروف اسکالر متعدد اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔

۴۔ شمع فروزاں: ابوالنصر خالدی کے خاندان کا تذکرہ ہے۔

۵۔ ابوالنصر خالدی: (۲۰۱۱ء۔۱۹۵۳ء) دکن سے تعلق تھا، جامعہ عثمانیہ میں تاریخ اور اسلامیات کے پروفیسر اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

خط نمبر ۶۴:

۱۔ منشی غلام محمد، ممبئی کے مذہبی رہنما تھے، انجمن اسلامیہ ممبئی کے بانیوں میں سے تھے اور سرسید سے متاثر تھے۔ اپنی خودنوشت سوانح عمری انگریزی زبان میں (An Autobiography) تحریر کی۔ اس کے علاوہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

۲۔ تذکرہ ''علماء سیتاپور'' قاضی سید الیاس حسین کی تصنیف ہے جس کی ترتیب و تعلیق ڈاکٹر معین الدین عقیل نے کی ہے یہ تذکرہ ۲۰۰۶ء میں فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ سے شائع ہوا۔

۳۔ سید محمد حسین طباطبائی (شیعہ عالم) کی سوانح عمری۔

خط نمبر ۶۵:

۱۔ مرتبہ: ڈاکٹر معین الدین عقیل، خدابخش لائبریری، پٹنہ ۱۹۹۵ء۔

۲۔ یہ مضمون ''مسیحی قبرستانوں میں فارسی و اردو کتبات'' کے عنوان سے ہے۔

خط نمبر ۶۶:

۱۔ ''تحقیق''، شمارہ ۱۲۔۱۳، شعبۂ اُردو، سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۲۰۰۱ء۔

۲۔ ''جہاتِ جہد آزادی'' ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تصنیف ہے۔

۳۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پرووائس چانسلر اکتوبر ۱۹۹۵ء میں مستعفی ہوئے۔

۴۔ ''یادگارنامہ یوسف حسین خان''، مطبوعہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی ۲۰۰۴ء۔

خط نمبر ۶۷:

۱۔ کراچی گلستان جوہر بلاک بی مکان نمبر ۲۱۵ میں منتقل ہوئے۔

خط نمبر ۶۸:

۱۔ برٹش لائبریری لندن میں ''دہلی کلیکشن'' ہندوستانی مخطوطات کا ایک نہایت اہم ذخیرہ ہے جو تا حال فہرست سازی، کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کے مراحل سے گزر نہیں سکا۔ اس ذخیرے کی ایک فہرست سید حسن بلگرامی نے ''ذخیرۂ دہلی'' کے نام سے اپنے قیام لندن (۱۹۰۲ء۔۱۹۰۰ء) کے دوران مرتب کی تھی (مزید مطالعے کے لیے ملاحظہ ہو مضمون ''ذخیرۂ دہلی'' از ڈاکٹر معین الدین عقیل مشمولہ ''بازیافت'' شعبۂ اُردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۲۴۔۱۱)

خط نمبر ۶۹:

۔ کئی کتابوں کے مصنف۔ لاہور کے ایک کالج میں شعبۂ تدریس سے وابستہ ہیں۔

۲۔ ۱۳راکتوبر ۱۹۰۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ دوران تعلیم آپ نے ڈرامہ ''انارکلی'' تخلیق کیا۔ بی۔اے کرنے کے بعد آپ نے رسالہ ''پھول'' اور ''تہذیب نسواں'' کی ادارت سنبھالیں۔ آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں: ''قرطبہ کا قاضی''، ''چچا چھکن''، ''رونق کے ڈرامے'' وغیرہ۔ آپ کا انتقال ۱۹راپریل ۱۹۷۰ء میں ہوا۔

خط نمبر ۱۷:

۱۔ یہاں ڈاکٹر صاحب سے سہو ہوا ہے، کتاب کا نام ''کلمات آبدار'' ہے جسے ڈاکٹر معین الدین عقیل نے مرتب کیا اور بہادر یار جنگ اکادمی کراچی نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔

۲۔ خطوطِ نیرنگ: یہ انگریزی خطوط کا مجموعہ ہے جسے Resurgence of Muslim Separtism in British India کے نام سے ڈاکٹر معین الدین عقیل نے مرتب کیا جسے اقبال اکیڈمی پاکستان نے ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔

۳۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کو کوالالمپور (ملیشیا) کے کتب خانے (International Institute of Islamic Thought & Civilization) میں میر تقی میر کی غیر مطبوعہ تصنیف جسے الوئس اشپرنگر نے ''مجموعہ میر'' کی تالیف کا گمان کیا تھا دراصل میر تقی میر کا غیر مطبوعہ انتخاب کلام ہے، دیکھنے کا موقع ملا جس پر آپ نے ایک نہایت وقیع مقالہ ''میر تقی میر کی ایک گم شدہ بیاض کی دریافت'' کے عنوان سے تحریر کیا۔ یہ مقالہ معیار، اسلام آباد، شمارہ ۲ میں شائع ہوا۔

۴۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی (۱۸۲۴ء،۱۷۴۶ء) کا ایک غیر مطبوعہ نادر مکتوب ''مجموعات خطوط'' میں شامل ہے۔ کوالمپور (ملیشیا) کے کتب خانے International Institute of Islamic Thought & Civilization کے ذخیرہ عبدالرحمٰن پارکر میں یہ ذیل ۳۲۸ محفوظ ہے۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کو اسی غیر مطبوعہ تحریر ملنے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔ (مزید مطالعے کے لیے ملاحظہ ہو مضمون شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ذوق ادب از ڈاکٹر معین الدین عقیل بازیافت ۱۱، لاہور۔ شعبۂ اردو اورینٹل کالج لاہور، جولائی تا دسمبر ۲۰۰۷ء، ص ۱۶۔۹)

۵۔ ڈاکٹر رضوان علی ندوی: ''نظام الملک طوسی''، کراچی، شعبۂ تصنف و تالیف جامعہ کراچی۔

۶۔ سابق گورنر سندھ کی تصنیف "Those who Dared" جسے جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ نے شائع کیا۔

۷۔ مہدی علی صدیقی کی آپ بیتی ''بلا کم و کاست'' جو شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی۔

۸۔ عبدالرحمٰن ایڈوکیٹ، شعبۂ تصنیف تالیف و ترجمہ جامعہ، کراچی ۲۰۰۳ء۔

خط نمبر ۷۳:

۱۔ مشفق خواجہ کا کتب خانہ امریکا کے ایک ادارے نے خرید لیا ہے۔ فہرست سازی کا کام ہو رہا ہے۔ یہ کتب خانہ فی الحال کراچی میں ہی موجود ہے۔

۲۔ آمنہ صاحبہ مشفق خواجہ مرحوم کی بیوہ ہیں۔ جو کراچی کے ایک کالج میں پڑھاتی ہیں آج کل ضعیف و علیل ہیں۔

۳۔ مشفق خواجہ کے بڑے بھائی جو امریکہ میں مقیم ہیں۔

خط نمبر ۷۴:

۱۔ معارف انڈیکس سے مراد ''اشاریہ معارف اعظم گڑھ'': مرتبہ محمد سہیل شفیق، قرطاس، کراچی، ۲۰۰۶ء۔

خط نمبر ۷۵:

۱۔ ارمغان سید عبداللہ کے مرتبین ڈاکٹر تحسین فراقی اور ڈاکٹر ضیاء الحسن ہیں یہ شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کی طرف سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی۔

۲۔ ڈاکٹر سلیم ملک، سابق صدر شعبۂ اردو سابق مدیر ''بازیافت'' شعبہ اردو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی۔ آج کل امریکہ میں مقیم ہیں۔

۳۔ اصل نام منظور اختر، ۱۷ر ستمبر ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں ''عبدالماجد دریا آبادی احوال و آثار'' کے موضوع پر مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تین سال تہران یونیورسٹی میں مہمان استاد کی حیثیت سے پڑھایا۔ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے سربراہ کی حیثیت سے متقاعد ہوئے۔ اہم کتابوں کے نام: ''جستجو''، ''معاصر اردو ادب''، ''نقش اوّل''، ''نقدِ اقبال، چند نئے مباحث''، ''مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں''۔

۴۔ انجمن ترقیٔ اردو کے معتمد گزشتہ ۱۵ سال سے، شاعر، منتظم، اداریہ نویس، سفرنامہ نگار، یکم جنوری ۱۹۲۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ اینگلو عربک کالج دہلی سے ۱۹۴۴ء میں بی۔ اے جامعہ کراچی سے ایل۔ ایل۔ بی کیا، ۱۹۴۷ء میں پاکستان آ گئے وزارت تجارت سے اسسٹنٹ کی حیثیت سے عملی زندگی کا آغاز کیا۔ اعلیٰ ملازمتوں کے امتحان میں کامیابی کے بعد ۱۹۵۱ء میں انکم ٹیکس کے افسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۹ء ایوان صدر میں افسر بکار خاص ۱۹۶۹ء میں نیشنل بینک آف پاکستان سے وابستہ ہوئے وہاں مختلف عہدوں پر ترقی پائی رائٹر گلڈ کے سیکریٹری، انجمن ترقیٔ اردو کے معتمد اعزازی، اردو ڈکشنری بورڈ کے صدر، اردو کالج کراچی کے معتمد اعزازی اور دیگر دوسرے عہدوں پر اپنے فرائض منصبی ادا کیے۔ آپ کی چند تصانیف: ''صدا کر چلے''، ''دعا کر چلے''، ''تماشا مرے آگے''، ''دنیا مرے آگے''، ''لاحاصل''، ''غزلیں''، ''دوہے''، ''گیت''، ''جیوے جیوے پاکستان'' وغیرہ۔ (انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا، ص ۶۴۵۔۶۴۶)

۵۔ جمیل الدین عالی کے بڑے صاحب زادے ہیں۔

۶۔ لاہور سے شائع ہونے والا ادبی ماہنامہ۔

۷۔ آپ ۸ر فروری ۱۹۴۳ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ڈی جے سائنس کالج سے انٹر اور جامعہ کراچی سے بی۔ ایس۔ سی (آنرز) کے بعد ایم۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا اس کے بعد برطانیہ کی نیوکیسل یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری

حاصل کی۔ جامعہ کراچی میں بہ حیثیت لیکچرر مقرر ہوئے دوران ملازمت وہ جامعہ کراچی کے وائس چانسلر، پرو وائس چانسلر، رجسٹرار رکن سنڈیکٹ، مشیر امور طلباء اور دیگر اہم کمیٹیوں کے رکن بھی رہے۔ آپ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ممتاز شعراء میں ہوتا ہے۔ (دبستانوں کا دبستان، حصہ اول، ص ۱۰۳)

خط نمبر ۷۶:

۱۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں ڈین فیکلٹی آف لینگویجز و لٹریچر کی حیثیت سے اکتوبر ۲۰۰۸ء میں گئے اور اکتوبر ۲۰۱۰ء تک رہے۔

۲۔ عقیل صاحب نے اسلامی یونیورسٹی میں دوران ملازمت ایک علمی رسالہ ''معیار'' کے نام سے شروع کیا تھا اس کا پہلا شمارہ جنوری ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔ آپ نے اس کے چار شمارے شائع کیے۔ پانچواں شمارہ مرتب کر لیا تھا پریس جانے کے لیے تیار تھا لیکن شائع نہ کر سکے۔

۳۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار: آپ پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کے پروفیسر تھے کچھ عرصہ انقرہ یونیورسٹی، ترکی شعبۂ اردو میں گزارا واپس آنے کے بعد بزمِ اقبال، لاہور سے وابستہ رہے۔

خط نمبر ۷۷:

۱۔ معیار، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۲۔ وحید قریشی صاحب کے یہ خطوط معیار میں شائع نہ ہو سکے۔ سندھ یونیورسٹی جام شورو کے ''تحقیق'' شمارہ ۲۴ مکتوبات نمبر حصہ دوم میں شامل ہیں۔

۳۔ پروفیسر، سابق صدر شعبۂ اردو، اور ایڈیٹر مجلّہ ''تحقیق'' سندھ یونیورسٹی جام شورو۔

فہرست اسنادِ محولہ:

۱۔ صدیقی، احمد حسین: (۲۰۰۳ء)، ''دبستانوں کا دبستان''، حصہ اوّل، کراچی، محمد حسین اکیڈمی۔
۲۔ صدیقی، احمد حسین: (۲۰۰۵ء)، ''دبستانوں کا دبستان''، حصہ دوم، کراچی، قرطاس۔
۳۔ رام پوری، بشارت فروغ: (۲۰۰۰ء)، ''وفیاتِ مشاہیرِ اردو'' کلکتہ۔
۴۔ ٹی۔ آر۔ رینا، (۲۰۱۱ء)، مرتب: 'رشید حسن خاں کے خطوط'، اردو بک ریویو، دہلی۔
۵۔ جالبی، جمیل، ڈاکٹر: (۲۰۰۶ء)، ''تاریخ ادبِ اردو، جلد دوم، لاہور، مجلس ترقیِ ادب۔
۶۔ ندوی، سلیمان، سید: (۱۹۵۵ء)، ''یادِ رفتگاں'' مکتبہ اشرق، کراچی۔
۷۔ صابر براری: ۱۹۸۶ء، ''تاریخ رفتگاں''، ادارۂ فکرِ نو، کراچی۔
۸۔ سالک صدیق: (۱۹۹۷ء) ''سلیوٹ'' الفیصل، لاہور۔
۹۔ سالک صدیق: (۱۹۸۱ء)، ''میں نے ڈھاکا ڈوبتے دیکھا ہے''، قومی پبلی شر، لاہور۔
۱۰۔ عبدالرحمٰن، صباح الدین، سید: (مرتب): (۱۹۴۸ء)، ''بزمِ تیموریہ''، اعظم گڑھ۔

۱۱۔ عبدالحیٔ، سید، علامہ،: ''نزھتہ الخواطر'' مقبول اکیڈمی، لاہور، سن ندارد۔
۱۲۔ نویدی، علیم صبا: (۱۹۹۵ء)، نواب والا جاہ اور حضرت الصلاح عبدالعلی بحرالعلوم مدارس، اردو پبلی کیشنز، تامل ناڈو۔
۱۳۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر: (۱۹۸۹ء) ''اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری''، انجمن ترقی اردو، کراچی۔
۱۴۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر:
۱۴۔ گوپی چند نارنگ، عبداللطیف اعظمی، (۱۹۹۶ء)، مرتبین: ''ہندوستان کے اردو مصنفین و شعراء'' ادارۂ اکادمی، دہلی۔
۱۵۔ مالک رام: ''تذکرہ معاصرین'' راول پنڈی، الفتح پبلی کیشنز۔
۱۶۔ چغتائی، محمد اکرام، (مرتب): (۲۰۱۲ء)، ''قدیم دہلی کالج لاہور۔
۱۷۔ محمد اسلم، پروفیسر: (۱۹۹۳ء)، ''خاک خفتگان لاہور''، ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، دانش گاہِ پنجاب، لاہور۔
۱۸۔ فرخ، محمد فاتح (مرتب): ''یادگار بجنوری''، کراچی، سن ندارد۔
۱۹۔ سلیچ، محمد منیر احمد، ڈاکٹر: (۲۰۰۶ء)، ''وفیات ناموران پاکستان''، اردو سائنس بورڈ، لاہور۔
۲۰۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر (مرتب): (۱۹۸۶ء)، ''ایک نادر سفرنامہ''، مکتبہ اسلوب، کراچی۔
۲۱۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر (مرتب): (۱۹۹۵ء)، ''بیتی کہانی'' ادارۂ علمی، حیدرآباد۔
۲۲۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر (مرتب): (۱۹۹۸ء)، ''بیاض رنجور'' خدابخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ۔
۲۳۔ ہارون الرشید، پروفیسر: (۲۰۱۲ء)، ''دو ہجرتوں کے اہل قلم''، میڈیا گرافکس، کراچی۔

انسائیکلوپیڈیا:

۱۔ قاسم محمود، سیّد: (۲۰۰۴)، ''انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا''، الفیصل، لاہور۔
۲۔ مقصود ایاز، محمد ناصر: (۱۹۸۷ء) ''شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا'' شعاع ادب، لاہور۔

رسائل و جرائد:

۱۔ اورینٹل میگزین، لاہور ۱۹۹۵ء۔
۲۔ ماہ نامہ ''اخبار اردو''، اسلام آباد ۱۹۸۲ء۔
۳۔ ''بازیافت'' لاہور ۲۰۰۸ء۔
۴۔ ماہ ناہ ''اخبار اردو''، جولائی ۲۰۱۱ء۔
۵۔ سہ ماہی ''اردو'' ۱۹۸۹ء۔
۶۔ ماہ نامہ ''الحمرا''، اکتوبر ۲۰۱۲ء۔
۷۔ سہ ماہی ''انشا''، ''ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر'' (حصہ اوّل) حیدرآباد۔
۸۔ دریافت ''نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز'' شمارہ ۳، اسلام آباد۔
۹۔ تحقیق شمارہ ۹، شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی، جام شورو ۹۵۔۱۹۹۴ء۔
تحقیق شمارہ ۱۳۔۱۲، ۱۹۹۸ء۔

تحقیق شمارہ ۱۷، ۲۰۱۰ء۔
تحقیق شمارہ ۱۹، ۲۰۱۱ء۔
تحقیق شمارہ ۲۰، ۲۰۱۱ء۔
۱۰۔ ''مجلّہ تحقیق'' کلیہ علوم اسلامیہ و شرقیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۹۲ء۔
۱۱۔ سہ ماہی ''مجلّہ عثمانیہ'' کراچی، جولائی تا دسمبر ۱۹۹۵ء۔
۱۲۔ ماہ نامہ ''کتاب نما'' نئی دہلی، جلد ۳۰، شمارہ ۸۰، اگست ۱۹۹۰ء۔
غیر مطبوعہ:
معین الدین عقیل ڈاکٹر، ''انتخابِ کلام رنجور عظیم آبادی''۔